25-10-2019

1

کتاب الشفعۃ

س: شفعہ کی تعریف بیان کریں؟

ج: لغوی معنیٰ:-

ملانا:-

اصطلاحی تعریف:-

غیر منقول جائیداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا اُتنے ہی میں اس جائیداد کے مالک ہونے کا حق دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے:-

س: شفعہ کی اقسام بمع ثبوت تحریر کریں:-

ج: اقسام الشفعہ:-

شفعہ کی "3" اقسام ہیں:-

1- شریک فی نفس المبیع 2- شریک فی حق المبیع 3- پڑوسی:-

دلیل الاول:-

قولہ السلام:- الشفعۃ لشریک لم یقاسم:-

عند الاحناف:-

حق شفعہ "پڑوسی" کو بھی ملے گا:-

دلیل:-

" الجار أحق بشفعتہ ":-

عند الشوافع:-

پڑوسی کو حق شفعہ نہیں ملے گا:-

دلیل:-

الشفعہ فیما لم یقاسم فاذا وقعت الحدود و صرفت الطرق فلا شفعۃ:-

عقلی دلیل:-

شفعہ کا حق "غیر منقسم" اشیاء میں ہوگا۔ جب تقسیم کاری ہو چکی۔ حدود واقع ہو گئیں۔ تو اب شفعہ نہ ہوگا:-

س: کیا "شریک" اور "خلیط" کے ہوتے ہوئے "جار" کو شفعہ مل سکتا ہے؟

ج: عند الاعظم علیہ الرحمہ:-

اگر شریک فی نفس المبیع اور حق المبیع

اپنا حق شفعہ چھوڑ دیں۔ تو اس صورت میں پڑوسی کو حق شفعہ مل سکتا ہے :۔

دلیل :۔
اسلئے کہ جو شفعہ کا سبب ہے۔ وہ اتصال ملکیت ہے۔ پس سبب سب میں برابر ہے۔ تو سبب کے پائے جانے کی وجہ سے پڑوسی کو بھی حق شفعہ ملے گا :۔

عند الی یوسف :۔
شریک فی نفس مبیع کے ہوتے ہوئے کسی کو شفعہ نہیں ملے گا :۔ چاہے شریک فی نفس مبیع اپنا حق لے یا نہ لے :۔

دلیل :۔
اسلئے شریک فی نفس مبیع کی وجہ سے سب کا حق روکا ہوا ہے :۔ اسلئے کہ اسکی موجودگی میں کسی کو حق شفعہ نہیں ملے گا :۔

س "اذا اجتمع الشفعاء فالشفعہ بینھم ..." اس عبارت کی وضاحت کریں؟ مع اختلاف :۔

ج عند الاحناف :۔
اگر شفیع متعدد ہوجائیں تو اس صورت میں شفعہ ان کے مابین تعداد کے اعتبار سے ہوگا :۔

دلیل :۔
اسلئے کہ شفعہ کے مستحق ہونے کا جو سبب تھا۔ اس سبب میں سب برابر ہیں۔ جب سبب میں برابر ہیں۔ تو شفعہ سب کو یکساں ملے گا :۔

عند الشوافع :۔
شفیع کی تعداد متعدد ہونے کی صورت میں شفعہ ان کے مابین ملکیت کے اعتبار سے ہوگا :۔

دلیل :۔
شفعہ ملکیت کے منافع میں سے ہے۔

دلیل تنویری :۔
کیا وہ نہیں دیکھتے کہ شفعہ ملکیت کے منافع کی تکمیل کرتا ہے :۔ تو اسلئے کہ یہ ملکیت کے اعتبار سے

تقسیم ہوگا۔ گویا کہ یہ "رنج، غلہ" کے مشابہ ہوگیا:۔

س: اگر بعض نے اپنا حق شفعہ ساقط کردیا تو بقایا میں کیسے تقسیم ہوگا؟

ج: اسکی "4" صورتیں ہیں:۔ جو کہ درج ذیل ہیں:۔

پہلی صورت:۔
اگر بعض نے اپنا حق ساقط کردیا۔ تو بقایا میں حق شفعہ ان کی تعداد کے اعتبار سے تقسیم ہوگا:۔

دوسری صورت:۔
اگر ان میں بعض غائب ہوں۔ تو حق شفعہ جو حاضر ہیں۔ ان کے مابین تقسیم ہوگا۔ تعداد کے اعتبار سے:۔

تیسری صورت:۔
اگر جمیع شفعہ ایک کیلئے ثابت کیا۔ جو کہ حاضر تھا۔ اب اگر دوسرا شفیع آئے گا۔ تو ان کو "نصف" شفعہ ملے گا۔ اور اگر تیسرا آیا تو ان کو "ثلث" ملے گا:۔

چوتھی صورت:۔
اگر حاضر نے اپنا حق شفعہ سے معذرت کرلی۔ اور اس صورت میں قاضی کے فیصلے سے اس شخص کیلئے جمیع شفعہ کا فیصلہ کیا تھا۔ تو اس صورت میں آنے والے کو صرف نصف حق شفعہ ملے گا:۔
اور اگر حاضر کے حق میں شفعہ قاضی کے فیصلے سے نہیں تھا۔ تو آنے والے کو جمیع شفعہ ملے گا:۔

س: شفعہ کس سبب سے لازم ہوتا ہے؟

ج: شفعہ عقد بیع کے بعد ثابت ہوتا ہے:۔

وجہ:۔
شفعہ اسوقت ثابت ہوگا۔ جب بائع کی اپنی ملکیت سے بے رغبتی ہو۔ اور اسکی بے رغبتی کا ظہور "عقد بیع" سے ہوگا۔ اسلئے "عقد بیع" کے بعد شفعہ ثابت ہوگا:۔

س: طلب شفعہ کی تینوں صورتوں کو وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

ج: پہلی صورت:۔
جیسے شفیع کو بیع کا علم ہو۔ فوراً طلب مواثبت کرے

اُسی مجلس میں بولے کہ میں نے شفعہ کیا:-

دوسری صورت :-

طلب اشہاد کرے۔ اب گواہ

- بائع پر بھی بنا سکتا ہے۔ ← کیونکہ بائع کا قبضہ ہے۔
- مشتری پر بھی بنا سکتا ہے۔ ← کیونکہ مشتری کی ملکیت ہے۔
- مبیع پر بھی بنا سکتا ہے:- ← کیونکہ شفعہ اسکی وجہ سے ثابت ہوا ہے۔

تیسری صورت :-

قاضی کے پاس طلب خصومت کرے گا۔
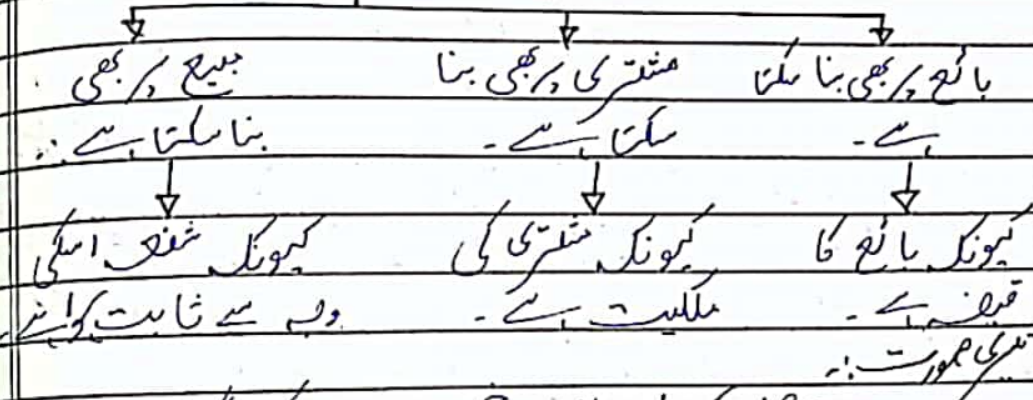
قاضی کے پاس بولے گا جیسے مجھے علم ہوا تھا اُسی وقت میں نے "طلب مواثبہ" کیا۔ پھر گواہ بنائے تھے:-

س: شفیع کس کی خبر سن کر گواہ بنائے گا؟ مع اختلاف :-

ج: عند الامام اعظم علیہ الرحمہ :-

"دو مرد" یا "ایک مرد دو عورتیں" یا ایک عادل مرد ہو۔ ان کی خبر سن کر شفیع گواہ بنائے گا:

عند الصاحبین :-

ایک کی خبر سن کر شفیع گواہ بنائے گا۔ اب ایک میں عمومیت ہے۔ مذکر ہو یا مؤنث، آزاد ہو یا غلام، بالغ ہو یا غیر بالغ:-

س: کن الفاظ کے ساتھ شفعہ باطل نہ ہوگا؟

ج: شفیع نے جب بیع کی خبر سنی تو

1- الحمد اللہ

2- ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

3- سبحان اللہ

کہا۔ تو ان صورتوں میں شفعہ باطل نہ ہوگا:

پہلے کی وجہ :-

اپنے بُرے پڑوسی سے آزادی کی بنا پر یہ کہا:

دوسرے کی وجہ :-

بائع پر تعجب کرتے ہوئے کہا کہ بائع نے بیچا تاکہ

شفیع کو نقصان دینے :۔
نہیں ہے کی وجہ :۔
کلام کے ابتداء کی وجہ سے ہوا :۔

س | کیا تاخیر کی وجہ سے شفعہ باطل ہوگا؟ بمع اختلاف :۔
ج | عند الشیخین :۔
طلب خصومت میں تاخیر ہوگئی۔ تو اسکی وجہ سے
شفعہ ساقط نہ ہوگا :۔
دلیل :۔
اسلئے کہ جب شفعہ کا حق شفیع کیلئے ثابت ہوگیا۔ تو
حق شفعہ اسوقت تک ساقط نہ ہوگا۔ جب تک شفیع
اپنا حق خود ساقط نہ کرے :۔
عند المحمد :۔
ایک ماہ کے بعد حق شفعہ ساقط ہوجائے گا :۔
دلیل :۔
اگر تاخیر کی وجہ سے حق شفعہ کو ساقط ہونے کا حکم نہ لگایا
جائے۔ تو مشتری کو شفیع کی جانب سے ضرر ہونے کا خوف ہوگا۔
اس خوف کی بناء پر مشتری مبیع میں تصرف بھی نہیں کرے گا۔
اسلئے کہ "ایک ماہ" کی مقدار کو متعین کیا۔

س | طلب خصومت کی صورت میں قاضی کس سے سوال کرے گا؟
ج | جب شفیع قاضی کے پاس آیا۔ تو قاضی "مشتری" سے سوال کرے
گا۔ اگر مشتری نے اُس ملکیت کا اعتراف کیا جس ملکیت کی وجہ
سے شفیع حق شفعہ کا دعوی کر رہا ہوا۔ تو تو حق شفعہ شفیع کو ملے گا
اگر مشتری نے انکار کیا۔
تو اس صورت میں قاضی شفیع کو مکلف بنائے گا۔
گواہ قائم کرے گا۔ اگر گواہ قائم کیے تو تو صحیح ہے۔
اگر شفیع گواہ قائم کرنے
عاجز آ گیا۔ تو قاضی مشتری سے قسم اٹھوائے گا۔

س | کیا قاضی کی مجلس میں ثمن کی حضوری لازمی ہے یا نہیں؟
ج | عند الامام :۔
قاضی کے فیصلے سے مجلس میں ثمن کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

دلیل:
اسلئے کہ مشتری کا شفیع پر کوئی ثمن لازم نہیں ہے فیصلے سے پہلے۔ جب کوئی چیز لازم نہیں ہے تو حضوری کی شرط بھی نہیں لگائی جائے گی۔

عند المحمد:
قاضی کی مجلس میں ثمن کا ہونا ضروری ہے۔

دلیل:
ہو سکتا ہے کہ شفیع مفلس ہو۔ اور قاضی نے فیصلہ سنا اور شفیع کے پاس پیسے نہ ہوں۔ تو اس صورت میں مشتری کا مال تو ہلاک ہو جائے گا۔

س کیا شفیع کو خیارِ عیب اور خیارِ رؤیت حاصل ہو گا؟
ج جی ہاں:
شفیع کو خیارِ عیب اور خیارِ رؤیت حاصل ہوگا۔

وجہ:
کیونکہ شفیع کا حق شفعہ کے طور پر مشتری سے لینا۔ گویا کہ ان کے مابین بیع ہو رہی ہے۔ اور اصل بیع میں مشتری کو مذکورہ دونوں خیار حاصل ہوتے ہیں۔ تو اسی طرح شفیع کو بھی دونوں خیار حاصل ہونگے۔

س اگر شفیع و مشتری کے مابین ثمن کے حوالے سے اختلاف ہو جائے تو کس کا قول معتبر ہوگا؟
ج اگر شفیع اور مشتری کے مابین ثمن کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو مشتری کا قول معتبر ہوگا قسم کے ساتھ۔

وجہ:
اسلئے کہ شفیع مدعی ہے کم قیمت کا دعوی کر رہا ہے۔ اور مشتری منکر ہے۔ اسکی قیمت کا انکار کر رہا ہے۔

قاعدہ:
"مدعی اور منکر میں سے منکر کا قول لیا جاتا ہے۔ قسم کے ساتھ۔"

س اگر شفیع و مشتری دونوں گواہ قائم کریں تو کس کے گواہ لیے جائینگے مع اختلاف۔

ج: عند الطرفین:۔
شفیع کے گواہ لیے جائیں گے:۔
وجہ:۔
ان کے مابین کوئی منافات نہیں ہے۔ گویا کہ دو بیع ہیں۔
اب شفیع سے کہا جائے گا۔ ان میں سے جو چاہے وہ بیع لے لے:۔
عند ابی یوسف:۔
مشتری کے گواہ معتبر ہوں گے:۔
وجہ:۔
اسلئے کہ ثمن کو ثابت کرنے کے اعتبار سے زیادہ حقدار مشتری ہے:۔
کیونکہ چیز مشتری نے لی ہے:۔

س: بائع نے مشتری سے قیمت میں کمی، زیادتی کی، کیا یہ کمی، زیادتی شفیع کے حق میں ثابت ہوگی؟

ج: کمی و زیادتی

- مشتری سے کمی کی
  - پورا ثمن ساقط کیا ← تو یہ شفیع کے حق میں ثابت نہ ہوگی:۔
  - بعض ثمن ساقط کیا ← تو یہ شفیع کے حق میں ثابت ہوگی:۔
- یا زیادتی کی ہے ← تو زیادتی شفیع کے حق میں مستلزم نہ ہوگی:۔ کیونکہ اس صورت میں شفیع کو نقصان ہوگا:۔
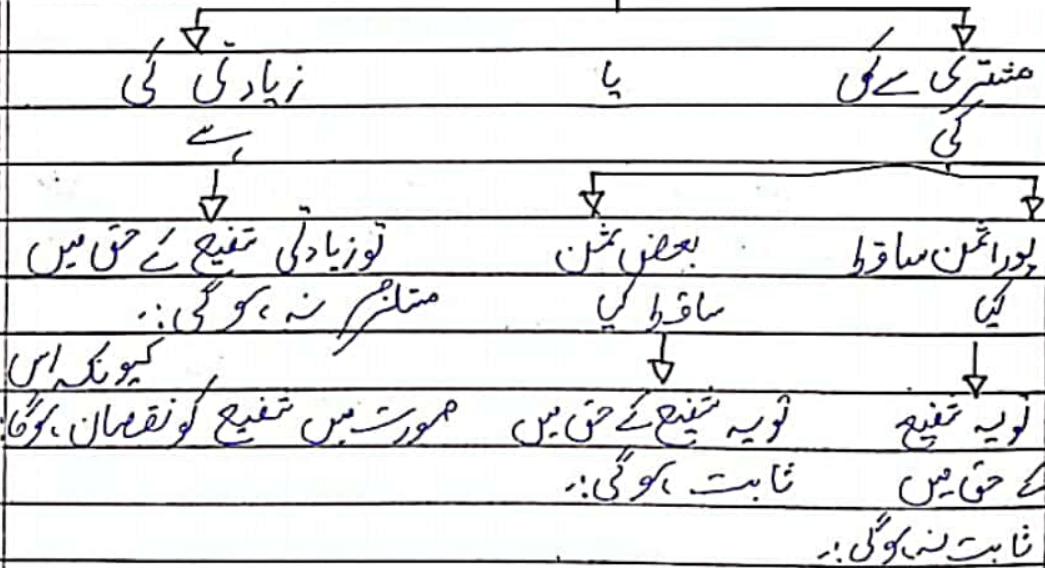
س: اگر بائع نے مبیع کو ثمن مؤجل کے ساتھ بیچا تو شفیع کیلئے کیا حکم ہے؟ مع اختلاف؟

ج: عند الشوافع:۔
اگر بائع نے ثمن مؤجل کے ساتھ بیچا ہے۔ تو شفیع بھی مشتری سے ثمن مؤجل کے بدلے میں لے سکتا ہے:۔

دلیل :-
کیونکہ "مؤجل" یہ تو ثمن کا وصف ہے۔ جیسے زیافت،
ثمن کا وصف ہے۔
جیسے " زیافت " کے بارے میں حق شفعہ
لے سکتے ہیں۔ اسی طرح "مؤجل" کے بارے میں حق شفعہ
لے سکتے ہیں :-

عندالاحناف :-
اگر بائع نے ثمن مؤجل کے ساتھ بیچا تو
تو بائع کو "2" اختیار ہیں :-

اگر چہ تو ثمن حال کے ساتھ لے :-
اگر چہ چاہے تو مؤجل کی مدت ختم ہو پھر لے لے :-
لیکن "ثمن مؤجل" کے ساتھ نہیں لے سکتا :-

وجہ :- اسلئے کہ "اجل" کے ساتھ
بیع کرنا "بائع مشتری کے ساتھ راضی ہوا ہے۔ نہ کہ شفیع کے
حق میں راضی ہوا ہے۔ اسلئے
ثمن مؤجل کے ساتھ نہ لے گا۔

س مشتری نے زمین پر عمارت قائم کر دی تو اب شفیع کیلئے کیا حکم ہے
زمین عمارت کے ساتھ لے لے یا نہیں ؟ مع اختلاف
بیان کریں ؟

ج عند ابی یوسف :-
شفیع کو اختیار ہے۔ اگر چاہے تو زمین عمارت
کے ساتھ لے لے۔ اور عمارت کی قیمت بھی دے۔
اور اگر چاہے
تو زمین کو بھی نہ لے :-

دلیل :-
اسلئے کہ مشتری نے عمارت اپنی زمین پر قائم کی ہے۔ اگر
ہم عمارت کو توڑنے کا حکم دیں۔ تو یہ ظلم ہوگا :-
عندالشوافع :-
1- اگر چاہے تو زمین عمارت کے ساتھ خرید لے،
2- اگر چہ تو زمین کو چھوڑ دے :-

3- عمارت کو توڑ دے۔ پھر عمارت کی قیمت مشتری کو دے دے:

دلیل:-
قولہ السلام:- لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام:

عند الامام:-
1- اگر چاہے تو زمین عمارت کے ساتھ خرید لے:
2- اگر چاہے تو مشتری کو توڑنے کا مکلف بنائے۔

دلیل:-
اسلئے کہ مشتری نے اس زمین میں عمارت قائم کی ہے۔ جسکا حق ثابت ہوچکا ہے۔ اور غیر نے اسکو عمارت بنانے پر مسلط بھی نہیں کیا:- اسلئے مشتری کو توڑنے کا مکلف بنایا جائے گا:-

س اگر شفیع نے زمین پر عمارت قائم کردی مستحق آیا تو اب کیا حکم ہے؟
ج عند الطرفین:-
شفیع نے زمین پر عمارت قائم کی۔ پھر مستحق آگیا۔
تو شفیع "رجوع فی الثمن" کر سکتا ہے۔
وجہ: مشتری نے اسکو
دھوکہ دیا ہے۔
لیکن "عمارت کی قیمت" بائع و مشتری پر
رجوع نہیں کر سکتا:-
عند ابی یوسف:-
عمارت کی قیمت کا رجوع کرے گا:

وجہ:-
کیونکہ شفیع مشتری کے منزلت میں ہے:
مشتری بائع پر رجوع کر سکتا ہے۔ تو اسی طرح شفیع بھی رجوع کر سکتا ہے:

س شفعہ کن چیزوں میں ہو سکتا ہے اور کن میں نہیں ہو سکتا ہے؟ مع اختلاف:-
ج عند الاحناف:-
شفعہ جائداد غیر منقول میں ہوگا اگرچہ تقسیم کو قبول نہ کرے:

دلیل :-
قولہ علیہ السلام :- الشفعۃ فی کل شیٔ عقار أو ربع
عند الشوافع :-
شفعہ لا یقاسم میں نہیں ہوگا :-
دلیل :-
اسلئے کہ شفعہ ثابت ہوتا ہے تاکہ تقسیم کاری کی منفعت کو دور کیا جائے۔ اور یہ علت "لا یقسم" میں نہیں ہے۔ جب علت نہیں ہے۔ تو حکم بھی نہ ہوگا۔

س: کیا شفعہ "سامان اور کشتی" میں ہوگا؟
ج: عند الاحناف :-
شفعہ "عروض و سفن" میں نہیں ہوگی :
وجہ :-
شفعہ خلاف قیاس واجب ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تاکہ ہمیشہ ہمیشہ برے پڑوسی سے خلاصی ملے۔ اور "عروض و سفن" غیر منقول اشیاء ہیں :- اور یہ علت ان میں نہیں پائی جائے گی۔
عند المالک :-
شفعہ "عروض و سفن" میں ہوگا :-

س: خیار شرط کے ساتھ جب بیچی یا خریدی تو اس صورت میں شفیع کیلئے کیا حکم ہے؟ شفعہ ثابت ہوگا یا نہیں؟

ج: خیار شرط

بائع کی جانب سے ہے	مشتری کی جانب سے ہے
شفعہ ثابت نہ ہوگا۔	شفعہ ثابت ہوگا۔
وجہ :- ملکیت اب تک بائع کی ہے۔ جب ملکیت بائع کی ہے۔ تو شفعہ ثابت نہ ہوگا :-	وجہ :- ملکیت مشتری کی ہے بالاتفاق

س	شفعہ کی باطل ہونے کی صورت بیان کریں؛
ج	پہلی صورت :۔
	شفیع طلب اشہاد پر قادر تھا لیکن طلب اشہاد کو چھوڑ دیا۔
	دوسری صورت :۔
	شفیع نے "گواہ" بائع و مشتری و مبیع، کسی ایک پر پیش بنائے :۔
	تیسری صورت :۔
	شفیع نے شفعہ پر صلح کر لی :۔
	چوتھی صورت :۔
	شفیع مر گیا :۔
	پانچویں صورت :۔
	شفیع نے اس ملکیت کو بیچ دیا۔ جسکی بناء پر حق شفعہ کا مالک ہوا تھا شفعہ کے فیصلے سے پہلے بیچ دی :۔
س	مشتری کے مرنے سے شفعہ باطل ہوگا یا نہیں؟
ج	مشتری کے مرنے سے شفعہ باطل نہ ہوگا :۔
	وجہ :۔ سبب ابھی بھی موجود ہے :۔

تمت بالخیر

25-10-2019

"کتاب الذبائح"

س: ذبح کی اقسام بیان کریں؛

ج: اقسام الذبح

اختیاری	اضطراری
لبہ و لحیین کے درمیان زخمی کرنا:-	بدن کے کسی حصہ میں زخم پہنچانا:-

س: ذابح کی شرائط تحریر کریں؟

ج: ذابح کی "5" شرائط ہیں:-

شرائط

صاحب ملت ہو۔	محرم نہ ہو	حالت احرام سے باہر ہو	تسمیہ و ذبح کا عقل رکھتا ہو۔	تسمیہ کو ترک نہ کرے۔

س: ذابح نے تسمیہ کو چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

ج: عند الشوافع:-

تسمیہ عمداً چھوڑا یا سہواً چھوڑا

دونوں صورتوں میں ذبیحہ حلال ہے:-

وجہ:-

قولہ علیہ السلام:- مسلمان اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے۔ اسے نام لے یا نہ لے:-

عند المالک:-

تسمیہ عمداً چھوڑا یا سہواً چھوڑا

دونوں صورتوں میں ذبیحہ حرام ہے:-

وجہ:-

قولہ تعالیٰ:- ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ:-

اس آیت کریمہ کے ظاہر پر عمل کرتے ہیں:-

عند الاحناف:-

تسمیہ "عمداً" چھوڑا تو ذبیحہ حرام ہے۔

اگر "سہواً" چھوڑا تو حلال ہے:-

وجہ:-

قولہ تعالیٰ:- ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ:-

اس آیت سے "عمداً" کی بات ہے۔ "سهواً" مراد نہیں ہے۔

اگر کوئی بر عمل کریں تو حرج لازم آئے گا۔ کیونکہ انسان "خطأ و نسیان" سے مرکب ہے۔

س: اللہ کے نام کے ساتھ کوئی اور کا نام لیا گیا ذبیحہ حلال ہے؟

ج: اللہ کے نام ساتھ کسی اور کا نام بھی لیا

موصول کرکے مجرور لیا عطف نہ کیا تو	موصولاً عطف کرکے مجرور نام لیا تو	منفصل نام لیا تو
حکم	حکم	حکم
نام ذکر کرنا مکروہ ذبیحہ حلال ہے	ذبیحہ حرام ہے	کوئی حرج نہیں ہے۔
بسم اللہ محمد رسول	بسم اللہ و فلان	اللھم تقبل ھذہ من امت محمد

س: ذبیحہ حلال ہونے کیلئے جانور کی کتنے رگیں کاٹنا ضروری ہیں؟
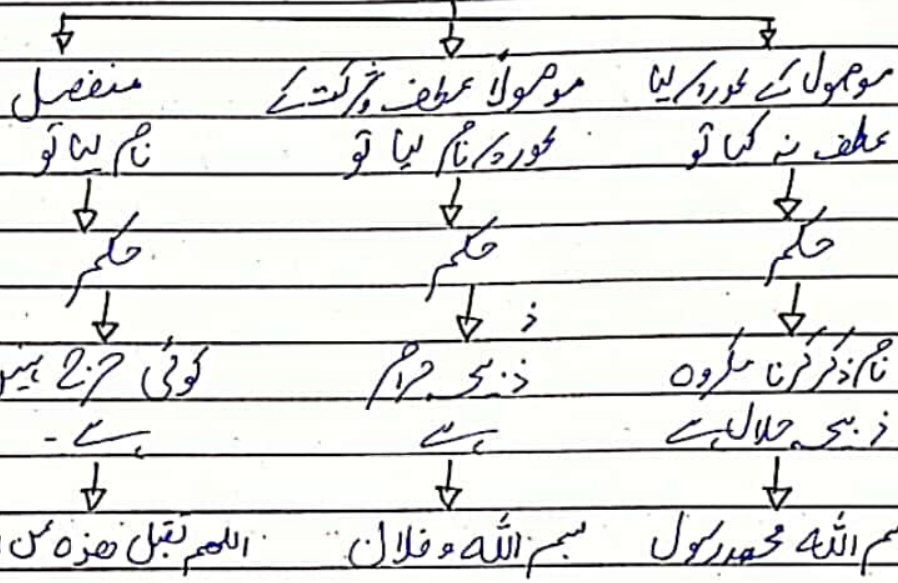
ج: عند الشافعی:-

حلقوم و مری "یہ دو رنگ کاٹنا ضروری ہیں۔

عند الامام:-

1. حلقوم 2. مری 3. 4. ودجین "ان چاروں کا کاٹنا ضروری ہے۔ اگر ان میں اکثر کٹی تبھی ذبیحہ حلال ہے۔

دلیل:-

قولہ علیہ السلام:- "أفر الأوداج بما شئت":-

عند الصاحبین:-

1. حلقوم 2. مری 3. ودجین میں سے کسی ایک کا کاٹنا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ہر رنگ کا اکثر کٹا تو ذبیحہ حلال ہے۔

ورنہ حرام ہے!

دلیل :-
اسلئے کہ ہر ایک کا اپنے سے علیحدہ ہونے کی صورت میں۔
جب الگ الگ ہیں۔ تو حکم بھی الگ الگ ہوگا :

س ناخن، دانت۔ سے ذبح کرنے کا کیا ہے ؟
مع اختلاف :

ج عند الشوافع :-
ناخن، دانت سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔
اگر ذبح کیا۔ تو ذبیحہ حرام ہے :
دلیل :
قوله علیه السلام :- كل ما أنهر الدم وأفرى الأوداج ما
خلا الظفر والسن فإنها مدى الحبشة :-
عند الاحناف :-
ناخن، دانت جسم سے الگ ہیں۔ تو ان سے
ذبح کرنا جائز ہے۔ الگ نہیں ہیں۔ تو ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔
دلیل :
قوله علیه السلام :- أنهر الدم بما شئت :-

س جانور کو ذبح کیا پھر اسکے پیٹ میں بچے کو پایا تو کیا حکم ہے
اس بچے کا ؟

ج عند الامام :
اگر جانور کے پیٹ میں مردہ پایا۔ تو ذبیحہ نہیں
کھایا جائے گا۔ بچے کے بال آئے ہوں یا نہ آئے ہوں۔
دلیل :
اسلئے کہ جنین زندگی میں اصل ہے۔ اسکی ماں کے علاوہ
اسکی زندگی کا ہونا متصور ہے :
عند الصاحبین و شافعی :-
اگر اسکی تخلیق مکمل ہیں تو کھایا جائے
گا۔ اگر تخلیق مکمل نہیں ہے تو نہیں کھایا جائے گا :
دلیل :-
قوله علیه السلام :-
ذكاة الجنين ذكاة أمه :-

س: کن جانوروں کا کھانا حلال ، کن کا کھانا مکروہ ، کن کا کھانا جائز نہیں ہے؟

ج: کھانا حلال ہے:۔

۱۔ غراب زرع 2۔ عقعق کوا
3۔ خرگوش 4۔ جریث 5۔ مچھلی
6۔ ان کا کھانا حلال ہے:۔

کھانا مکروہ ہے:۔

۱۔ بجو 2۔ گوہ 3۔ کچھو 4۔ بھڑ
5 طافی :۔ ان کا کھانا مکروہ ہے:۔

کھانا جائز نہیں ہے:۔

۱۔ نوکیلے درندے جانور کا 2۔ ذی مخلب پرندہ
3۔ البقع 4۔ پالتو گدھا 5۔ پالتو خچر :۔
ان کا کھانا جائز نہیں ہے:۔

س: گھوڑے کے کھانے کا کیا حکم ہے؟

ج: عند الامام :۔
گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے:۔

دلیل :۔
قولہ تعالیٰ " والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ :۔
عند الصاحبین والشافعی والمالک :۔
کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے

دلیل :۔
اس لئے کہ سرکار علیہ السلام نے خیبر کے دن گھوڑے کے گوشت کھانے کی اجازت عطا فرمائی تھی :۔

" تمت بالخیر "

25-10-2019

کتاب الاضحیہ

س: قربانی کن پر واجب ہے؟ نیز قربانی واجب ہے یا سنت؟

ج: قربانی

آزاد — مسلمان — عاقل — غنی
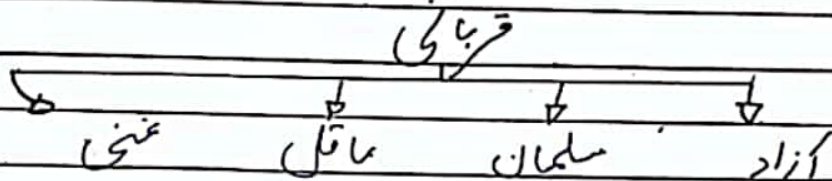
عند الطرفین:
قربانی واجب ہے:

وجہ:
قولہ علیہ السلام: جو خوشحال ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے:

استدلال:
یہ وعید وہاں آتی ہے۔ جہاں امر واجب ہو۔

عند ابی یوسف:
قربانی سنت مؤکدہ ہے:

وجہ:
قولہ السلام: جس نے قربانی کرنے کا ارادہ کیا۔ تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے:

س: قربانی کے ایام کتنے ہیں؟ تحریر کریں۔ مع اختلاف:

ج: عند الاحناف:
10، 11، 12، ذی الحجہ:

دلیل:
عن علی و عمر و ابن عباس: قربانی کے دن (3) ہیں

عند الشافعی:
10، 11، 12، 13، ذی الحجہ:

دلیل:
قولہ علیہ السلام: ایام تشریق ایام نحر ہیں:

س: کن جانوروں کی قربانی ہوگی اور کن کی نہ ہوگی؟

ج: جن جانوروں کی قربانی ہوگی:
ا۔ جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں

2۔ جس جانور کے کان و دم اکثر باقی ہو۔ 3۔ خصی
4۔ پاگل جانور 5۔ خارش والا جانور :۔

جن کی جائز نہیں :۔
1۔ نابینا جانور 2۔ کانا جانور 3۔ لنگڑا
جانور 4۔ لاغر جانور 5۔ اکثر کان و دم کٹی ہوئی ہے۔

س کیا قربانی کا گوشت غنی کھا سکتے ہیں؟
ج جی ہاں :۔
قربانی کا گوشت غنی کھا سکتے ہیں :۔
فقیر کھا سکتے ہیں :۔
اس گوشت کو جمع کر سکتے ہیں :۔

"تمت بالخیر"

25.10.2019

مصطلحات علوم الحدیث

جمع واعداد: حمزہ الرضوی

السند: هو الطريق الموصل للمتن

المتن: هو ما ينتهي اليه السند من الكلام

الرواية؛ حمل الحيث ونقله وإسناده إلى من عزي إليه بصيغة من صيغ الأداء.

المسند :هو من يروي الحديث بسنده سواء عنده علم به او ليس له الا مجرد الرواية

علم رواية الحديث:علم يشتمل علي الاحاديث وروايتها وضبطها وتحرير الفاظها

علم دراية الحديث :علم بقوانين يعرف بها احوال السند والمتن

الحديث:ما اضيف الي رسول الله من قول او فعل او تقرير او صفة خلقية او خلقية او اضيف الي الصحابي او التابعي

الخبر : عند الجمهور مرادف للحديث

الاثر:عند الجمهور مرادف للحديث

صحيح لذاته : هو الحديث الذي اتصل سنده بنقل العدل الضابط عن العدل الضابط إلى منتهاه، ولا يكون شاذا ولا معلا.

صحيح لغيره: هو الحديث الحسن لذاته إذا روي من وجه آخر مثله أو أقوى منه بلفظه أو بمعناه، فإنه يتقوي ويرتقي من درجة الحسن إلى الصحيح، ويسمى الصحيح لغيره.,,

حسن لذاته: هو الحديث الذي اتصل سنده بنقل عدل خف ضبطه غير شاذ ولا معلل

حسن لغيره: وهو الذي ترقى إلى درجة الحسن بالتقوية أيضا،

ضعيف: ما فقد شرطا من شروط الحديث المقبول.

متواتر: هو الذي رواه جمع كثير يؤمن تواطؤهم على الكذب عن مثلهم، إلى انتهاء السند، وكان مستندهم الحسن.

احاد: هو ما لم يجمع شروط المتواتر

المسند: هو مرفوع صحابي بسند ظاهره الاتصال

مشهور: ماله طرق محصورة بثلاثة فاكثر ولم يصل الي حد التواتر

عزيز : ماكانت طرقه محصورة باثنين ,(التعريف الثانى) هو الا يرويه اقل من اثنين عن اثنين

غريب: هو الحديث الذي يتفرد بروايته راو واحد في اي موضع وقع التفرد به من السند

مختلف الحديث : هما الحديثان المقبولان المتعارضان في المعني ظاهرا ويمكن الجمع بين مدلوليهما بغير تعسف

مشكل الحديث: هو الحديث الذي يوهم ظاهره معني باطلا لمخالفته لنص القران الكريم او لحقيقة علمية او لايهامه التشبيه في حق الله تعالي

محكم الحديث:الاخبار التي لا معارض لها بوجه من الوجوه

الناسخ: كل حديث دل علي رفع حكم شرعي سابق

المنسوخ:كل حديث رفع حكمه بدليل شرعي متاخر عنه

المنقطع:ما لم يتصل اسناده علي اي وجه كان انقطاعه

المعلق: هو ما حذف مبتدأ سنده

المعضل: هو ما سقط من إسناده اثنان أو أكثر في موضع واحد

المرسل: هو ما رفعه التابعي، بأن يقول: "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم"، سواء كان التابعي كبيرا أو صغيرا.

المنقطع عند المتاخرين: هو ما لم يتصل اسناده مما لا يشمله اسم المرسل او المعلق او المعضل

المدلس:هو الذي رواه من عرف بالتدليس وفيه شبهة انقطاع او ايهام في اسم راو

تدليس الاسناد:هو ان يروي الراوي عن راو لقيه وسمع منه ما لم يسمع منه بلفظ موهم انه سمعه منه

تدليس الشيوخ:هو ان يسمي شيخه او يكنيه او يلقبه علي خلاف ما اشتهر به تعمية لامره

المرسل الخفي:هو ان يروي الراوي عمن عاصره ولم يلقه او لقيه ولم يسمع منه

الشاذ: الشاذ ما رواه المقبول مخالفا لمن هو أولى منه لكثرة عدد أو زيادة حفظ.

المحفوظ: وهو ما رواه الثقة مخالفا لمن هو دونه في القبول

المنكر : ما رواه الضعيف مخالفا للثقة.

المعروف:: هو: حديث الثقة الذي خالف رواية الضعيف

الموضوع: هو المختلق المصنوع.

المتروك: هو الحديث الذي يرويه من يتهم بالكذب ولا يعرف ذلك الحديث إلا من جهته ويكون مخالفا للقواعد المعلومة، وكذا من عرف بالكذب في كلامه وإن لم يظهر منه وقوع ذلك في الحديث النبوي.

المطروح: ما نزل عن الضعيف وارتفع عن الموضوع.

المنكر بتعريف اخر :هو الحديث الذي في اسناده راو فحش غلطه او كثرت غفلته او ظهر فسقه

معلل: هو الحديث الذي اطلع فيه على علة تقدح في صحته، مع أن ظاهره السلامة منها.

المدرج: ما ذكر في ضمن الحديث متصلا به من غير فصل وليس منه.

المضطرب: هو الحديث الذي يروى من قبل راو واحد أو أكثر على أوجه مختلفة متساوية، لا مرجح بينها، ولا يمكن الجمع.

المقلوب: هو الحديث الذي أبدل فيه راويه شيئا بآخر في السند أو المتن سهوا أو عمدا

المصحف :هو ماغير فيه النقط

المحرف:ما غير فيه الشكل مع بقاء الحروف

المبهم:هو من اغفل ذكر اسمه في الحديث من الرجال والنساء

مجهول العين:من ذكر اسمه ولكن لم يرو عنه الا راو واحد

مجهول الحال:هو من روي عنه اثنان فأكثر لكن لم يوثق (المستور)

المختلط:من طرأ عليه هذا الفساد بعد ان كان صحيحا ضابطا

المعنعن:هو الذي يوديه الراوي بلفظ عن من غير بيان للتحديث او الاخبار او السماع

المونن:هو الذي يوديه الراوي بلفظ ان فلانا قال من غير بيان للتحديث او الاخبار او السماع

المسلسل:. هو ما تتابع رجال إسناده على صفة واحدة أو حال واحدة للرواة أو للرواية.

السند العالي:هو الذي قل عدد رجاله مع الاتصال او تقدم سماع راويه او تقدمت وفاة شيخه

السند النازل:هو الذي بعدت المسافة في اسناده

المزيد في متصل الاسانيد : وهو أن يزيد راو في الإسناد المتصل رجلا لم يذكره غيره

الاعتبار:هو النظر في حال الحديث هل تفرد بي راويه ام لا وهل هو معروف ام لا

المتابعة:هي مشاركة راو راويا اخر في رواية الحديث عن شيخه او عمن فوقه

المتابعة التامة:هي ان يشترك اثنان في رواية الحديث ذاته عن الشيخ نفسه

المتابعة القاصرة:هي التي تحصل لشيخ الراوي او لشيخ شيخه او من فوقه

الشاهد :هو الحديث الذي يرويه صحابي موافقا لما يرويه صحابي اخر في اللفظ والمعني او في المعني فقط

الجوامع: هو كتاب الحديث المرتب على الأبواب الذي يوجد فيه أحاديث في جميع موضوعات الدين وأبوابه، وعددها ثمانية أبواب رئيسية هي: العقائد، الأحكام، السير، الآداب، التفسير، الفتن، أشراط الساعة، المناقب

السنن: هي الكتب التي تجمع أحاديث الأحكام المرفوعة مرتبة على أبواب الفقه

المصنفات: وهي كتب مرتبة على الأبواب لكنها تشتمل على الحديث الموقوف والحديث المقطوع، بالإضافة إلى الحديث المرفوع.

المستدركات:كل كتاب جمع فيه مؤلفه الاحاديث التي استدركها علي كتاب اخر مما فاتته علي شرطه

المستخرجات؛هو جمع الاحاديث التي تكون علي شرط احد المصنفين ولم يخرجها في كتابه

المسانيد: هو الكتاب الذي تذكر فيه الأحاديث على ترتيب الصحابة رضي الله عنهم، بحيث يوافق حروف الهجاء، أو يوافق السوابق الإسلامية، أو شرافة النسب.

الاطراف: كتب يقتصر مؤلفوها على ذكر طرف الحديث الدال عليه، ثم ذكر أسانيده في المراجع التي ترويه بإسنادها،

المعاجم: كتاب تذكر فيه الأحاديث على ترتيب الشيوخ، والغالب عليهاتباع الترتيب على حروف الهجاء،

الاجزاء: هو تأليف يجمع الأحاديث المروية عن رجل واحد

الحديث القدسي: هو ما أضيف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وأسنده إلى ربه عز وجل.

الحديث المرفوع: هو ما أضيف إلى النبي صلى الله عليه وسلم خاصة من قول أو فعل أو تقرير أو وصف.

الحديث الموقوف: وهو ما أضيف إلى الصحابة رضوان الله عليهم.

المقطوع: ما أضيف إلى التابعي:

غريب الحديث: هو ما وقع في متون الأحاديث من الألفاظ الغامضة البعيدة عن الفهم.

التحمل :تلقي الحديث عن راويه او الشيخ

السماع؛ان يسمع الراوي الحديث من الشيخ

العرض"ان يقرء هو علي الشيخ او يقرءغيره علي الشيخ وهو يسمع

الاجازة:ان يأذن له الشيخ برواية كتابه او كتبه

المناولة:ان يناول الشيخ تلميذه كتابا

المكاتبة:الرواية بالمراسلة الكتابية

الاعلام: وهو اعلام الشيخ للطالب ان هذا الحديث او هذا الكتاب روايته عن فلان

الوصية:ان يوصي بكتبه لشخص بعد وفاته

الوجادة:ان يجد المرء حديثا او كتابا بخط شخص باسناده

الصحابي: الصحابي من لقي النبي صلى الله عليه وسلم –مؤمنا به، ومات على الإسلام"

التابعي: من شافه أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

المخضرمون:الذين ادركوا الجاهلية والاسلام ولم يروا النبي صلى الله عليه وسلم

الاقران: هم الرواة المتقاربون في السن

المدبج: وهو أن يروي القرينان كل واحد منهما عن الآخر

غيرالمدبج: وهو أن يروي أحد القرينين عن الآخر ولا يروي الآخر عنه

رواية الاكابر عن الاصاغر :ان يروي الكبير القدر او السن او الكبير فيهما عمن دونه

السابق واللاحق :هو ان يشترك في الرواية عن الراوي راويان بين وفاتيهما زمن بعيد

المتفق والمفترق :وهو ما يتفق لفظا وخطّ

المؤتلف والمختلف : وهو ما تتفق في الخط صورته، وتختلف في النطق والتلفظ صيغته

المتشابة: هو ان يتفق اسم شخصين او كنيتهما ويوجد في نسبهما الاختلاف والائتلاف

الطبقة:عبارة عن جماعة اشتركوا في السن ولقاء المشايخ

الاسماء المفردة:الاسماء والكني والالقاب التي لايسمي بها الا واحد فقط

والحمد لله رب العالمين

Date: 18-10-2019 Page Number: 1

س 1: صاحب تنقیح و توضیح کے حالات بیان کریں؟

ج: نام:-

عبید اللہ:-

لقب:-

صدر الشریعہ:-

ابو کا نام:-

مسعود:-

تحصیل علم:- آپ اپنے وقت کے امام، جامع معقول و منقول محدث، جلیل، علم تفسیر، علم خلاف وغیرہ کے متبحر عالم تھے۔

علم کی تحصیل اپنے دادا تاج الشریعہ وغیرہ اکابر علماء کرام سے کی تھی۔

آپ کے خاندان میں نسلاً بعد نسل فضل و کمال منتقل ہوتا رہا:-

وفات:-

747ھ

آپ کا مزار انوار "شارع آباد بخارا" میں ہے:-

س 2: توضیح لکھنے کی وجہ تحریر کریں؟

ج: جب مصنف نے متن تنقیح تیار کیا تو احباب نے جلدی ہی سے اسکے نسخے کو مختلف جگہوں میں پھیلا دیا۔ جبکہ مصنف نے نظر ثانی کی تو آپ نے محسوس کیا کہ اس متن میں کچھ تبدیلیاں واقع ہو گئیں ہیں۔ کچھ مٹایا گیا ہے۔ اور کچھ بڑھا گیا ہے جسکی وجہ سے میں نے اس متن کی شرح کی لکھی۔ جس کا نام "التوضیح فی حل غوامض التنقیح" رکھا۔

س 3: "الیہ" ضمیر کا مرجع ذکر نہیں کریں۔ تو اس صورت "اضمار قبل الذکر" لازم آئے گا۔ جوکہ جائز نہیں ہے؟

ج: بظاہر ضمیر کا مرجع ذکر نہیں ہے۔ لیکن قانون یہ ہے کہ جب ضمیر کا مرجع "حاضر فی الذھن" ہو تو ضمیر کا لوٹانا صحیح ہوتا ہے۔

Date: 18.10.2019 Page Number: 2

مؤمن کے ذہن میں "اللہ تعالیٰ" کا نام ہر وقت حاضر رہتا ہے۔ خصوصاً کلام کی ابتداء میں بطریق اولیٰ ذہن میں رہتا ہے:۔

س ۴: "الکلم الطیب" مرکب توصیفی ہے۔ "الکلم" مؤنث ہے "الطیب" مذکر ہے۔ تو ان کے درمیان مطابقت نہیں ہے؟

ج: ایسا اسم جو "جمع اور واحد" کے درمیان حرف فرق "ۃ" کرتی ہو۔ تو ایسا اسم کی صفت "مذکر" اور "مؤنث" لانا جائز ہے:۔

مثال:۔ "نخل خاویۃ" و "نخل منقعر"

س ۵: "معالم العلم علی مسالک المعتبرین" یہاں "معالم علم" اور "مسالک" سے کیا مراد ہے؟

ج: "معالم علم" سے ایسی علتیں مراد ہیں۔ جن کے ذریعے قیاس کرنے والے مقیس میں "حکم" کو جان لیتے:۔

"معتبرین" سے مراد "قیاس" کرنے والے افراد ہیں:

"مسالک" سے مراد "قیاس کرنے والوں کی وہ چلنے کی جگہیں جو غور و فکر کرنے والے قدم ہوں۔ مورد نصوص سے لیکر احکام ثابت تک فروعی مسائل ہیں:۔

س ۶: مصنف نے "سحر" کے ساتھ "اصواب" اور "عمرون" کو "اعجاز" کے ساتھ کیوں ذکر کیا؟

ج: "اعجاز" مضبوط ہے۔ اس میں جمل مرکب کو بیان نہیں کر سکتے۔ اور "عمروہ" "مضبوط" رسی کو کہتے ہیں۔ تو "مضبوط" کو "مضبوط" کے ساتھ ذکر کیا۔

اور "اصواب" دھاگے کو بولتے ہیں۔ جو کہ کمزور ہوتا ہے۔ اور "سحر" میں جمل مرکب کو بیان کر سکتے ہیں

کمزور کو کمزور کے ساتھ بیان کیا۔

* اعجاز ایک ہی ہوتا ہے۔ اسلئے "اعجاز" کے ساتھ واحد

Date: 18-10-2019 Page Number: 3

کا صیغہ استعمال کیا۔
اور "سحر" کے کئی طریقے ہوا کرتے ہیں۔
پہلے "سحر" کے ساتھ "جمع" کا صیغہ استعمال کیا۔

تنقیح

کشف	المحصول	زبدۃ المحصول
ملی بزدوی کی کتاب	فخر الدین رازی کی کتاب	ابن حاجب کی کتاب
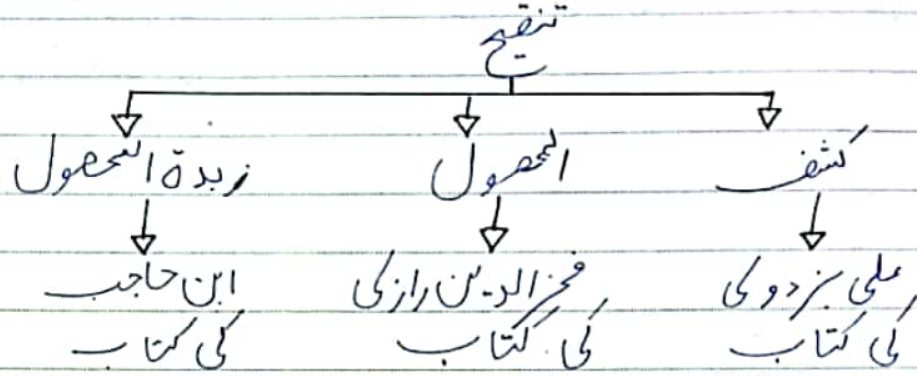
س 7: "اصل" کی تعریف بیان کریں؟ مع اختلاف؟
عند التنقیح:-
جس پر غیر کی بنیاد رکھی جائے:-
عند فخر اسلام:-
محتاج الیہ:-
تعریف الاقسام:-
تعریف کی "2" اقسام ہیں:-
1۔ تعریف حقیقی 2۔ تعریف اسمی
تعریف حقیقی کی تعریف:-
جسکا وجود خارج میں ہو:
تعریف اسمی کی تعریف:-
جس کا وجود خارج میں نہ ہو:-
دونوں تعریفوں کیلئے جامع و مانع ہونا ضروری ہے:-
مانع ہونے سے مراد:-
جس پر حد صادق ہو اس پر محدود صادق ہو:-
جامع ہونے سے مراد:-
جس پر محدود صادق ہو اس پر حد صادق ہو:-
☆ فخر الاسلام کی اصل کی تعریف مانع نہیں ہے۔ کیونکہ علت اربعہ محتاج الیہ ہیں۔ لیکن اصل پر ان کا اطلاق نہیں

Date: 21-10-2019 Page Number: 6

عند الشوافع :-
العلم بالاحکام الشرعیۃ العملیۃ من ادلتھا التفصیلیۃ :-

حکم کی تعریف عند المناطق :-
اسناد امر الی آخر :-

تعریف الحکم عند الاصولی :-
خطاب اللہ تعالیٰ المتعلق بافعال المکلفین بالاقتضاء او التخییر :-

اگر پہلا معنیٰ مراد لیا جائے :-
تو "ذوات" اور "تصورات" نکل جائیں گے ۔ اور "تصدیقات" باقی رہیں گے :-

بالشرعیۃ :-
اس سے احکام عقلیہ اور احکام حسیہ نکل جائیں گے ۔
مثال :- العالم محدث :-
النار محرقہ :-

اگر دوسرا معنیٰ مراد لیا جائے :-
"بالاحکام" کی قید سے وہ احکام خارج ہو جائیں گے ۔ جن کا تعلق "خطاب اللہ" سے نہیں ہے :-

العملیہ :-
اس قید سے احکام شرعیہ نظریہ خارج ہو جائیں گے
جیسے :- اجماع کے حجت ہونے کا علم :-

ادلہ :-
اس سے "مقلد" کا علم نکل جائے گا :-

التفصیلہ :-
اس قید سے "ادلہ اجمالی" کا علم خارج ہو جائے گا :-
جیسے :- مقتضی و نافی :-

علامہ ابن حاجب :-
نے "استدلال" کی قید کا اضافہ کیا ۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے :-

Date: 23-10-2019 Page Number: 7

ابو الحسن اشعری سے حکم کی منقول شدہ تعریف :-

خطاب اللہ تعالیٰ المتعلق بافعال المکلفین بالاقتضاء او التخییر :-

خطاب :-

جنس ہے۔ جمیع اللہ تعالیٰ کے خطابات داخل ہو گئے :-

فصل اول :-

جو خطابات افعال مکلفین سے تعلق نہیں رکھتے وہ "المتعلق بافعال المکلفین" کی قید سے خارج ہو گئے :-

اقتضاء :-

طلب فعل جازم جیسے :- وجوب :-

طلب فعل غیر جازم جیسے :- مندوب :-

طلب ترک جازم جیسے :- حرمت :-

طلب ترک غیر جازم جیسے :- کراہیت :-

یہ نکل جائیں گے :- اور اقتضاء کا مطلب یہ ہے :-

التخییر :-

اباحت باقی رہے گی :- یہ "تخییر" کا مطلب ہے :-

"او الوضع" کی قید :-

بعض حضرات نے "حکم" کی تعریف میں "الوضعی" کی قید کا اضافہ کیا ہے :-

وجہ :-

خطاب
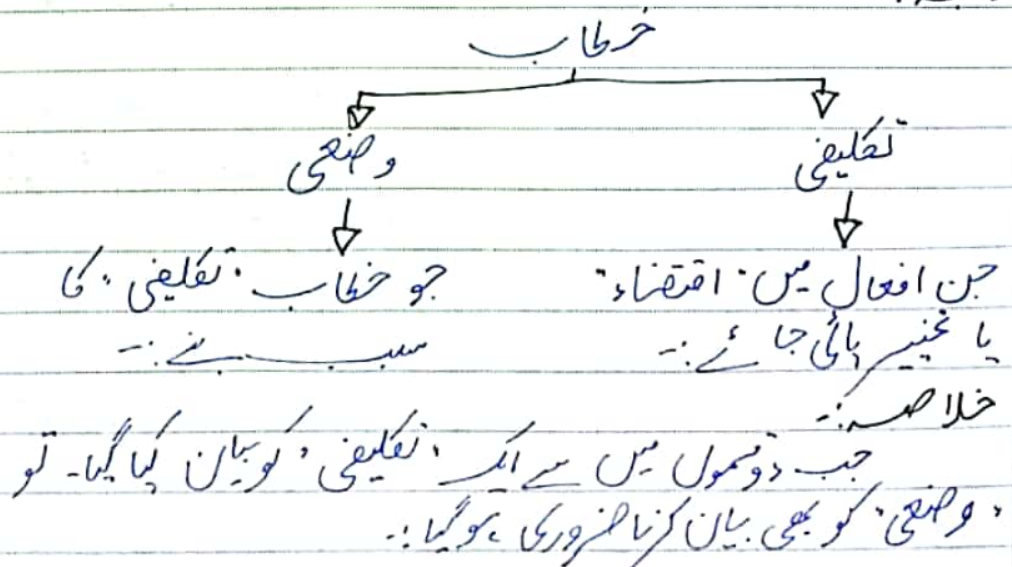
تکلیفی | وضعی

جن افعال میں "اقتضاء" یا تخییر پائی جائے :-

جو خطاب "تکلیفی" کا سبب بنے :-

خلاصہ :-

جب دو قسموں میں سے ایک "تکلیفی" کو بیان کیا گیا۔ تو "وضعی" کو بھی بیان کرنا ضروری ہو گیا :-

Date: 23.10.2019

Page Number: 8

لیکن بعض نے "وضعی" کی قید کا اضافہ نہ کیا ہے:۔

وجہ:۔

"وضعی" اقتضاء اور تخییر میں داخل ہے۔ یعنی دلوک شمس کا نماز کیلئے سبب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب دلوک شمس پایا جائے گا۔ تو نماز واجب ہو جائے گی۔ اور وجوب اقتضاء میں داخل ہے:۔

اصح قول:۔

پہلا قول درست ہے۔ کہ خطاب کی دو قسمیں بنائی جائیں۔

کیونکہ حکم وضعی الگ چیز ہے۔ اور حکم تکلیفی الگ چیز ہے۔

جب ایک دوسرے میں داخل نہیں تو ان میں اتحاد نوعی بھی نہیں:۔

س 9: اصولیوں کی تعریف پر اعتراضات بیان کریں؟

ج: پہلا اعتراض:۔

مصنف کی تعریف سے بچے کا فعل خارج ہو گیا۔ جیسے اسکی بیع اور اس کے اسلام کا صحیح ہونا وغیرہ یہ سب افعال حکم ہیں۔ لیکن افعال مکلفین سے متعلق نہیں ہیں:۔؟

جواب:۔

اسلئے کہ مناسب یہ ہے کہ افعال مکلفین کی جگہ افعال عباد کہا جائے۔ تاکہ افعال بھی داخل ہو جائیں:۔

دوسرا اعتراض:۔

جو قیاس سے حکم ثابت ہو گا۔ وہ احکام اس تعریف سے خارج ہو جائیں گے؟ کیونکہ وہ خطاب نہیں:۔

جواب:۔

جو قیاس سے ادراک کیا جاتا ہے۔ خطاب اس میں بھی وارد ہے۔ لیکن قیاس مظہر حکم ہوتا ہے

مثبت حکم نہیں ہوتا۔ البتہ بظاہر یہی سمجھ آتا ہے کہ یہ حکم قیاس سے ثابت ہے:۔

تیسرا اعتراض:

حکم کی تعریف سے "آمنوا" اور "فاعتبروا" خارج ہو جائے گا۔ یہ افعال میں داخل نہیں کیونکہ افعال سے مراد افعال جوارح ہیں۔ اور تصدیق فعل قلب ہے۔ تو حکم کی تعریف جامع نہ رہی:۔

جواب:۔

حکم کی تعریف ان احکام کو شامل ہے جو افعال قلب سے متعلق ہیں:۔ کیونکہ افعال متعلق ہے۔ چاہے ان کا تعلق جوارح سے ہو یا قلب سے:۔

چوتھا اعتراض:۔

افعال سے مراد جوارح تو اس صورت میں عملیہ کی قید کا اضافہ کرنا "تکرار" سے خالی نہیں ہو گا:۔

جواب:۔

عملیہ کا ذکر تکرار نہیں۔ بلکہ تخصیص بعد از تعمیم ہے۔ "افعال" میں عموم ہے۔ اور "عملیہ" میں خصوص ہے:۔

س 10 فعل حسن و قبیح فقہ کی تعریف میں داخل ہے یا نہیں؟

ج ہر فعل حسن و قبیح فقہ کی تعریف میں داخل ہو گا:۔

حسن و قبیح

- عند الاشاعرہ
  - عقل نہ مدرک ہے نہ موجب ہے۔ بلکہ ہر چیز کا حسن و قبیح ہے:۔
- عند الماتریدیہ والمعتزلہ
  - بعض عقلی ہیں اور بعض شرعی ہیں
    - عند الماتریدیہ
      - عقل صرف مدرک ہے موجب نہیں ہے۔
    - عند المعتزلہ
      - عقل مدرک اور موجب بھی ہے۔

Date: 24.10.2019

Page Number: 9

س ۱۱ "احکام" سے کتنے احکام مراد ہیں ؟

ج اس میں 5 احتمالات ہیں :۔

پہلا احتمال :۔

اگر "کل احکام" مراد ہوں تو یہ احتمال باطل ہے۔

وجہ :۔

یہ معلوم نہیں کہ قیامت تک مسائل کتنے ہیں۔
جب تعداد معلوم نہیں تو جواب کیسے دیا جائے گا:۔

دوسرا احتمال :۔

اگر "احکام" سے وہ احکام مراد ہوں جو مجتہد کے دور میں جتنے مسائل پیدا ہوئے ہوں وہ جانتا ہو۔ یہ بھی احتمال باطل ہے :۔

وجہ :۔

اسلئے کہ بعض علماءِ کرام سے "لاادری" منقول ہے۔
جیسے :۔ امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "لاادری ما دھر"

تیسرا احتمال :۔

اگر احکام سے مراد "قیامت تک جتنے مسائل ہیں ان کے نصف یا اکثر کو جانتا ہو۔ تو یہ احتمال بھی باطل ہے :۔

وجہ :۔

جب کل معلوم نہیں تو نصف یا اکثر کا تعین کیسے ہوگا :۔

چوتھا احتمال :۔

اگر "تھیئو بعید" "بالقوہ" مراد ہو تو یہ بھی باطل ہے :۔ (مسائل کو جاننے کی قوت ہو۔)

وجہ :۔

کیونکہ بالقوہ والی صفت غیر فقہاء کو بھی حاصل ہے :

پانچواں احتمال :۔

اگر احکام سے "تھیئو قریب بالفعل" جاننا مراد ہو تو یہ بھی باطل ہے :۔

وجہ :۔

کیونکہ کوئی قاعدہ نہیں کہ پتہ نہیں کتنے جانے :۔

Date: 24-10-2019 Page Number: 10

س 12: فقہ کی صحیح تعریف بیان کریں؟

ج: اگر فقہ کی تعریف یوں کی جائے تو اعتراضات اٹھ جائیں گے "فقہ علم ہے کل احکام شرعیہ عملیہ کا جن میں نزول وحی ظاہر اور اجماع ان پر منعقد ہو۔ ایسے دلائل سے حاصل ہوں۔ جن میں استنباط صحیح کا ملکہ حاصل ہو:۔

س 13: فقہ کو تم نے علم کہا ہے حالانکہ فقہ ظنی ہے۔ اس پر علم کا اطلاق کس طرح درست ہے؟

ج: فقہی مسائل تمام مل کر قطعی بن جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ وحی کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں:۔

دوسرا جواب:۔

اگر تسلیم کر لیا جائے کہ فقہی مسائل ظنی ہیں تو پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ علم کا اطلاق جس طرح قطعیات پر ہوتا ہے۔ اسی طرح ظنیات پر بھی جائز ہے:۔

س 14: اصول فقہ کتنے ہیں؟ وضاحت کے ساتھ بیان کریں!

ج: اصول فقہ "4" ہیں:۔ "3" اصل ہیں:۔ "1" فرع ہے:۔

1۔ کتاب 2۔ سنت 3۔ اجماع 4۔ سنت

قیاس:۔

اگر قیاس کو حکم کی طرف نسبت کریں تو اصل،

اگر اسکی نسبت "ان تین" کی طرف کریں تو "فرع":۔

قیاس جو کتاب اللہ سے مستنبط ہے اسکی مثال:۔

حرمت لواطت کو حالت حیض میں وطی پر قیاس کیا گیا ہے:۔

قولہ تعالیٰ:۔

"قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض"

علت:۔

"اذی" ہے:۔

مستنبط من السنۃ کی مثال:۔

چونے کی بیع چونے سے زیادتی کے ساتھ "ربو" ہے اسکو قیاس کیا گیا ہے اس پر کہ گندم کی گندم سے زیادتی ناجائز ہے

Date: 24-10-2019 Page Number: 11

قولہ السلام:-
الحنطۃ بالحنطۃ مثلا بمثل یدا بید والفضل ربٰو:-

مستنبط من الاجماع کی مثال:-
کو قیاس کیا گیا ہے باندی کی ماں سے نکاح کی حرمت پر جو اجماع امت سے ثابت ہے:- منزینہ کی ماں سے نکاح کی حرمت
اس پر نص وارد نہیں ہے:-

س 15: اصول فقہ کی حد لقبی والی تعریف تحریر کریں؟
ج: وہ علم جسکے قوانین و قواعد کے ذریعے انسان اس تک علی وجہ التحقیق پہنچ سکے:-

توصل سے مراد

توصل قریب: فقہ تک بلا واسطہ پہنچ جائیں:- اس سے عربی اور کلام نکل جائے گا:-

توصل بعید: فقہ تک بالواسطہ پہنچ جائیں:- اس سے علم مناظرہ خارج ہو جائے گا۔
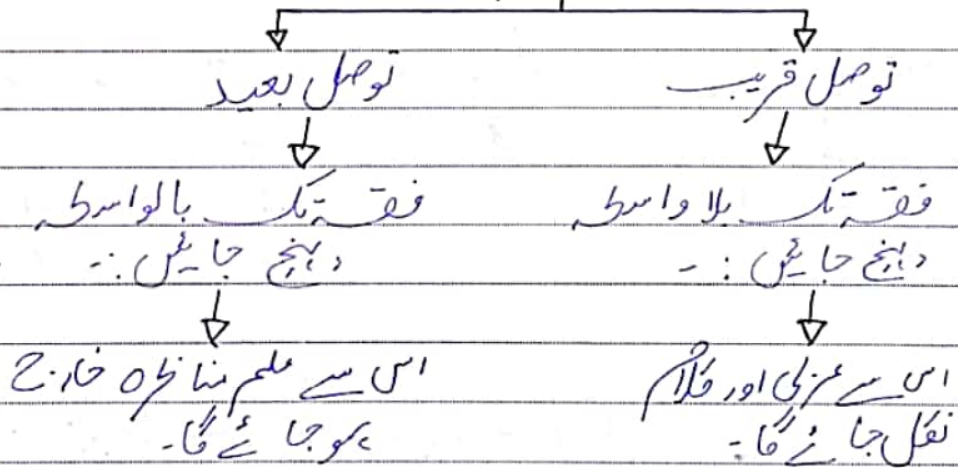
س 16: اصول فقہ کا موضوع بیان کریں؟
ج: موضوع:-
اس علم کا موضوع "ادلہ شرعیہ اور احکام" ہیں:-
کیونکہ اس علم میں ان دو چیزوں کے عوارض ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے:-
ادلہ کے عوارض ذاتیہ "حکم کو ثابت کرنا" ہے:-
اور احکام کے عوارض ذاتیہ "احکام کا ادلہ سے ثابت ہونا" ہے:-

Date: 24-10-2019 Page Number: 12

استحسان:-

عند الاحناف "حجۃ" ہے:-

عند الشوافع "حجۃ" نہیں ہے:-

استصحاب حال:-

عند الشوافع "حجۃ" ہے:-

عند الاحناف کلی طور پر "حجۃ" نہیں ہے:-

اسی طرح "امام و مفتی" کے قول "حجۃ" ہونے میں اختلاف ہے:-

س 17 ادلہ کے عوارض ذاتیہ کی اقسام بیان کریں؟

ج اقسام:-

ادلہ کے عوارض ذاتیہ کی "3" اقسام ہیں:-

1:-

جن سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ "مثبت للاحکام" ہے:-

2:-

بحث نہیں کی جاتی لیکن ان کو مثبت للاحکام کے ساتھ ملحق ہونے کا دخل ہوتا ہے:-

3:-

جو عربیت کی ابحاث کا ضمناً دخل ہے:-

س 18 "حکم" کی کونسی تعریف مراد ہے؟ مع اعتراض و جواب؟

حکم

المتعلق بالافعال المکلفین — اصطلاحی حکم

جو چیز خطاب سے ثابت ہو:-

سوال:-

حکم سے مراد "خطاب اللہ" ہو۔ تو اللہ کا خطاب قدیم ہے۔ اور خطاب "کلام" کی قسم ہے۔ اور "کلام" قدیم ہے۔ قدیم چیز دلائل کی محتاج نہیں ہوتی:-

Date: 24.10.2019 Page Number: 13

جب دلائل کی محتاج تو "ادلہ سے ثبوت ہونے" کا کیا مطلب ہے؟

جواب:۔
خطاب قدیم ہے۔ ہمیں اس خطاب کا علم کیسے ہوگا۔ کہ یہ خطاب قدیم ہے۔
اور خطاب کے قدیم ہونے کا علم "دلائل سے حاصل" ہوگا۔ اسلئے یہ علم دلائل پر موقوف ہے۔

دوسرا سوال:۔
حکم سے مراد "اصطلاحی حکم" ہے۔ یعنی "حکم کتاب، حدیث، اجماع" سے ثابت ہوگا۔ پھر قیاس کا کیا مطلب ہوگا۔ کیونکہ قیاس تو "مظہر حکم" ہے "مثبت حکم" نہیں ہے؟

جواب:۔
ثبوت سے مراد "غلبہ ظن" ہے

تیسرا سوال:۔
خطاب سے "حکم" مراد لیا۔ اور "حکم" سے "ثبوت علم" مراد لیا:۔
علم کا "حقیقی معنی" جازم ہے۔
اور دوسری صورت میں علم سے مراد "غلبہ ظن" لیا۔ جو کہ علم کا مجازی معنی ہے۔
تو اس صورت میں "حقیقت و مجاز" جمع ہو رہا ہے۔ جو کہ درست نہیں ہے؟

جواب:۔
حکم سے "عموم مجاز" مراد لیا ہے۔
یعنی "علم سے "مطلق علم" مراد ہے۔
اور مطلق علم "یقین اور غلبہ ظن" دونوں کو شامل ہے:۔

س¹⁹ کیا ایک علم کے کثیر موضوع ہوتے ہیں؟
ج ایک علم کے ایک سے زائد موضوع "موقت" ہوا کرتے ہیں جب "اضافة الشئ الی آخر" ممکن ہو۔
اس صورت میں "ذات یا عرض" میں اشتراک ضروری ہے

Date: 24-10-2019 Page Number: 14

اگر " اضافۃ الشئ الی آخر " ممکن نہیں تو ایک ہی موضوع کو ادا کرے گا۔ اگر کوئی موضوع نکلے تو الگ سے موضوع نہ ہوگا بلکہ اس علم کے متعلق ہوا کرے گا:۔

20 قرآن کی تعریف بیان کریں؟ مع فوائد :۔

تعریف القرآن :۔

وھو ما نقل الینا بین دفتی المصاحف

تواترا :۔

فوائد :۔

تمام کتب ، احادیث القدسیہ، احادیث نبویہ قراءت شاذہ، خارج ہو گئیں :۔

اعتراض :۔

ابن حاجب نے کہا کہ قرآن کی مذکورہ تعریف دور کو مستلزم ہے۔ کیونکہ "مصحف" کیا ہے۔ تو جواب میں کہا جائے گا جو قرآن میں ذکر ہے۔ اور "قرآن" کیا ہے۔ تو جواب میں کہا جائے گا جو "مصحف" میں ہے۔ اس طرح دور لازم آئے گا:۔

جواب :۔

یہ تعریف "تشخیص" کی ہے۔ "ماھیت" کی نہیں ہے۔ اگر "ماھیت" کی ہوتی تب "دور" لازم آئے گا۔ یہ تعریف کتاب وقرآن کی "تشخیص" ہے۔ کیونکہ قرآن کا اطلاق دو معانی پر ہے:۔

1۔ کلام ازلی (کلام نفسی)

2۔ جو ہم پڑھتے ہیں۔ (کلام لفظی)

گویا کہ سوال کیا گیا کہ تم قرآن کے معانی میں سے کون سا معنیٰ مراد لیتے ہو۔ جواب دیا "ما نقل الینا بین دفتی المصاحف تواترا" اگر ماھیت کی تعریف مراد ہوتی تب دور لازم آتا۔

21 قرآن کیلئے "لفظ" استعمال کرنا کیسا ہے؟

قرآن پاک کیلئے "لفظ" استعمال کرنا بے ادبی ہے۔ کیونکہ "لفظ" کہتے ہیں "پھینکنے" کو بلکہ "لفظ" کی جگہ

Date: 24-10-2019 Page Number: 15

"نظم" بولنا دُرست ہے:۔
قرآن نظم و معنیٰ دونوں کا نام ہے:۔
امام اعظم علیہ الرحمۃ نے
نظم کو نماز کے جواز کے حق میں خاص کر کے رُکن لازم
قرار نہیں دیا۔
بلکہ صرف معنیٰ کا آپ نے اعتبار کیا ہے۔
اسی لیے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص فارسی میں قرآن
پاک کی نماز میں تلاوت کرے تو نماز جائز ہو گی:۔

س 22 باب اول کی کل کتنی تقسیمات ہیں؟
ج لفظ کو معنیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس
اعتبار سے لفظ کی "4" تقسیمات ہیں:۔

باعتبار وضع کے | باعتبار استعمال کے | باعتبار ظہور و خفاء معنیٰ کے | باعتبار دلالت کے

لفظ کا موضوع لہ
اگر کثیر موضوع لہ کیلئے وضع بھی کثیر ہوں۔ تو وہ
مشترک
اگر کثیر کیلئے وضع ایک ہے
وہ کثیر تمام عدد معین میں محصور ہیں تو "خاص"
نہیں
لفظ اپنے کثیر تمام افراد کو شامل ہے
عام
نہیں
جمع منکر
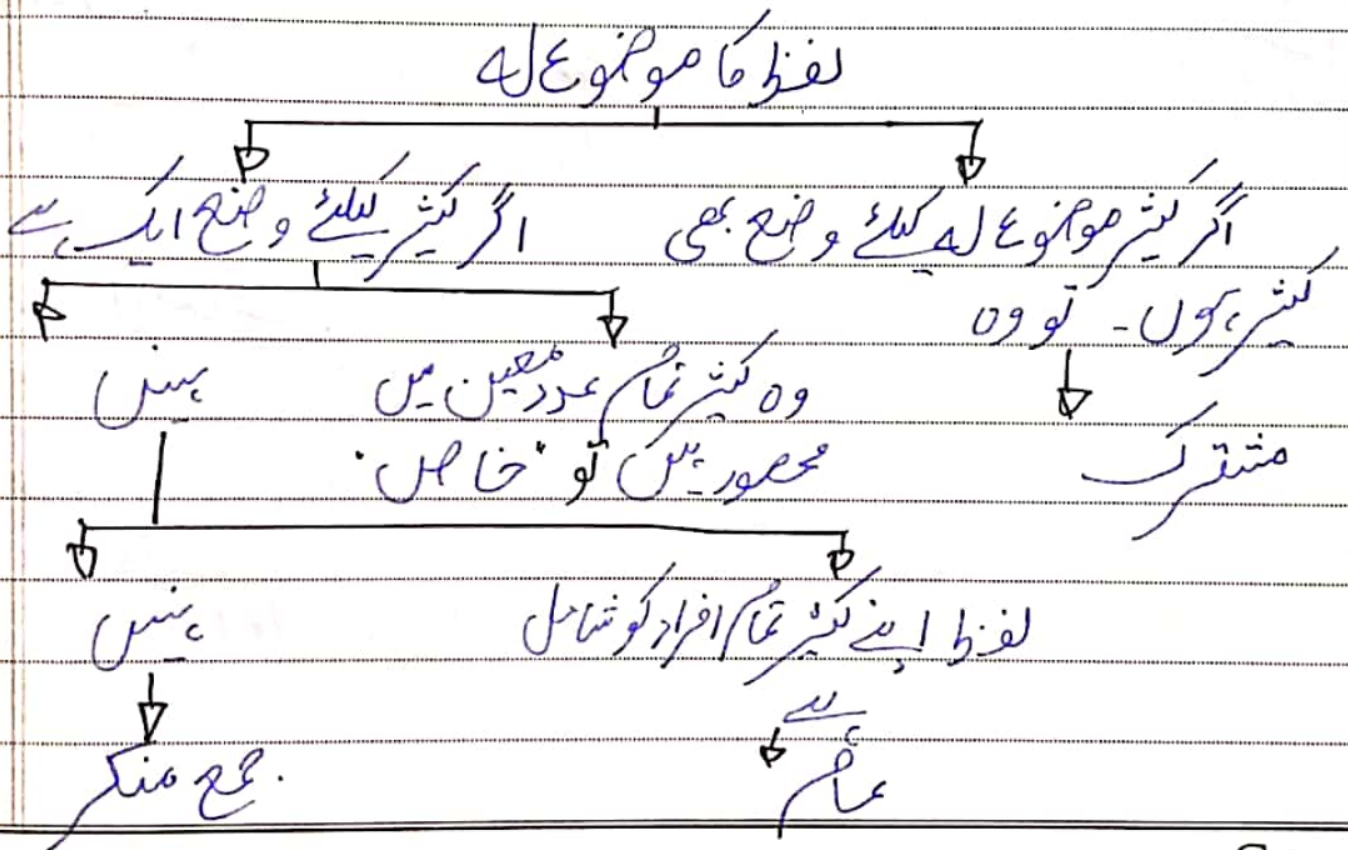
س24 مشترک و مئوول کی تعریف بیان کریں؛

ج تعریف المشترک :-
جب لفظ کی وضع کثیر ہو۔

جیسے :- عین :-

Sohni Classic Quality

Date: 24.10.2019 Page Number: 16

مؤول کی تعریف:۔
جسکی بعض وجوہ غالب رائے کے ذریعے مشترک سے ترجیح پا جائیں:۔
جمع منکر کی تعریف:۔
جب لفظ کی وضع کثیر کیلئے ہو۔ اور تمام افراد کو شامل نہ ہو۔

خاص کی تعریف:۔
لفظ کی وضع ایک کیلئے ہو تو خاص ہے۔

س 25: جمع منکر خاص وعام میں واسطہ ہے یا نہیں؟
ج: عند فخر الاسلام:۔ جمع منکر عام میں داخل ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک استغراق کی کوئی قید نہیں۔ یعنی لفظ جن کی صلاحیت رکھتا ہے ان کو شامل ہو یا نہ ہو۔ وہ عام ہے۔
عند المصنف:۔
ان کے نزدیک جمع منکر خاص اور عام کے درمیان واسطہ ہے:۔

س 26: مصنف نے تقسیم میں تین قسموں کو ذکر کیا ہے، مؤول کو ذکر نہ کیا؟ اس کی وجہ کیا ہے؟
ج: اسلئے کہ مؤول باعتبار وضع کے کوئی مستقل قسم نہیں۔ بلکہ مجتہد کی رائے سے قسم بنی ہے:۔

س 27: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف بیان کریں؟
1۔ اسم ظاہر 2۔ صفت 3۔ علم 4۔ اسم جنس
5۔ مطلق 6۔ مقید 7۔ معرفہ 8۔ نکرہ:۔
ج: اسم ظاہر کی تعریف:۔
جو اسم ظاہر ہو:۔
صفت:۔
اگر معنی عین ہو جسکیلئے مشتق منہ وضع کیا گیا ہے جمع مشتق کے وزن سے تو وہ صفت:۔

Date: 24-10-2019 Page Number: 17

علم :-
معنیٰ متشخص ہو :-
اسم جنس :-
معنیٰ متشخص نہ ہو :-
مطلق :-
ہر صفت و ہر جنس سے مراد مسمی ہو بغیر قید کے
تو وہ مطلق ہوگا :-
مقید :-
ہر جنس سے مراد مسمی ہو قید کے ساتھ تو مقید ہوگا۔
نکرہ :-
جو وضع کیا جائے غیر معین چیز کیلئے عند الاطلاق
سامع کیلئے :-
معرفہ :-
جو وضع کیا جائے معین چیز کیلئے عند الاطلاق
سامع کیلئے :-

س 28 خاص کا حکم اور مثال بیان کریں ؟
ج حکم :-
خاص من حیث ھو خاص قطعی حکم ثابت
کرتا ہے۔
من حیث ھو خاص :-
اس سے عوارض اور موانع کا
احتراز ہو گیا۔
پہلی مثال :-
"ثلاثۃ قروء" میں "ثلاثۃ" خاص ہے۔
عند الشافعی :-
"قروء" سے "طھر" مراد لیے گئے :-
دلیل :-
جس طھر میں طلاق دی گئی ہے۔ وہ بھی شمار ہوگا۔
اور دو "طھر" بھی شمار ہوں گے۔ تو یہ "تین" ہو ان گے
کیونکہ بعض طھر بھی طھر ہی ہوتا ہے۔ اسلئے طھر ادنی

Date: 24-10-2019 Page Number: 18

وہ ہے۔ جس پر لفظ طہر بولا جاسکے:۔

جواب:۔

اگر اسے درست مانا جائے تو تیسرے طہر کا معمولی حصہ گزرنے پر اس صورت کو نکاح کرنا جائز ہو جائے۔ کیونکہ پہلے اور تیسرے طہر میں کوئی فرق نہیں:۔ حالانکہ تیسرے طہر کی ایک ساعت گزرنے پر عدت کا ختم ہونا اجماع کے خلاف ہے:۔

عند الاحناف:۔

"قروء" سے "حیض" کا معنی مراد ہوگا۔

دلیل:۔

"ثلاثۃ" لفظ خاص ہے۔ جو اپنے معنیٰ پر قطعی طور پر دال ہے۔ کہ "تین" نہ کم اور نہ زیادہ" اور یہ معنیٰ "حیض" مراد لینے کی صورت میں پورا ہوگا:۔

دوسری مثال:۔

"فان طلقھا فلا تحل لہ" میں لفظ "فاء" خاص ہے:۔ تعقیب کیلئے آیا ہوا ہے۔

عند الشافعی:۔

اس آیت سے پہلے "دو" طلاقیں ذکر ہیں۔ اور اس سے تیسری طلاق مراد ہے:۔ اور درمیان میں "ولا یحل لکم ان تأخذوا" سے لیکر "فاولئک ھم الظالمون" تک جملہ معترضہ ہے۔

دلیل:۔

خلع کو طلاق نہ مانتے۔ بلکہ فسخ اسکو بتاتے ہیں۔ اگر خلع کو طلاق مانا جائے تو چار طلاقیں ہو جائیں۔ جو کہ درست نہیں ہے۔

عند الاحناف:۔

"فان طلقھا" "فاء" تعقیب کیلئے ہے۔ اس کا ذکر "طلاق بالافتداء" کے بعد کیا ہے۔ اگر خلع کو طلاق نہ مانا جائے تو "فاء تعقیب" کیلئے خاص ہے۔ اس کا مدعی باطل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے دو طلاقوں کا

Date: 24-10-2019 Page Number: 19

ذکر فرمایا۔ جن کے بعد رجوع کیا جا سکتا ہے۔
طلاق بحیثیت تلمیز کی
جس کے بعد رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ اسکو عام رکھا گیا کہ وہ
طلاق بالمال ہو یا بغیر المال ہو:۔

س 29 عام کا حکم بیان کریں؟
ج پہلا قول:۔
عام کے حکم میں توقف ہے۔
دلیل:۔
جب تک کوئی دلیل قائم نہ ہو وہ مجمل ہوتا ہے۔
کیونکہ جمع کے اعداد مختلف ہیں:۔
جمع چونکہ مجمل
ہوتی ہے۔ اسی لیے اسکی تاکید "کل" اور "اجمع" سے لائی
جاتی ہے:۔
دوسرا قول:۔
عام سے ادنیٰ یعنی "تین" افراد ثابت ہوں گے۔
دلیل:۔
جب کوئی کہتا ہے "لفلان علی دراھم" تو کہنے
والے پر "تین" درھم واجب ہو جاتے ہیں۔ بالاجماع۔
پھر عام پر توقف کیوں کیا جائے:۔

"تمت بالخیر"

بسم

اجمالی باتیں

1۔ شرح عقائد کا اسلوب :۔

2۔ احکام شرعیہ کی اقسام :۔

3۔ علم الکلام کی تعریف :۔

4۔ علم الکلام کی تدوین کا بیان :۔

5۔ حق و صدق کے درمیان فرق :۔

6۔ سوفسطائیہ کے گروہ کا بیان :۔

7۔ علم کی تعریفات :۔

8۔ اسباب علم کا بیان :۔

9۔ حقیقت و ماہیت کی تعریف :۔

10۔ سبب سے مراد :۔

11۔ حواس خمسہ کا بیان :۔

12۔ خبر صادق و کاذب کا بیان :۔

13۔ حدوث عالم کا بیان :۔

14۔ اللہ کے واحد و قدیم ہونے کا بیان :۔

س 1: ماتن اور شارح کے حالاتِ زندگی بیان کریں؟

ج: ماتن کے حالات:-

ماتن کے حالات مندرجہ ذیل ہیں:-

نام:-

عمر:-

کنیت:-

ابو حفص:-

لقب:-

نجم الدین:-

ابو کا نام:-

محمد:-

تاریخ پیدائش:-

461ھ میں شہر نسف میں پیدا ہوئے۔

شہرت:-

آپ زاہد، متقی بزرگ تھے۔ آپ کی تفسیر حدیث، فقہ، اور عقائد میں کثیر تصانیف ہیں:-

شیوخ:-

آپ نے کثیر شیوخ سے علم حاصل کیا ہے۔ اپنے شیوخ کی تعداد "555" ذکر کی ہے:-

تصانیف:-

آپ کی تصانیف "100" سے زائد ہیں:-

1- الاشعار 2- تاریخ بخاری

3- الجمل الماثورہ 4- تعداد الشیوخ

شارح کے حالات:-

شارح کے حالات درج ذیل ہیں:-

نام:-

مسعود:-

لقب:-

سعد الدین:-

ابو کا نام:-

عمر:-

تاریخ پیدائش:-

722 کو تفتازان میں پیدا ہوئے:-

علمی مقام :-
آپ کی بہت زیادہ تصانیف ہیں۔
آپ نے "16" سال کی عمر میں "شرح تصریف الزنجانی" تصنیف فرمائی :-
تصانیف :-
1- شرح مراح الارواح :-
2- سعدیہ شرح شمسیہ :-
3- شرح عقائد :-
تاریخ وفات :-
آپ نے شریف 22 محرم الحرام 792ھ کو سمرقند میں وفات پائی :-

س 2 عقائد کا اسلوب کیا ہے؟ بیان کریں :-
ج اسلوب :-
شرح عقائد احناف "ماتریدیہ اور اشاعرہ" کے اصولوں پر ایک بہت جامع کتاب ہے۔
العقائد کے مصنف "ماتریدی" اور شرح عقائد کے مصنف "اشعری" ہیں :-
اس کتاب میں فرق اسلام کے افکار خصوصاً "البیات" میں ان کے مذاہب کی تفصیل ہے۔
اور ساتھ ساتھ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مبتدعہ کے آراء و افکار کا رد بھی ہے :-

س 3 احکام شرعیہ کی اقسام مع وجہ تسمیہ ذکر کریں؟
ج اقسام :-
احکام شرعیہ کی "2" اقسام ہیں :- وہ یہ ہیں۔
1- عملیہ 2- اعتقادیہ
تعریف العملیہ :-
جو احکام مکلف کے عمل سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس علم کو "علم الشرائع والاحکام" سے موسوم کیا جاتا ہے :-

پہلی وجہ تسمیہ:۔
یہ علم شریعت سے حاصل ہوتا ہے :۔
اسلئے اس علم کو "علم الشرائع" کہا جاتا ہے :۔

دوسری وجہ تسمیہ:۔
جب عرف میں "احکام" مطلقاً بولا جاتا ہے۔
تو "متبادر الی الفہم" احکام عملیہ کی طرف جاتا ہے :۔

تعریف الاعتقادیہ:۔
وہ احکام شرعیہ جو مکلف کے اعتقاد
سے تعلق رکھتے ہوں۔
اس کو "علم الصفات والتوحید" سے
موسوم کیا جاتا ہے :۔

وجہ تسمیہ:۔
توحید باری تعالی اور اس کی صفات علم الکلام
کی مشہور بحث اور عظیم ترین مقاصد میں سے ہے۔ اسلئے
اس کو "علم الصفات والتوحید" کہا جاتا ہے :۔

س 4 علم الکلام کی تدوین کی حاجت در پیش کیوں آئی؟ بیان
کریں :۔

ج اس کی تدوین کی ضرورت اسلئے پیش آئی کہ پہلے زمانے کے
لوگ یعنی :۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سرکار علیہ السلام کی
صحبت کی وجہ سے ان کے عقائد صحیح ہوا کرتے تھے۔
اور اس کی تدوین سے مستغنی تھے۔
لیکن فتنے اٹھے اور ائمہ دین
پر بغاوت شروع ہوئی۔ اور نظریات مختلف ہوئے۔ تو علماء کرام
"نظر واستدلال" میں مشغول ہوئے۔
اور اجتہاد و استنباط کر کے ابواب
و فصول کو ترتیب دے کر مذاہب و اختلافات کو
واضح کر دیا :۔

س 5 درج ذیل کلمات کی تعریف بیان کریں :۔
1۔ فقہ 2۔ اصول فقہ 3۔ علم الکلام :۔

ج تعریف الفقہ:۔ احکام عملیہ سے واقفیت "ادلہ تفصیلیہ" سے حاصل ہو:۔

تعریف اصول الفقہ:۔ اور جس سے "ادلہ اجمالی" کے احوال معلوم ہوں کہ کیسے ان سے احکام مستنبط ہو سکتے ہیں:۔

تعریف علم الکلام:۔ وہ علم جو تفصیلی دلائل سے عقائد کی معرفت کا فائدہ دیں تو وہ "علم الکلام" کہلاتا ہے:۔

س ۴ علم الکلام کو کلام کہنے کی وجوہات درج ذیل فرمائیے؟

ج پہلی وجہ:۔ علم الکلام میں تمام مشغول کا عنوان "الکلام" کے لفظ سے تعبیر ہوتا ہے:۔

دوسری وجہ:۔ جب "کلام اللہ" کے مخلوق وغیر مخلوق" ہونے کی بحث زیادہ مشہور تھی۔ حتی کہ معاملہ جنگ و جدال تک پہنچ گیا۔ تو "کلام اللہ" والے مسئلے کی مناسبت سے "علم الکلام" سے اس علم کو تعبیر کیا:۔

تیسری وجہ:۔ اس علم کے ذریعے "تکلم" پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔ کلام پر قدرت پیدا کرنے کی بناء پر "اس کو "علم الکلام" سے تعبیر کیا:۔

چوتھی وجہ:۔ علوم میں سب سے پہلے حاصل کرنا "علم التوحید" کا ہے۔ اور "علم التوحید" کو کلام کے ذریعہ سیکھا، سکھایا جاتا ہے:۔ تو اسلئے اس علم کو "علم الکلام" سے موسوم کیا:۔

پانچویں وجہ:۔ "علم الکلام" باہمی بحث و مباحثہ سے متحقق ہوگا۔ جبکہ دوسرے علوم کتابوں کے مطالعے اور غور و فکر سے حاصل ہو جاتا ہے:۔

چھٹی وجہ:۔ اس علم کی قوت دلائل پر نظر کرتے ہوئے اسی کو کلام کہا جاتا ہے۔ گویا کہ اس کے مقابلے میں دوسرا کلام ہی نہیں:۔

ساتویں وجہ:۔ تمام علوم میں سب سے زیادہ منازعات اسی علم میں ہے۔ تو مخالفین کو "رد" کرنے کیلئے "کلام" کی ضرورت ہوئی ہے۔ اس ضرورت کی وجہ سے "کلام" کو "کلام" کہا گیا:۔

آٹھویں وجہ:۔ "علم الکلام" کے مسائل کی بنیاد ایسے دلائل قطعی پر ہے۔ جن میں سے بیشتر کی تائید "دلائل سمعی" سے کی گئی ہے!۔

س7: متقدمین اور متأخرین کے علم الکلام میں کیا فرق ہے؟ بیان کریں:۔

ج: متقدمین کے "علم الکلام" میں رد فلسفہ سے تعرض نہیں کیا گیا، البتہ اسلامی فرقے خاص طور پر معتزلہ کے ساتھ اختلاف رہا۔ جبکہ متأخرین کے "علم الکلام" میں فلسفہ کے ان مسائل کی تردید ہے۔ جو کہ مسائل شرعیہ کے مخالف تھے۔ فلسفہ کے مسائل کو "علم الکلام" میں بھر دیا۔ تاکہ مسائل فلسفیہ کو فلسفی عنوان ہی سے رد کیا جائے:۔

س8: علم الکلام کو اشرف کہنے کی وجہ کیا ہے؟ بیان کریں:۔

ج: علم الکلام کو "5" وجوہات کی بناء پر اشرف کہا گیا ہے:۔

پہلی وجہ:۔

احکام شرعیہ کی بنیاد ہے:۔

دوسری وجہ:۔

علوم دینیہ کا سردار ہے:۔

تیسری وجہ:- علم الکلام سے حاصل ہونے والے مسائل اسلامی عقائد ہیں:-

چوتھی وجہ:-
علم الکلام کی غایت دینی اور دنیوی سعادت مندی کے ساتھ کامیابی حاصل کرنا ہے:-

پانچوی وجہ:-
علم الکلام کے دلائل ایسے قطعی دلائل ہیں۔ جن کی تائید اکثر "دلائل سمعیہ" سے کی گئی ہے:-

س⁹ علم الکلام کی مذمت بعض علماء کرام نے کیوں کی ہے؟ وجہ بیان کریں:-

ج: سلف صالحین کا علم الکلام سے منع کرنا اور اس میں طعن کرنا مطلقاً نہیں کیا۔ بلکہ "4" لوگوں کیلئے منع کیا ہے:-

1-
دین میں متعصب ہو، کہ حق واضح ہونے کے بعد بھی نہ مانے:-

2-
یقین کو حاصل کرنے سے قاصر ہو۔ شکوک وشبہات میں مبتلا ہو جائے:-

3-
مسلمانوں کے عقائد کو بگاڑنے کا ارادہ رکھنے والا ہو:-

4-
فلاسفہ کی غیر ضروری باریکیوں میں مشغول ہونے والا ہو:-

مذکورہ "4" لوگوں کے بارے میں طعن ثابت ہے۔ وگرنہ تو منع اور طعن کا تصور ہی نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ "علم الکلام" واجبات کی اصل اور مشروعیات کی بنیاد ہے:-

س¹⁰ "حق وصدق" دونوں ایک ہیں یا فرق ہے؟ بیان کریں:-

ج: اس بارے میں "2" اقوال ہیں:- وہ یہ ہیں:-

پہلا قول:-
مفہوم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے:-

البتہ استعمال کے اعتبار سے فرق ہے :۔

حق :۔
یہ "حکم جو واقع کے مطابق ہو" اور یہ "اقوال و ادیان مذاہب اور عقائد تمام پر بولا جاتا ہے :۔

صدق :۔
"حکم جو واقع کے مطابق ہو" یہ صرف "اقوال" پر بولا جاتا ہے :۔

دوسرا قول :۔
حق و صدق کے مابین حقیقی فرق نہیں ہے۔ فرق صرف اعتباری ہے :۔

حق :۔
حق میں مطابقت کا اعتبار "من جانب الواقع" ہوتا ہے۔ تو حکم کے حق ہونے کا معنیٰ یہ ہوگا کہ واقع، حکم کے مطابق ہو۔

صدق :۔
صدق میں مطابقت کا اعتبار "من جانب الحکم" ہوتا ہے۔ تو حکم کے صدق ہونے کا معنیٰ یہ ہوگا کہ "حکم، واقع" کے مطابق ہو :۔

س :" "حقائق الاشیاء ثابتۃ" میں "حقائق الاشیاء" "ثابتۃ" کا غیر نہیں ہے۔ کیونکہ "حقائق الاشیاء" کا معنیٰ "موجود ہو۔ اور "شئ" کا تمدنا معنیٰ "موجود" ہے۔
تو گویا کہ یہ "الامور الثابتۃ ثابتۃ" کے بمنزلہ میں ہوا۔ جو کہ درست نہیں ہے :۔

ج یہاں :۔
"تغایر بین المبتداء والخبر" موجود ہے۔ وہ اس طرح کہ "حقائق الاشیاء" سے "ثبوتی معنیٰ" مراد ہے۔ وجود ذهنی کے اعتبار سے۔
اور "ثابتۃ" سے "ثبوتی معنیٰ" وجود خارجی کے اعتبار سے ہے :۔ تو اس طرح دونوں میں فرق ہو گیا :۔

تحقیقی جواب :۔
ایک شئ کے مختلف اعتبارات ہوتے ہیں۔ بعض اعتبار سے اسی شئ پر حکم لگانا صحیح ہوتا ہے۔ تو کلام

مفید ہوتا ہے:۔

جیسے:۔ انسان

جسم بھی ہے۔ اور حیوان بھی ہے۔

تو یہ کلام درست ہوگا: کیونکہ بعض اجسام "حیوان نہیں ہوتے:۔

اور بعض اعتبارات سے حکم لگانا لغو ہوتا ہے۔ تو کلام غیر مفید ہوتا ہے:۔

جیسے:۔ الانسان حیوان

یہ کلام لغو ہے:۔ کیونکہ موضوع میں پہلے سے حیوانیت ملحوظ تھی۔ پھر حیوان کا حکم لگانا یہ لغو ہوگا:۔

س12: سوفسطائیہ کے گروہ مع تعریفات ذکر کریں:۔

ج: سوفسطائیہ

- عنادیہ: یہ اشیاء کے حقائق کے مطلقاً منکر ہیں۔
- عندیہ: یہ نفس الامر میں اشیاء کے حقائق کے ثبوت کے منکر ہیں۔
- لاأدریہ: کسی علم کے ثبوت اور عدم ثبوت کے قائل ہیں۔

ان کی دلیل:۔

علم کی "2" اقسام ہیں۔ 1۔ ضروری 2۔ نظری

پھر ضروری کی "2" اقسام ہیں۔ 1۔ حسیات 2۔ بدیہیات

"حسیات" میں کثرت سے غلطیاں پائی جاتی ہیں:۔

جیسے:۔

بھینگا شخص:۔ اسکو ایک کے بجائے "دو" نظر آتے ہیں۔

دوسرے "بدیہیات" میں بھی کثیر اغلاط ہوتی ہیں:۔

اسکو حل کرنے کیلئے دقیق نظر کی محتاجگی ہوتی ہے:۔

ان کا رد:۔

حس کا غلطی کرنا یہ بعض اسباب جزئیہ کی وجہ

سے ہو۔ اور بعض اسباب جزئیہ کی وجہ سے حس کی غلطی کرنا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ حس تمام جگہوں میں غلطی کرے۔

اور "بدیہیات" میں اختلاف "عدم الف وعادۃ" اور تصور میں خفاء کی وجہ سے ہوتا ہے:۔

س 10: علم کی دونوں تعریفیں فوائد وقیودات کے ساتھ بیان کریں:۔

ج: پہلی تعریف:۔

جس چیز کو ذکر کیا جائے وہ روشن ہو جائے۔

فائدہ:۔

اس تعریف میں "4" چیزیں داخل ہیں:۔

1۔ ادراک حواس 2۔ تصدیقات یقینیہ

3۔ تصدیقات غیر یقینیہ 4۔ تصورات

دوسری تعریف:۔

علم اس صفت کو کہا جاتا ہے۔ جو تمییز کو لازم کرے۔ ایسا لازم کرے کہ جس میں نقیض کا احتمال نہ ہو:۔

فائدہ:۔

اس تعریف میں "3" چیزیں داخل ہیں:۔

1۔ ادراک حواس 2۔ تصدیقات یقینیہ

3۔ تصورات

دونوں تعریفوں میں تطبیق:۔

"تجلی" سے کامل علم مراد لیا جائے۔ تو اس صورت میں "ظن" خارج ہو جائے گا۔

اسلئے کہ "ظن" میں کامل روشنی نہیں ہوتی:۔ تو اس صورت میں دونوں تعریفیں ایک ہو جائیں گی۔

دونوں تعریفوں میں تصدیقات غیر یقینیہ شامل نہیں ہوں گیں:۔

س 11: اسباب علم کتنے اور کون کون سے ہیں؟ مع وجہ حصر بھی لکھیں؟

ج: اسباب علم:۔

1۔ حواس سلیمہ 2۔ خبر صادق 3۔ عقل:۔

وجہ حصر:-

سلب

ذات مُدرِک سے خارج ہوگی۔ تو — یا — خارج نہیں ہوگی

خبر صادق

آلہ ادراک کا ہوگا لیکن مُدرِک نہیں ہوگا تو — آلہ ادراک نہیں ہوگا بلکہ مُدرِک ہوگا تو

حواس سلیمہ — عقل
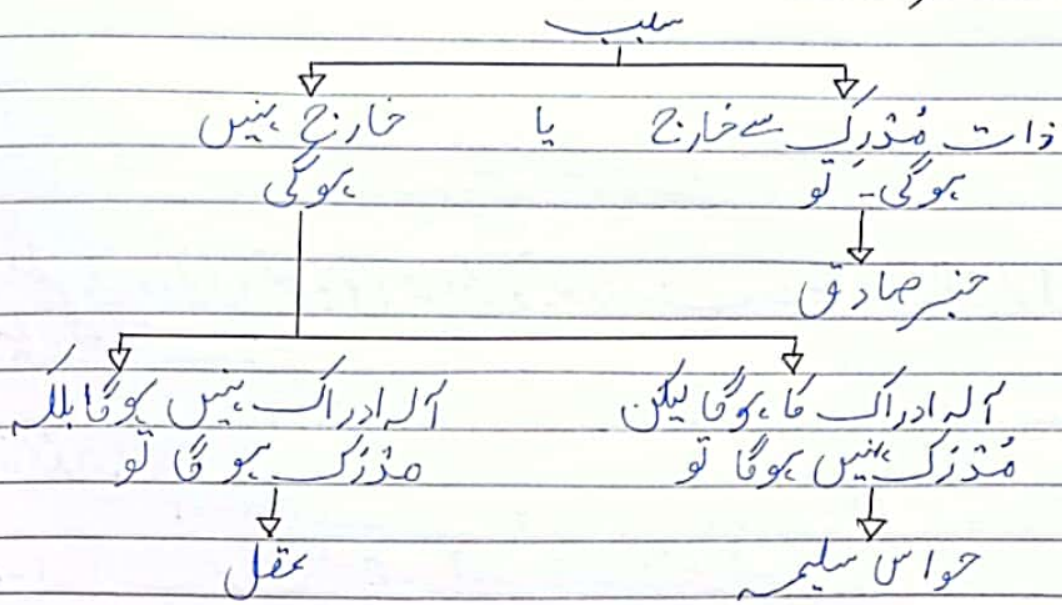
س 15 حقیقت اور ماھیت اور ھویت کی تعریف بیان کریں؟

ج تعریفات:-

ان کی تعریفات میں "2" اقوال ہیں:-

پہلا قول:-

حقیقت و ماھیت وہ ہے جس کی وجہ سے وہ شیئ موجود ہو۔ اس قول کے مطابق "حقیقت و ماھیت" مترادف ہیں:-

دوسرا قول:-

حقیقت اور ماھیت میں اعتباری فرق ہے:-

تعریف الحقیقت:-

خارج میں وجود اسکا پایا جائے:-

تعریف الماھیت:-

جب شیئ کے تحقق و تشخص سے قطع نظر کیا جائے تو یہ ماھیت ہوتی ہے:-

تعریف الھویت:-

تشخص کے اعتبار سے تعریف ہو تو یہ ھویت ہوتی ہے:-

س 16 سبب سے کیا مراد ہے؟

"حقیقی" تو یہ "اللہ" کی ذات ہے،
یا "ظاہری" یہ تو صرف "عقل" ہے، یا "مفضی الی الجملہ"

یہ تو تین سے زائد ہیں؟ کسی بھی طرح سے اسباب علم "ح" نہیں بن رہے ہیں:۔ تو آپ نے اسباب علم "ح" کیسے بتائے؟

ج پہلا جواب:۔
مشائخ کی عادت ہے۔ اسباب علم کو "ح" پر منحصر کرنے کی:۔ جب مشائخ کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ تو وہ ان "ح" پر انحصار کرتے ہیں:۔

دوسرا جواب:۔
معلومات دینیہ کا سب سے بڑا حصہ "خبر صادق" پر مشتمل ہے۔ بعض اسکو "اسباب علم" کا دوسرا سبب بنایا۔ اور جب بعض ادراکات سے علم حاصل ہوا حواس ظاہرہ کے استعمال کرنے کے بعد تو "حواس سلیمہ" کو اسباب علم کا پہلا سبب بنایا:۔
تجربات وجدانیات ان سب کا مرجع، مرکز محور "عقل" ہے۔ تو اسلئے اسباب علم کا تیسرا سبب "عقل" کو بنایا:۔

س[17] حواس کتنے اور کون کون سے ہیں؟ مع تعریفات بیان کریں:۔
ج حواس "5" ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
1۔ سمع 2۔ بصر 3۔ شم 4۔ ذوق 5۔ لمس:۔
تعریف السمع:۔
جو کانوں کے سوراخوں پٹھوں میں رکھی ہوئی ہے۔ جب ہوا کے ذریعے آواز کو ایک کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ کانوں کے سوراخوں تک پہنچتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان میں سننے کی طاقت پیدا کر دیتا ہے:۔
تعریف البصر:۔
ایک ایسی قوت ہے۔ جو ان دو کھوکھلے پٹھوں میں رکھی ہوئی ہے۔ جو باہم دماغ میں ملے ہوئے ہیں۔ پھر ایک دوسرے سے جدا ہو کر دونوں آنکھوں میں پہنچتے ہیں:۔
تعریف الشم:۔
ایک ایسی قوت ہے جو کہ دماغ کے اگلے حصّہ

میں پستان کے سر کے مشابہ گوشت کے دو ٹکڑوں میں رکھی گئی ہے :-

تعریف الذوق :-

یہ وہ قوت ہے جو زبان کے چمڑے پر پھول میں رکھی ہے۔ طعام جب لعاب کی رطوبت سے مل کر منہ کے پھولوں تک آتا ہے۔ تو سب کا ذائقہ معلوم ہوتا ہے :-

تعریف اللمس :-

یہ وہ قوت ہے۔ جو تمام بدن میں پھیلی ہوئی ہے :-

س 14 خبر صادق و خبر کاذب کی تعریفات بیان کریں؟

ج اس بارے میں "2" اقوال ہیں :- وہ یہ ہیں :-

پہلا قول :-

خبر صادق وہ ہے جو واقعہ کے مطابق ہو :-

یعنی :- خارج اس نسبت کے مطابق ہو تو وہ "صادق" ہوگی :

اگر خارج اس نسبت کے مطابق نہ ہو تو وہ "خبر کاذب" ہے :-

دوسرا قول :-

واقعہ خبر کے مطابق ہو تو "صدق" ورنہ "کذب"

فرق :-

فرق صرف اتنا ہے کہ اول میں "صدق و کذب" کے اوصاف ہیں :-

اور ثانی میں "مخبر" کے اوصاف ہیں :-

س 15 خبر صادق کی اقسام مع تعریفات و حکم بیان کریں؟

ج اقسام :-

خبر صادق کی "2" اقسام ہیں :-

1- خبر متواتر 2- خبر رسول

خبر متواتر :-

جو قوم کے اتنے افراد کی زبانوں پر جاری ہو کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا متصور نہ ہو :-

حکم :-

علم ضروری حاصل ہوتا ہے :-

خبرِ رسول :-
جس کی معجزہ کے ساتھ تائید ہو :-
حکم :-
علم استدلالی حاصل ہوتا ہے :-

س 20 استدلالی کی تعریف بیان کریں ؟
ج اسکی "2" تعریفیں ہیں :- وہ یہ ہیں :-
پہلی تعریف :-
دلیل میں نظر کرنا کہ صحیح نظر کے ذریعے مطلوب خبری کے علم تک پہنچنا ممکن ہو :-

دوسری تعریف :-
یہ وہ قول جو مرکب ہوتا ہے قضایا سے ان کو ماننے سے ایک اور قول کا ماننا لازم آئے :-

س 21 خبرِ رسول کے ذریعے علم استدلالی کیسے حاصل ہوتا ہے ؟
ج

خبرِ رسول

قول کی نسبت قائل کی طرف ہو۔ اگر تواتر ہے۔ تو اس اعتبار سے علم ضروری ہے۔	قول کا اپنا مضمون و مفهوم خارج میں ہے یا نہیں، اس اعتبار سے یہ "علم استدلالی" حاصل ہوگا۔

س 22 خبرِ صادق کی اقسام "2" پر منحصر کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ خبرِ صادق تو "2" سے زائد ہیں۔ جیسے، اللہ تعالیٰ و ملائکہ کی اخبار وغیرہ ؟
ج خبر سے مراد
وہ خبر ہے جو خبر کی حیثیت سے عام مخلوق کو علم کا فائدہ دے قرائن سے ملی ہوئی نہ ہو۔ بغیر قرائن کے خبر سچی ہو :-

اللہ تعالیٰ کی اخبار :-
براہِ راست مخلوق تک نہیں پہنچتی۔ بلکہ رسول کے واسطے سے پہنچتی ہیں :-

س 23 عقل کی تعریف بیان کریں نیز عقل سے کون سا علم حاصل ہوگا؟

ج تعریف العقل :-
وہ قوت ہے نفس کی جس میں علوم اور ادراک کی استعداد پائی جاتی ہے :-
حکم :-
عقل کے ذریعے علم تصوری و تصدیقی ، بدیہی و نظری تمام ہی علوم حاصل ہوتے ہیں :-

س20 جو عقل سے علم حاصل ہوتا ہے ، وہ کونسا ہوتا ہے ؟ بالتفصیل بیان کریں :-
ج جو عقل سے علم حاصل ہوتا ہے ۔ اُسکی "2" قسمیں ہیں :-
1- ضروری 2- اکتسابی
ضروری سے مراد :-
وہ ہے جو بداہت "یعنی" اول توجہ بلا فکر سے حاصل ہو :-
جیسے :- الکل اعظم من الجزء :-
اکتسابی سے مراد :-
وہ ہے جو استدلال "یعنی" نظر و فکر سے حاصل ہو -
استدلال کبھی علت سے معلول پر ہوگا :- اور کبھی معلول سے علت پر ہوگا :-

س21 اکتسابی اور استدلالی کے مابین فرق بیان کریں :-
ج استدلالی :-
جو دلیل سے ثابت ہو :-
اکتسابی :-
جو کسب و اختیار سے حاصل ہو :-
ان دونوں میں نسبت :-
"عموم خصوص مطلق" کی ہے :-
ضروری اگر اکتسابی کے مقابلے میں آئے تو تعریف اسکی یوں کی جائے گی کہ ضروری وہ ہے جو مخلوق کو بغیر اختیار کے حاصل ہو :-
ضروری اگر استدلالی کے مقابلے میں آئے تو تعریف اسطرح ہو گی کہ ضروری اسے کہا جائے گا کہ جو دلیل میں "نظر و فکر" کے بغیر حاصل ہو :-

س 23 الھام کی تعریف بیان کریں ؛ نیز یہ بتائے کہ کیا الھام اسباب علم میں سے ہے یا ہنیں ؟

ج تعریف الالھام :-

دل میں غیر محسوس کو ڈال دینا۔ بطریق فیضان الہٰی :-

اسباب علم نہ ہونے کی وجہ :-

اسلئے کہ عام لوگوں کو جسطرح "حس" و "خبر صادق" اور "عقل" سے علم حاصل ہوتا ہے۔ اسطرح الہام سے انکو نہ ہی علم حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی وہ کسی پر اس کے ذریعے حکم کو لازم کر سکتے ہیں ۔-

س 24 عالم کی تعریف بیان کریں؛ نیز عالم قدیم ہے یا ہنیں ؟ مع اختلاف بیان کریں :-

ج تعریف العالم :-

اللہ تعالیٰ کے علاوہ جمیع موجودات کو عالم کہتے ہیں :-

جیسے :- عالم اجسام ، عالم اعراض ، عالم افلاک ؛ -

عالم کا حادث ہونا :-

اس بارے میں "2" مذھب ہیں :-

1- معتزلہ 2- اہلسنت

عند المعتزلہ :-

آسمان کو قدیم مانتے ہیں :-

وجہ :-

اسلئے کہ "آسمان" ھیولی ، صورۃ جسمیہ ، اور نوعیہ ہیں -
اسی طرح عناصر اربعہ اپنے ھیولی اور صورۃ جسمیہ کے لحاظ سے قدیم ہیں :-

عند الاہلسنت :-

عالم اپنے جمیع اجزاء کے ساتھ حادث ہے :-

دلیل :-

اگلے صفحے پر درج ہے :-

دلیل :-

عالم

اعیان | اعراض

ہر وہ شئ جو ممکن الوجود ہو اور اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہ ہو۔

وہ جو اپنے قیام میں غیر کا محتاج ہو۔

الوان | اکوان | طعوم | روائح

مرکب | غیر مرکب

جو کم از کم تین اجزاء ہونے چاہیے۔ تاکہ ابعاد ثلاثہ متحقق ہو۔
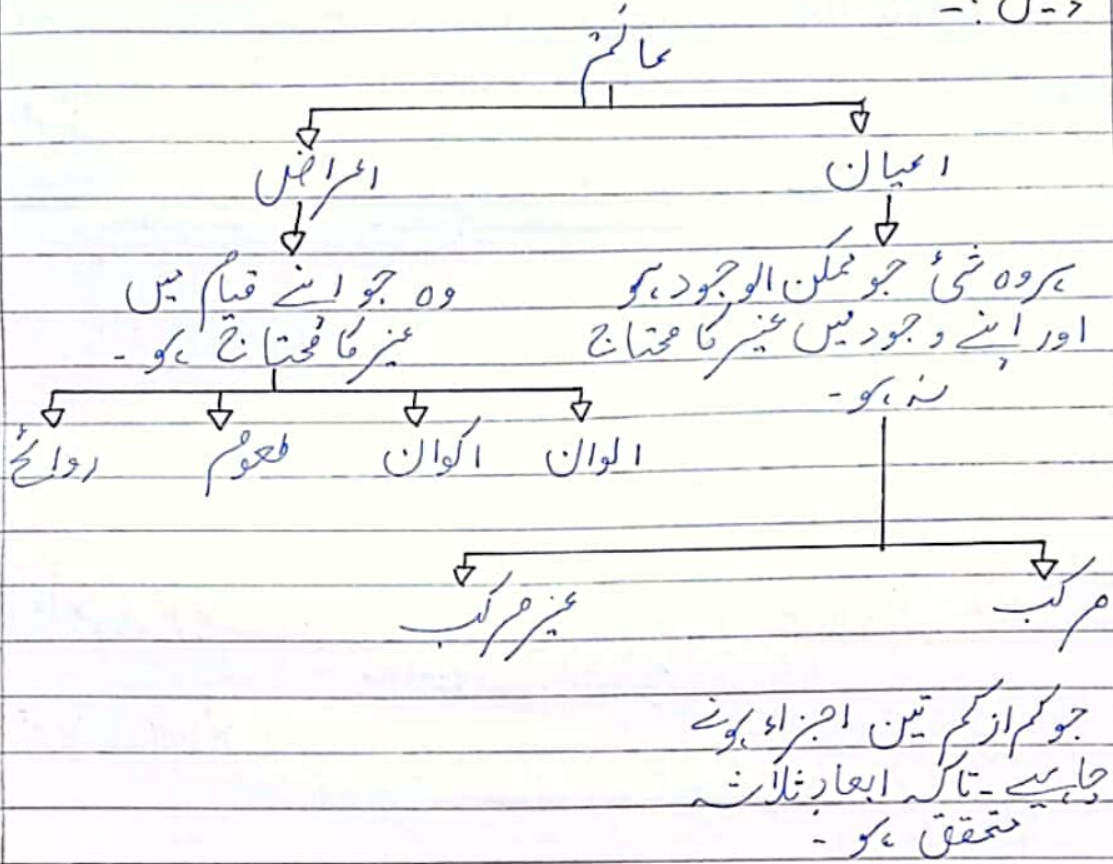
الحاصل کلام :-

اعیان و اعراض حادث ہیں۔ قدیم نہیں :-
کیونکہ اعیان و اعراض سے عالم بنتا ہے۔
اور عالم بھی حادث ہے۔

س[27] اعیان و اعراض کا حادث ہونا بیان کریں؟

ج اعیان کا حدوث :-

کیونکہ اعیان بھی حادث ہونے پر مشتمل ہیں۔ اور جو حوادث پر مشتمل ہو وہ خود بھی حادث ہوتا ہے۔

کیونکہ "اعیان" "حرکت و سکون" سے خالی نہیں ہیں۔
اور حرکت و سکون" خود حادث ہیں۔

اعراض کا حادث :-

مشاہدہ اور دلیل دونوں سے ثابت ہے کہ اعراض حادث ہوتی ہیں :-
جیسے :- سکون کے بعد حرکت کا آنا وغیرہ وغیرہ :-

س 28 "جزء لا یتجزی" کے اثبات پر دلائل بیان کریں:۔

ج پہلی دلیل:۔
"کرہ حقیقی" کو "سطح حقیقی" پر رکھا جائے۔ تو "کرہ" کی طرف ایک جزء "سطح حقیقی" سے مس ہوگا۔
اور یہی جزء "جزء لا یتجزی" ہے۔ اگر "جزء لا یتجزی" نہ مانا جائے تو "کرہ حقیقی" پر خط کا منقسم ہونا لازم آئے گا:۔
جو کہ درست نہیں ہے:۔

دوسری دلیل:۔
اگر "جزء لا یتجزی" کو تسلیم نہ کیا جائے۔ اور کہا جائے کہ ہر جزء "لا الی نھایۃ" طور پر تقسیم ہوگا۔
تو اس صورت میں رائی کے دانہ اور پہاڑ میں کوئی فرق نہ ہوگا:۔ حالانکہ "بالبداھت" یہ بات معلوم ہے کہ پہاڑ رائی کے دانہ سے بڑا ہے:۔

تیسری دلیل:۔
جسم کے اجزاء کا مجتمع ہونا جسم کی ذات کا تقاضا کرتا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو جسم کی تقسیم نہ ہوتی۔
حالانکہ جسم کی تقسیم ہوتی ہے۔
اب جسم کی جتنی تقسیم ممکن ہو۔ وہ بالفعل "اللہ تعالیٰ" نے فرما دی۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر بھی ہے۔
کہ ایک ایسے جزء کی تخلیق فرمائے کہ جس پر جسم کی تقسیم ختم ہو۔ اب اگر وہ جزء بھی تقسیم جاری کو قبول کرے تو اللہ سے عجز کو دور کرنے کیلئے اس جزء کو تقسیم کرنا پڑے گا۔
حالانکہ ہم نے فرض کیا تھا۔ کہ اس جزء پر تقسیم ہوگی۔ اللہ نے ساری ممکن تقسیمات کو "بالفعل" موجود کر دیا:۔
لہذا اس "جزء" کی مزید تقسیم نہیں۔ اور یہی "جزء لا یتجزی" ہے:۔

س 29 "المحدث للعالم ......" عبارت کی وضاحت کریں:

ج سب جہان کو موجود کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔
وہ ذات جو واجب الوجود

ہے۔ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ اگر "خالق" "جائز الوجود" ہو تو تمام "عالم" میں داخل ہوگا۔ پھر وہ ذات عالم کا محدث نہیں بن سکتی :۔

برھان تطبیق :۔

سب سے آخری معلول سے جانب ماضی کی طرف ایک سلسلہ "الی غیر النھایہ" فرض کریں :۔

یعنی :۔ "1، 2، 3، 4، ک "لاالی نھایہ" پھر اس آخری معلول سے ایک درجہ پہلے معلول سے ایک سلسلہ "لاالی نھایہ" فرض کریں :۔

یعنی :۔ "2، 3، 4، ک "لاالی نھایہ" :۔

اب اگر پہلے سلسلہ کی ہر جزء کے مقابلہ میں دوسرے سلسلہ کی ایک جزء ہو تو دوسرا سلسلہ زائد کے مساوی ہوگا۔ حالانکہ ناقص کا زائد کے مساوی ہونا محال ہے :۔

اور اگر پہلے سلسلہ کی ہر جزء کے مقابلے میں دوسرے سلسلہ کی جزء نہ ہو تو ثابت ہوگا کہ پہلے سلسلہ میں دوسرے سے زیادتی ہے۔ لہذا دوسرا ختم ہوجائے گا۔ اور تسلسل کا پایا جانا بھی محال ہے :۔

س 30 اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے۔ اس پر دلیل بیان فرمائیے :۔؟

ج اللہ تعالیٰ کی ذات "واحد" ہے۔ اسکو متکلمین نے "برہان تمانع" سے ثابت کیا ہے :۔

برہان تمانع :۔

قولہ تعالیٰ "لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا"

برہان تمانع کی اجمالی تقریر یہ ہے کہ اگر "دو" خدا ممکن ہوں۔ تو ایک دوسرے کی مخالفت پر قادر ہوں گے یا نہیں

قادر ہوگا تو ← ایک خدا دوسرے خدا کو رد کرے گا۔ تو دوسرے خدا کا عجز لازم آئے گا۔

یا

قادر نہیں ہوگا تو ← عجز لازم آئے گا اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا۔

س 31: فساد سے کیا مراد ہے؟ بالتفصیل تحریر کریں:۔

ج:

فساد

- خروج من النظام المشاھدہ
  - بالفعل مراد ہوگا ← لازم و ملزوم کے درمیان ملازمت قطعی نہیں ہوگی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ دونوں خدا ایک نظام پر متفق ہو جائیں:۔
  - یا بالامکان مراد ہوگا ← رفع تالی پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ ثبوت تالی پر دلائل ہیں۔
- عدم تکون
  - بالفعل مراد ہوگا ← لازم و ملزوم کے درمیان ملازمت قطعی نہیں ہوگی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایک خدا تمانع سے پہلے شئی کو پیدا کر دے:۔
  - یا بالامکان مراد ہوگا ← رفع تالی پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ ثبوت تالی پر دلائل ہیں:۔

س 32: اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے:۔ قدیم کا معنی اور دلیل بیان کریں:۔؟

ج: تعریف القدیم:۔

اللہ کی ذات قدیم ہے۔ کیونکہ اللہ کی تعریف وہی ذات واجب الوجود ہے۔ التزاماً یہ معلوم ہو رہا تھا وہ اسطرح کہ واجب قدیم ہی ہوتا ہے۔ قدیم کا غیر نہیں ہوتا۔ قدیم کے متعدد معنی تھے۔ اسلئے یہاں پر قدیم کا معنی لیا جس کے وجود کی ابتداء نہ نہ ہو یعنی وہ مسبوق بالعدم نہ ہو:۔

دلیل:۔

کیونکہ اگر قدیم نہ ہو تو وہ "مسبوق العدم" ہوگا۔ اور اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہوگا، اور جو کسی کی طرف محتاج ہو وہ واجب نہیں ہوتا۔

تو معلوم ہوا کہ واجب لازم قدیم ہوگا:۔

س 33 | واجب اور قدیم دونوں مترادف ہیں یا نہیں؟ وجہ بیان کریں:۔

ج | واجب و قدیم کو مترادف کہنا صحیح نہیں ہے:۔ کیونکہ مترادف ہوتے ہیں وہ "متحد فی المفھوم" ہوتے ہیں۔ حالانکہ "واجب و قدیم" کا ایک مفھوم نہیں ہے۔
واجب وہ ذات جس کا وجود خود ہی ہو۔ اور قدیم وہ جس کے وجود کی ابتداء نہ ہو تو دونوں کے مفھوم علیحدہ ہوئے ایک نہیں،
لہذا ترادف بھی بھی نہیں کیونکہ دو مترادف "متحد فی المفھوم" ہوتے ہیں۔
جیسے:۔ "انسان و بشر" مترادف ہیں ان کا مفھوم ایک ہے یعنی "حیوان ناطق":۔

تمت بالخیر

اپنی مقصد قبالی حاصل نہیں کیا جا سکتا

ہمیشہ اس وقت بولیں جب آپکو احساس ہو کہ آپ کے الفاظ جو آپ کہنے جا رہے ہیں وہ آپ کی خاموشی سے زیادہ خوبصورت ہوں

اجمالی باتیں

1۔ اشربہ کی اقسام۔

2۔ خمر کی تعریف مع حکم۔

3۔ عصیر العنب کا بیان۔

4۔ نقیع التمر کا بیان۔

5۔ شراب سرکہ بن جائے تو کیا حکم ہے؟

6۔ قتل کی اقسام۔

7۔ قتل عمد کی تعریف مع حکم۔

8۔ قتلِ عمد میں کفارہ ہے؟

9۔ شبہ عمد کی تعریف:۔

10۔ قتلِ خطا کی اقسام۔

11۔ زبان کا قصاص۔

12۔ وصیت کا حکم۔

13۔ کیا قاتل کیلئے وصیت ہے؟

14۔ اقارب کیلئے وصیت کا حکم۔

تمت بالخیر

11-05-2020

س 1: کتنی اشربہ حرام ہیں اور وہ کون کونسی ہیں؟

ج: "4" اقسام کی اشربہ حرام ہیں:- اور وہ یہ ہیں:-

1- خمر:-
وہ انگور کا کچا شیرا جب اسکو جوش دیا جائے اور وہ شدت اختیار کر جائے اور وہ جھاگ چھوڑ جائے:-

2 عصیر العنب:-
انگور کا نچوڑ جب اسکو پکایا جائے حتی کہ دو ثلث سے کم رہ جائے اسکو مثلث بھی کہتے ہیں:-

3 نقیع التمر:-
اسکو "سکر" کہتے ہیں:-

4 نقیع الزبیب:-
یہ وہ کشمش ہے جب اسکو جوش دیا جائے اور شدت اختیار کر جائے:-

س 2: خمر کی تعریف مع اختلاف ائمہ کرام بیان کریں:-

ج: اس بارے میں "2" مذھب ہیں:- وہ یہ ہیں:-
1- احناف 2- شافعی و مالک

عند الاحناف:-
انگور کے کچے پانی کو خمر کہتے ہیں۔ جب وہ مسکر ہو جائے:-

دلیل:-
اہل لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خمر نام خاص ہے اس خمر میں، اسی وجہ سے اسکا استعمال خمر میں مشہور ہے نہ کہ اس کے علاوہ میں،
کیونکہ خمر کے علاوہ دوسرا نام مشہور ہیں العصیر العنب، نقیع الزبیب، نقیع التمر اور اس وجہ سے کہ اس کی حرمت قطعی ہے اور اس کے علاوہ کی حرمت ظنی ہے:-

عند الشوافع المالکیہ :-
* ہر نشہ دینے والی چیز "خمر" ہے :-

دلیل :-
اس وجہ سے کیونکہ یہ "مخامرۃ العقل" سے مشتق ہے۔
اور یہ معنی ہر مسکر کے اندر موجود ہے۔
تو جس جس مسکر کے
"مخامرۃ العقل" پایا جائے گا۔ اسکو خمر کا نام دے دیا جائے گا۔

س: * خمر کا نام * کب ثابت ہوگا؟ مع اختلافِ ائمہ بیان کریں :-
ج: اس بارے میں " 2 " مذھب ہیں :- وہ یہ ہیں :
1- امام اعظم 2- صاحبین

عند ابی حنیفہ :-
جب وہ جوش مارے شدت اختیار کر جائے
نشہ دینے کے قابل ہو جائے اور جھاگ چھوڑ جائے اس
وقت خمر کا نام ثابت ہوگا :-

دلیل :-
جو جوش مارنا شدت کی ابتداء ہے اور جاگ چھوڑنا
شدت کی انتہاء ہے، اور
شرعی احکام قطعی ہوتے ہیں تو
لہذا خمر کا دارومدار بھی انتہاء پر ہوگا۔
جیسے :- پینے والے کو حد لگانا وغیرہ وغیرہ

عند الصاحبین :-
جب وہ شدت پکڑ جائے جھاگ چھوڑنا
شرط نہیں ہے تو اس وقت خمر کا نام ثابت ہوگا :

دلیل :-
گناہ شدت سے ثابت ہوگا۔ اور شدت کے ساتھ
حرام کا معنی ہے۔ اور فساد میں بھی یہی مؤثر ہے :-

س ۴ کیا خمر عین حرام ہے یا نہیں؟ نیز ائمہ کرام کا اختلاف مع دلائل لکھیں:

ج خمر کا عین حرام ہے:۔ نشے کو معلول بنائے بغیر:۔

دلیل:۔

اجماع اس پر منعقد ہے:۔

اور بہت سی احادیث متواترہ آئی ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے شراب کو حرام کیا:

س ۵ کیا خمر کی علت سکر ہے؟ وضاحت کے ساتھ بیان کریں:۔

ج اس بارے میں "2" مذھب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔

۱۔ احناف 2۔ شوافع

عند الاحناف:۔

"سکر" خمر کیلئے علت نہیں ہے:۔

دلیل:۔

"سکر" کو تعلیل بنانا یہ اسکے عین کی حرمت کے خلاف ہے، کہ اس کے قلیل سے تو نشہ نہیں آتا تو اس سے لازم یہ آتا ہے کہ یہ حرام نہ ہو:

عند الشوافع:۔

"سکر" خمر کیلئے علت ہے:۔

دلیل:۔

قولہ السلام:۔ حرمت الخمر لعینھا. والسکر من کل شراب

س ۶ خمر کو پکا لینے سے اس کی حرمت اٹھ جائے گی یا نہیں؟ بیان کریں:۔

ج خمر کو پکا لینے سے اس کی حرمت نہیں اٹھے گی:

س ۷ عصیر العنب کی وضاحت کریں:۔

ج جس کا نصف پکانے سے چلا جائے یہ حرام ہے:۔

س 8: نقیع التمر کی تعریف بیان کریں؟

ج: عند الاحناف:-

یہ سکر ہے اور یہ تر کھجور کا کچا پانی ہے:-

حکم:-

یہ حرام مکروہ ہے:-

دلیل:-

"الخمر من هاتین الشجرتین واشار الی الکرمة و النخلة":-

س 9: نقیع الزبیب کی تعریف مع الحکم بیان کریں؛

ج: تعریف:-

وہ کشمش کا شیرہ ہے:-

حکم:-

یہ حرام ہے جب شدت اختیار کر جائے اور جوش مارنے لگے:-

س 10: "4" اشربہ کے علاوہ باقی اشربہ کا کیا حکم ہے؛ اختلافِ ائمہ مع دلائل بیان کریں:-

ج: اس بارے میں "2" مذھب ہیں:- وہ یہ ہیں:-

1- امام اعظم 2- امام محمد

عند ابی حنیفہ:-

"4" کے علاوہ کے اشربہ کے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حکم:-

اسکے پینے والے کو حد بھی نہیں لگائی جائیں گی اگرچہ نشہ آئے۔

اور اس کے نشہ والے کی طلاق بھی واقع نہیں ہو گی:-

عند محمد:-
یہ حرام ہے۔ اسکے پینے والے کو حد لگائی جائے گی۔
جبکہ اسکو نشہ دے:-

س 11: "نقیع التمر والزبیب" کو اگر تھوڑا پکایا جائے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟
ج: اس بارے میں "2" مذاھب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
۱- شیخین 2- امام شافعی

عند الشیخین:-
اگر تھوڑا سا پکایا جائے تو حلال ہے۔
جب کہ اس کے پینے والے کو یہ گمان ہو کہ اس سے نشہ نہ آئے گا، یہ لذت و عیاشی کیلئے ہوگا۔

عند الشافعی:-
ان کے نزدیک حرام ہے:-

س 12: جس آٹے کو خمر کے ساتھ گوندا گیا ہو اس سے بنی ہوئی روٹی کا کیا حکم ہے؟
ج: جس آٹے کو خمر کے ساتھ گوندا گیا ہو اس کا کھانا مکروہ ہے۔

علت:-
اس میں خمر کے اجزاء ملے ہوئے ہیں:-

س 13: "مثلث العنبی" کی تعریف بیان کریں؟
مع اختلاف بیان کریں:
ج: اس بارے میں "2" مذاھب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
۱- شیخین 2- محمد و شافعی

مثلث العنبی کی تعریف:-
اگر انگور کا شیرا جب اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی جل جائے تو یہ "مثلث العنبی" ہے:-

عند الشیخین :۔
جل جانے کے بعد حلال ہے اگرچہ چیز کو جائے :۔

عند محمد و شافعی :۔
حرام ہے :۔

س ۱۱ شراب اگر سرکہ بن جائے تو کیا حکم ہے؟
ج اس بارے میں "2" مذھب ہیں :۔ وہ یہ ہیں :۔
۱۔ احناف 2۔ شوافع

عند الاحناف :۔
اگر شراب سرکہ بن جائے تو حلال ہے۔
چاہے خود بخود سرکہ بن جائے یا اس میں کوئی چیز ڈالنے سے بنے :۔

دلیل :۔
"سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا" کہ سرکہ بہت اچھا سالن ہے اور اسلئے کہ سرکہ بنانے سے فاسد مادہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور اصلاح کی صفت ثابت ہوتی ہے :۔

عند الشوافع :۔
شراب سے سرکہ بنانا مکروہ ہے۔ اور خمر سے جو سرکہ حاصل ہوگا وہ حلال نہیں ہے۔
اگر کسی چیز کے ڈالنے سے سرکہ بنا ہے تو ایک قول کے مطابق ناپاک ہے۔
اگر بغیر کوئی چیز ڈالے ہوئے سرکہ بن گیا۔ تو
ایک قول کے مطابق حلال ہے اور
ایک قول کے مطابق حلال نہیں ہے :۔

دلیل :۔
سرکہ بنانے میں مالدار بننے کیلئے شراب سے قربت ہوگی حالانکہ آیت میں اس سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو منافی ہے :۔

کتاب الجنایات

س 15: قتل کی اقسام کتنی اور کون کونسی ہیں؟ بیان کریں:

ج: اقسام القتل:-

قتل کی "5" اقسام ہیں:

1- قتل عمد 2- قتل شبہ عمد 3- قتل خطاء

4- قتل قائم مقام خطاء 5- قتل سبب

س 16: قتل عمد کی تعریف مع الحکم بیان کریں؟

ج: تعریف:-

اسلحے یا جو اسلحے کے قائم مقام ہو، اسکے ساتھ کسی کو مارنا:

جیسے:- دھاری دار لکڑی وغیرہ:

حکم:-

اس میں قصاص بھی واجب ہے۔ اور قاتل گناہگار ہے۔ اگر مقتول کے اولیاء اگر معاف کردیں یا کسی مال پر صلح کرلیں تو ٹھیک ہے:

علت:-

قتل عمد کے اندر جنایت کامل طور پر پائی جاتی ہے۔ تو جب جنایت کامل طور پر پائی جائے گی تو اس میں جنایت کی سزا بھی کامل ہوگی اور وہ "قصاص" ہے:

س 17: کیا قاتل کی مرضی کے بغیر ولی دیت لے سکتا ہے یا نہیں؟ مع اختلاف ائمہ بیان کریں:

ج: اس بارے میں "2" مذھب ہیں:- والیہ ہیں:

1- احناف 2- شوافع

عند الاحناف:-

قاتل کی رضامندی کے بغیر ولی دیت لے سکتا ہے:

دلیل:-

قرآن پاک میں اس پر قصاص کو فرض کیا ہے:

عند الشوافع :-
قاتل کی رضامندی کے بغیر دیت نہیں لے سکتا :-

دلیل :-
قاتل کے مال کو اس کی اجازت کے بغیر عدول کرنا لازم آئے گا۔ تو یہ جائز نہیں ہے :-

س [18] قتلِ عمد میں قصاص کی جگہ مال دے سکتے ہیں یا نہیں ؟ وضاحت کے ساتھ بیان کریں :-
ج قتلِ عمد میں قصاص کی جگہ مال نہیں دے سکتے :-

نقلی دلیل :-
قولہ تعالیٰ :- کتب علیکم القصاص فی القتلی

عقلی دلیل :-
اس وجہ سے کہ مال مماثلت کی صلاحیت نہیں رکھتا،
کیونکہ قصاص میں زندہ کی مصلحت ہے، زجر کیلئے اور جبر ہے وارث کیلئے :-

س [19] قتلِ عمد میں کفارہ ہے یا نہیں ؟ بیان کریں :-
ج اس بارے میں " 2 " مذاہب ہیں :-
1- احناف 2- شوافع

عند الاحناف :-
قتلِ عمد میں کفارہ نہیں ہوگا :-

دلیل :-
قتلِ عمد کبیرہ گناہ ہے، اور کفارے میں عبادت کے معنی ہیں، اور کفارہ کبیرہ گناہ کے مناسب نہیں ہے، اسلئے کفارہ جو ہے شرع کے معین کی ہوئی اشیاء میں سے ہے اور کفارہ ادنیٰ کو دفع کرنے کیلئے ہوتا ہے نہ کہ اعلیٰ کو :-
تو اس وجہ سے قتلِ عمد میں کفارہ نہیں ہے :-

عند الشوافع:۔
قتلِ عمد میں "کفارہ" ہے:۔

دلیل:۔
قتلِ عمد میں کفارے کی حاجت زیادہ ہے،
قتلِ سے، جب کفارہ قتلِ خطاء میں واجب ہے تو
اس میں تو بدرجہ اولیٰ واجب ہو:۔

س 20: شبہ عمد کی تعریف بمع اختلاف بیان کریں؛
ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں: اور وہ یہ ہیں:۔
1- صاحبین و شافعی 2- امام اعظم

عند الصاحبین والشافعی:۔
شبہ عمد سے مراد "کہ بندہ مارے
اس چیز کے ساتھ جسکے ساتھ قتل نہ کیا جائے:۔

دلیل:۔
اسلئے کہ اس میں عمدیت کے معنی قاصر ہیں،
غالبًا چھوٹے آلہ کے ساتھ مارنے میں اس سے قتل نہیں
کیا جاتا۔
کیونکہ بندہ اسکے ساتھ ارادہ کرتا ہے ادب سیکھانے کا:۔

عند ابی حنیفہ:۔
بندہ مارے جان بوجھ کر اس چیز کے ساتھ جو
نہ اصل ہو اور نہ اصل کے قائم مقام ہو:۔

دلیل:۔
سرکار علیہ السلام والصلاۃ نے فرمایا کہ شبہ عمد وہ ہے کہ
بندہ کا قتل کرنا ہے سوط اور عصاء کے ساتھ اور اس میں
100 اونٹ ہیں۔
کیونکہ یہ اس آلے کے ساتھ مارنا ہے
جو قتل کیلئے وضع نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی قتل کیلئے استعمال
ہوتا ہے:۔

س 21: شبہ عمد کا حکم بیان فرمائیے؟

ج: حکم:۔ بندہ گناہ گار ہوگا، اور کفارہ ہوگا اور عاقلہ پر دیت مغلظہ ہوتی ہے:۔

س 22: قتل خطاء کی اقسام قلم بند فرمائیے؟

ج: قتل خطاء کی "2" اقسام ہیں:۔ اور وہ یہ ہیں:۔
1۔ خطاء فی القصد 2۔ خطاء فی الفعل

خطاء فی القصد:۔ آدمی تیر پھینکے شکار گمان کرے کہ وہ شکار ہے۔ جبکہ وہ آدمی ہو۔ یا وہ تیر پھینکے گمان کرے کہ وہ حربی ہے جبکہ وہ مسلمان ہو:۔

خطاء فی الفعل:۔ تیر چلایا جائے نشانہ لگانے کیلئے تو وہ آدمی کو لگ جائے:۔

س 23: کیا مسلمان کو ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ مع اختلاف تحریر کریں:۔

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں:۔
1۔ احناف 2۔ شوافع

عند الاحناف:۔ مسلمان کو ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائے گا:۔

دلیل:۔ قولہ علیہ السلام "ان النبی علیہ السلام قتل مسلما بذمی" اور دوسری بات یہ کہ مساواۃ عصمت میں ثابت ہے:۔

عند الشوافع :-
مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

دلیل :-
سرکار علیہ السلام والصلاۃ کا فرمان ہے کہ
"کافر کے بدلے مومن کو قتل نہیں کیا جائے گا"

س 12: قصاص کس چیز سے لیا جائے گا؟ اختلاف ائمہ کرام بھی سپرد قلم کریں :-
ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں :-
1- احناف 2- شوافع

عند الاحناف :-
تلوار سے قصاص واجب ہے :-

دلیل :-
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ
"قصاص صرف تلوار سے ہے" :-

عند الشوافع :-
قاتل کے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کیا جائے گا
جو قاتل نے مقتول کے ساتھ کیا ہے۔
بشرطیکہ یہ کہ وہ فعل
مشروع ہو۔ پس اگر قاتل اسی سے مر گیا تو "فبہا" ورنہ
اسی کی گردن کاٹ دی جائے گی :-

دلیل :-
اسلئے کہ قصاص کی بنیاد مساوات ہے :-

س 13: عبد مرھون کے قتل کا حکم بیان کریں؟
ج: راھن کا غلام قتل کیا گیا مرتھن کے پاس تو قصاص نہیں ہے۔
حتی کہ "راھن و مرتھن" جمع ہو جائیں :-

س 26: معتوہ کا ولی قتل ہو جائیں تو قصاص کا کیا حکم ہے؟

ج: جب معتوہ کا ولی قتل ہو جائے تو اس کے باپ کیلئے ہے کہ وہ قتل کرے۔ اسلئے کہ یہ اپنے نفس پر ولایت میں سے مشروع کیا گیا ہے۔ اس معاملے کیلئے جو نفس کی طرف لوٹنے والا ہے، اور وہ دلوں کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے، تو لہذا وہ اس کو نکاح کی طرح ملائے۔

س 27: ایک شخص کو قتل کیا گیا اور اس کے اولیاء میں کچھ نابالغ اور کچھ بالغ ہیں، تو قصاص کون لے گا؟

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں:-

1- امام اعظم 2- صاحبین

عند ابی حنیفہ:-

بالغ قصاص لے گے۔

دلیل:-

حق قصاص غیر متجزی ہے۔ اس حق کے ثابت ہونے کی وجہ سے ایسے سبب سے جو غیر متجزی ہے۔ اور وہ سبب قرابت ہے۔ اور قرابت میں سب برابر کے شریک ہیں۔

عند الصاحبین:-

جب تک نابالغ بچے بالغ نہ ہو جائیں۔ تب تک بالغ بچوں کو قصاص لینے کا حق نہیں ہے۔

دلیل:-

قصاص بالغ اور نابالغ بچوں کے درمیان مشترک ہے۔ اور بعض کا وصول کرنا ممکن نہیں ہے۔ متجزی نہ ہونے کی وجہ سے، تو اسلئے انتظار کیا جائے گا جب تک نابالغ بالغ نہ ہوں۔

س[28] کسی کو ڈبو کر قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟ بیان کریں:۔

ج اس بارے میں "2" مذاہب ہیں:۔

۱۔ امام اعظم 2۔ صاحبین

عند ابی حنیفہ:۔ کسی نے بچے یا بالغ کو دریا میں ڈبو دیا تو قاتل پر قصاص نہیں ہے:۔

دلیل:۔

سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان

"خبردار شبہ عمد کا مقتول کوڑے اور عصا کا مقتول ہے"

عقلی دلیل:۔

"پانی" نہ ہی قتل کیلئے "موضوع" ہے۔ اور نہ ہی مستعمل ہے۔ تو عدم عمدیت کا شبہ پیدا ہو گیا۔ اور شبہ سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے:۔

عند الصاحبین:۔

قاتل سے قصاص لیا جائے گا:۔

دلیل:۔

سرکار علیہ السلام والصلاۃ کا فرمان ہے کہ

"جس نے غرق کیا تو ہم اسکو غرق کریں گے"

س[29] کسی نے دوسرے کو زخمی کر کے مرنے تک صاحب فراش کر دیا تو کیا حکم ہے؟

ج کسی نے دوسرے شخص کو زخمی کیا۔ اور وہ اسی زخم سے مر گیا تو اس پر قصاص ہوگا:۔

وجہ:۔ کیونکہ موت کا سبب پایا گیا اور کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو کہ اس سبب کے حکم کو باطل کر دے، لہذا حکم کو منسوب کر دیا جائے گا:۔

س 30: جنگ کے دوران کسی مسلم کو مشرک گمان کر کے قتل کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: جب مسلمان اور مشرکین کی لڑائی ہو تو ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو مشرک گمان کرتے ہوئے قتل کر دیا تو قصاص واجب نہیں ہوگا۔
البتہ کفارہ ہوگا۔

وجہ:
اسلئے کہ یہ قتل خطاء کی دونوں قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ جس کو ہم بیان کر چکے ہیں:

س 31: جس نے کسی کو 100 کوڑے لگائے، آخری 10 کوڑوں سے مر گیا تو کیا حکم ہے؟

ج: جس نے کسی کو 100 کوڑے لگائے اور آخری دس کوڑوں سے مر گیا۔ تو اس پر ایک دیت واجب ہوگی۔ اس میں وہ "90" کوڑوں کے بعد صحیح ہو گیا تھا۔ تو دیت کے حق میں معتبر نہیں ہے:

س 32: مجنون نے کسی پر تلوار سونتی اور اس نے قتل کر دیا تو دیت ہوگی یا نہیں؟

ج: اس بارے میں "2" مذھب ہیں:
1- احناف 2- شوافع

عندالاحناف:
اگر مجنون نے اپنے غیر پر ہتھیار سونت دیا اور "مشہور علیہ" نے اسکو عمداً قتل کر دیا تو قاتل پر اس کے مال میں دیت واجب ہے:

دلیل:
قاتل نے "معصوم الدم" شخص کو قتل کیا ہے۔

عندالشوافع:
قاتل پر کچھ نہیں ہے:

دلیل :-

قاتل نے اسکو اپنے نفس کی جانب سے مدافعت کی غرض سے قتل کیا ہے تو اس کو "شاہر" بالغ پر قیاس کیا جائے گا :-

س33 زبان اور ذکر میں قصاص ہوگا یا نہیں ؟ بیان کریں :-

ج اس بارے میں "2" مذھب ہیں :- وہ یہ ہیں :-
1- امام اعظم 2- امام ابو یوسف

عند ابی حنیفہ :-
زبان اور ذکر میں قصاص نہیں ہے :-

دلیل :-
"زبان وذکر" سکڑ جاتے ہیں اور کشادہ ہو جاتے ہیں تو مساوات کا اعتبار کرنا ممکن نہیں ہے :-

عند ابی یوسف :-
جب ان کو جڑ سے کاٹ دیا جائے تو قصاص واجب ہے :-

دلیل :-
اس صورت میں مساوات ممکن ہے :-

س34 اگر قاتل اولیاء مقتول کے مال پر صلح کریں تو حکم شرعی بیان کریں :-

ج اگر قاتل اولیاء مقتول سے مصالحت کرے تو درست ہے :-

دلیل :-
قولہ تعالی "فمن عفی لہ من أخیہ شيء"

نوٹ :-
یہ آیت کریمہ صلح کے متعلق اتری :-

س 35: جب ایک نے پوری جماعت کو قتل کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں:-
1- احناف 2- شوافع

عند الاحناف:-
ایک شخص نے پوری جماعت کو قتل کیا۔ اگر مقتولین کے اولیاء حاضر ہو گئے تو قاتل ان سب کی طرف سے قتل کیا جائے گا۔
اور اولیاء کیلئے اسکے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔
اگر ان میں سے ایک حاضر ہو تو اسکیلئے قاتل کو قتل کر دیا جائے اور باقیوں کا حق ساقط ہو جائے گا:۔

دلیل:-
قاتل کے قتل سے مقصود حاصل ہو رہا ہے لہٰذا اسی پر اکتفاء کیا جائے گا:-

عند الشوافع:-
ان میں سے مقتول اول کے بدلہ قتل کیا جائے گا۔ اور باقیوں کے لئے مال واجب ہوگا
اور اگر وہ سب جمع ہو گئے اور اول معلوم نہ ہو تو ان سب کیلئے اسکو قتل کیا جائے گا
اور ان سب کیلئے دیت تقسیم کی جائے گی۔

دلیل:-
کیونکہ اگر ایک ہی شخص کو تمام کے بدلے قتل کر دیا جائے تو تماثل نہیں پایا جائے گا:-

س 36: جس پر قصاص تھا وہی مر گیا تو کیا حکم ہے؟
ج: جس پر قصاص تھا وہی مر گیا تو قصاص ساقط ہو گیا۔

وجہ:- کیونکہ محل استیفاء فوت ہو گیا:۔

س 36: دو آدمیوں نے ایک کا ہاتھ کاٹا تو کیا حکم ہے؟
مع اختلاف بیان کریں:۔

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں:۔
1۔ احناف 2۔ شوافع

عند الاحناف:۔
اگر دو آدمیوں نے ایک کا ہاتھ کاٹا تو ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ البتہ ان پر آدھی دیت ہوگی:۔

دلیل:۔
ہاتھ کو کاٹنا ان دونوں کے سہارے سے ہوا ان دونوں سے ہر کوئی کچھ حصہ کاٹنے والا ہوا۔ اور محل متجزی ہے۔ لہذا محل کو ان میں سے ہر ایک کی طرف منسوب کیا جائے گا بعض اس نے کاٹا اور بعض اس نے اگر دونوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائے تو مماثلت نہیں پائی گئی:۔
اور اس کو قتل پر قیاس نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ "متجزی" نہیں ہوتا۔ اور اسلئے بھی کہ قتل کرنا اجتماعی طور پر اکثر ہوتا ہے اور جوڑ سے ہاتھ کاٹنا اجتماع ہونا شاذ و نادر ہوتا ہے:۔

عند الشوافع:۔
دونوں کا ہاتھ کاٹا جائے گا:۔
دلیل:۔
تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں:۔

س 37: اگر کسی نے کسی کو تیر مارا وہ اسکو پیوست ہو کے دوسرے کو لگا اور دونوں مر گئے تو حکم شرعی کیا ہوگا؟

ج: اس پر پہلے کا قصاص اور جو دوسرا ہے اس کے عاقلہ پر دیت ہے۔
پہلا عمداً ہے اور دوسرا خطاً ہے۔ اس نے کسی شکار پر تیر اندازی کی اور تیر کسی انسان کو لگ گیا اور اثر متعدد ہونے سے فعل بھی متعدد ہو جاتا ہے:۔

س 38: مقتول کے ولی نے قاتل کا ہاتھ کاٹ دیا پھر معاف کر دیا تو قاطع ید سے ہاتھ کا قصاص لیا جائے گا یا نہیں؟

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں:-
1- امام اعظم 2- صاحبین

عند ابی حنیفہ:- جس شخص کا ولی عمداً قتل کر دیا گیا۔ پھر اس شخص نے قاتل کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اور پھر معاف کر دیا، حالانکہ اسکیلئے قصاص کا فیصلہ کیا جا چکا ہو۔ جس ہاتھ کاٹنے والے پر ہاتھ کی دیت واجب ہو گئی:-

دلیل:- اس نے اپنے حق کے غیر کو وصول کیا ہے، اسلئے کہ ولی کا حق تو قتل میں ہے۔ اور یہ کاٹنا اور جدا کرنا ہے اور قیاس یہ تھا کہ قصاص واجب ہو۔ مگر قصاص شبہ کی وجہ سے ساقط ہو گیا۔ تو اس پر ہاتھ کی دیت واجب ہو گئی۔ اور حال فی الحال واجب نہ ہو گا:-

عند الصاحبین:- قاطع پر کچھ نہیں ہے:-

دلیل:- اسلئے کہ قاطع نے اپنا حق وصول کیا ہے۔ وہ اس کا ضمان نہ ہو گا:-

تمت بالخیر

شہادۃ فی القتل

س 39: مقتول کے دو بیٹے تھے ایک حاضر و دوسرا غائب، اب اس صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟ بیان کریں۔

ج: اس بارے میں 2 مذاہب ہیں:۔
1۔ امام اعظم 2۔ صاحبین

عند ابی حنیفہ:۔
جو شخص قتل کر دیا گیا اور اس کے دو بیٹے ہوں ایک حاضر اور دوسرا غائب پس حاضر نے قتل پر گواہ قائم کر دیئے۔ پھر غائب آ گیا۔ تو وہ "بینہ" کا اعادہ کرے گا۔

دلیل:۔
قصاص خلافت سے وراثت نہیں۔
اور خلافت کا اصول یہ ہے کہ اس میں ایک وارث دیگر وارثین کی طرف خصم نہیں ہو سکتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مالک قصاص ملک اموال نہیں۔
بلکہ ملک فعل ہے اور میت اس کا تو اہل ہے کہ وہ اموال کا مالک بنے۔ اور اس کا اہل نہیں کہ وہ افعال کا مالک بنے:۔

عند الصاحبین:۔
دوسرا بھائی اعادہ نہیں کرے گا:۔

دلیل:۔
ورثاء کیلئے قصاص کی ملک کا ثبوت وراثت کے طریقہ پر ہے۔ لہذا ایک وراثت دوسرے کی طرف سے خصم ہو سکتا ہے۔
کیونکہ قصاص تو درحقیقت مقتول کے نفس کا عوض ہے تو نفس میں جس کا حق تھا تو اس کے عوض قصاص میں بھی اس کا حق ہو گا:۔

تمت بالخیر

اعتبار حالۃ القتل

س 45: مسلمان نے تیر پھینکا جس کی طرف پھینکا وہ تیر لگنے سے بعد مرتد ہو گیا؟ اب کیا حکم ہے۔

ج: اس بارے میں "2" مذھب ہیں:۔
1۔ امام اعظم 2۔ صاحبین

عند ابی حنیفہ:۔
جس نے مسلمان کو تیر پھینکا پس "مرمی الیہ" مرتد ہو گیا۔ پھر اسکو تیر لگا پس "رامی" پر اور دیت ہے:۔

دلیل:۔
ضمان "رامی" کے فعل سے واجب ہوتا ہے۔ اور اس کا فعل "رمی" ہے۔ اسلئے کہ "رمی" کے بعد "رامی" کی طرف کوئی فعل نہیں ہے۔
پس "رامی" کی حالت کا اعتبار ہوگا۔
اور "مرمی الیہ" حالت رمی میں "متقوم" ہے۔

عند الصاحبین:۔
"رامی" پر کوئی شئ نہیں ہے:۔

دلیل:۔
اس نے ارتداد کی وجہ سے اپنے نفس کے تقوم کو ساقط کر دیا۔ تو گویا مرتد نے مرتد ہو کر "رامی" کو "رمی" کے موجب سے بری کر دیا۔
تو جب امام نے "بری" کر دیا۔
تو کوئی ضمان واجب نہ ہو گا:۔

تمت بالخیر

// کتاب الوصایا //

س41: وصیت کا حکم بیان کریں، نیز یہ بتائیں کہ وصیت کتنے مال میں جاری ہوگی؟

ج: حکم:-

وصیت مستحب ہے :- واجب نہیں ہے :-

وجہ:-

اسلئے کہ لوگوں کی اس میں حاجت ہے اسلئے اسکو مباح قرار دیا۔

قیاس:-

وصیت کے جواز کا قائل نہیں ہے :-

وجہ:-

اسلئے کہ "موصی" کی ملکیت کو زائل کر کے کسی غیر کو مالک بنانا ہے :-

وصیت:-

وصیت ثلث سے زائد مال میں جاری نہیں ہوگی :-

وجہ:-

"لقول النبی فی حدیث سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ" "الثلث والثلث کثیر"

س42: قاتل کیلئے وصیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مع اختلاف ائمہ بیان کریں :-

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں :-

1- احناف 2. شوافع

عند الاحناف:-

قاتل کیلئے وصیت جائز نہیں ہے :-

دلیل:-

"حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان" کہ "قاتل کیلئے وصیت نہیں"

اور اس وجہ سے کہ قاتل نے جلدی لینا چاہا اس چیز کو جس نے شریعت نے مؤخر کیا ہے۔

عند الشوافع :-
قاتل کیلئے وصیت جائز ہے :-

دلیل :-
اسلئے کہ قاتل اجنبی ہے۔
جیسے قاتل کے بیٹے کیلئے وصیت درست ہے، اسی طرح
قاتل کیلئے بھی وصیت درست ہوگی۔

س13 اگر قاتل کیلئے ورثاء اجازت دیں وصیت کی، تو کیا اسطرح
کرنا جائز ہے؟
ج اس بارے میں "2" مذھب ہیں :- وہ یہ ہیں :-
1- طرفین 2- امام ابو یوسف

عند الطرفین :-
اگر ورثاء نے قاتل کیلئے وصیت کی اجازت
دیں تو جائز ہے۔

دلیل :-
وصیت کا ممتنع ہونا ورثاء کے حق کی وجہ سے
ہے۔ اسلئے کہ بطلان کا نفع ورثاء کی جانب لوٹتا ہے۔
جیسے :- قاتل کی میراث کے بطلان کا نفع :-

عند ابی یوسف :-
ورثاء کی اجازت دینے سے وصیت کرنا
جائز نہیں ہے :-

دلیل :-
اسلئے کہ قاتل کی جنایت باقی ہے۔ اور وصیت
کا ممتنع ہونا جنایت کی وجہ سے ہے :-

س14 "موصی بہ" قبول کرنے سے مالک ہوگا؟ یا نہیں؟
ج اس بارے میں بھی "2" مذاھب ہیں :-
1- احناف 2- امام محمد و
شوافع

عند ابی حنیفہ:-
قبول کرنے سے مالک ہوگا:-
دلیل:-
اسلئے کہ یہاں جدید ملکیت ثابت ہورہی ہے
اور جدید ملکیت قبول ضروری ہے:-

عند المحمد والشافعی:-
قبول کیے بغیر بھی ملکیت ثابت ہوگی:-
دلیل:-
اسلئے کہ وصیت، وراثت کے قبیل سے ہے۔
جیسے وراثت بغیر قبول کیے ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح
وصیت بھی بغیر قبول کیے ثابت ہوگی:-

س 10: وصیت صبی کا حکم سپرد کریں؟
ج: اس بارے میں "2" مذہب ہیں:-
1- احناف 2- شوافع

عند الاحناف:-
بچے کی وصیت صحیح نہیں ہے:-
دلیل:-
وصیت "تبرع" ہے اور بچہ "تبرع" کا اہل نہیں ہے:-

عند الشوافع:-
بچے کی وصیت صحیح ہے:-
دلیل:-
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یفاع یا یافع کی وصیت
کو جائز قرار دیا۔ اور یفاع وہ بچہ ہے
جو قریب البلوغ ہوگیا ہو:-

تمت بالخیر

// الوصية بثلث المال //

س 16: ایک شخص کیلئے کل دو شخص کیلئے ثلث مال کی وصیت کی تو کیا حکم ہے؟

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں:-

1. امام اعظم 2. صاحبین

عند امام اعظم:-

ثلث ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا:-

دلیل:-

جب ورثاء نے اجازت نہیں دی تو تہائی سے زیادہ کی صورت کی وصیت غیر مشروع ہے۔ کیونکہ بغیر ورثاء کی اجازت کے ثلث سے زیادہ میں اسکو نافذ کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ لہذا ثلث سے زیادہ میں وصیت باطل ہوگی۔

عند الصاحبین:-

ثلث ان دونوں کے درمیان چار حصوں پر ہوگا:-

دلیل:-

"موصی" نے دو چیزوں کا ارادہ کیا ہے:-

1. استحقاق 2. تفضیل

تو حق ورثاء کی وجہ سے استحقاق تو ممتنع ہوگا اور تفضیل سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ تو تفضیل ثابت ہو جائے گی:-

س 17: لفظ سھم سے کس کیلئے وصیت کرنے کا حکم ثابت ہوگا؟ مع اختلاف ائمہ بیان کریں:-

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں:-

1. ابو حنیفہ 2. صاحبین

عند ابی حنیفہ:- جس نے اپنے مال میں سے ایک سھم کی وصیت

کی تو "موصی لہ" کیلئے ورثاء کے سہام میں سے گھٹیا ہے۔ مگر یہ کہ گھٹیا، سدس سے کم ہو جائے تو سدس پورا کیا جائے گا۔
اس سے زیادہ نہیں:۔

دلیل:۔
سہم سے مراد "سدس" ہے:۔

عند الصاحبین:۔
"موصی لہ" کیلئے ورثاء میں سے ایک کے حصے کی مثل ہوگا، اور ثلث پر بڑھایا نہیں جائے گا۔ مگر یہ ہے کہ ورثاء اجازت دے دیں:۔

دلیل:۔
عرف میں سہم سے مراد "ورثاء" میں سے کسی ایک کا حصہ ہے۔
خصوصاً وصیت میں:۔ اور اقل یقینی ہے۔ تو اقل کی جانب پھیرا جائے گا۔
"موصی لہ" کو ثلث سے زیادہ نہیں دیا جائے گا۔ اگرچہ ورثاء کی اجازت نہ ہو تو:۔

س⁵: دراہم یا بکریوں میں سے ثلث کی وصیت کی۔ اور دو ثلث ہلاک ہو گیا اور ایک ثلث رہ گیا، اب کیا حکم ہے؟
ج: ۱۔ احناف 2۔ امام زفر

عند الاحناف:۔
جو ثلث باقی بچا ہے۔ وہ پورا "موصی لہ" کو دیا جائے گا:۔

دلیل:۔
جنس واحد میں ایک چیز کے چند شرکاء کو جمع کیا جا سکتا ہے تو جب جنس واحد کی صورت میں اجتماع ہو گیا۔ تو دراہم میں تو "موصی لہ" کا حق مقدم ہو۔ کیونکہ وصیت میراث سے مقدم ہے:۔

عند الزفر:۔
جو ثلث باقی ہے۔ اس کا ثلث "موصی لہ" کو ملے گا:۔

دلیل:۔
کیونکہ سارا مال "موصی لہ" اور "ورثہ" کے درمیان مشترک ہے۔ تو جو مقدار ہلاک ہو گئی۔ وہ بھی مشترک اور جو باقی رہ گئی وہ بھی مشترک ہے:۔

س 44 میرا تہائی مال "فلاں" اور "مساکین" کیلئے ہے؛ تو اس صورت میں حکم شرعی بیان کریں:۔
ج اس بارے میں "2" مذہب ہیں: وہ یہ ہیں:۔
1۔ شیخین 2۔ محمد

عند الشیخین:۔
نصف فلاں کیلئے اور نصف مساکین کیلئے:۔

عند المحمد:۔
ثلث فلاں کیلئے اور ثلثان مساکین کیلئے:۔

س 45 مشترک مکان میں سے ایک نے معین کمرہ کسی غیر کو وصیت کر دیا تو اس بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟ بیان کریں:۔
ج اس بارے میں بھی "2" مذہب ہیں:۔
1۔ شیخین 2۔ محمد

عند الشیخین:۔
اگر کمرہ "موصی" کے حق کے حصہ میں آئے تو وہ کمرہ "موصی لہ" کیلئے ہو گا۔ اور اگر وہ کمرہ دوسرے کے حق میں پڑے تو "موصی لہ" کیلئے کمرے کی مثل اور زمین ہو گی:۔

دلیل:۔
"موصی" نے اس چیز کی وصیت کی ہے۔ جس میں تقسیم کار کی سے اسکی ملکیت مکمل ہو جائے گی۔

c

عند المحمد :-
کمرہ "موصی" کے حصے میں تو "موصی لہ" کیلئے نصف ہوگا۔ اور دوسرے کے حق میں تو نصف کمرے کی وسعت کی مثل اور پلاٹ ہوگا۔

دلیل :-
"موصی" نے اپنے اور غیر کی ملک کی وصیت کی ہے۔ اور گھر کے تمام اجزاء مشترک ہیں۔
لہذا وہ کمرہ بھی مشترک ہوا۔

س: محابات اور عتق میں مقدم کون ہے؟
ج: اگر مریض نے محابات کی پھر آزاد کیا اور ثلث ان دونوں سے تنگ ہوگیا :-

عند ابی حنیفہ :-
محابات اولیٰ اور اگر آزاد کیا پھر محابات کی تو دونوں برابر :-

دلیل :-
محابات اقویٰ ہے۔ اسلئے کہ یہ عقد معاوضہ کے ضمن میں ثابت ہوتا ہے۔ تو محابات تبرع ہوگا۔ اپنے معنیٰ کے اعتبار سے نہ کہ اپنے صیغہ کے اعتبار سے۔
اور اعتاق تبرع ہے "صیغہ و معنیٰ" کے اعتبار سے پس جب کہ اولاً محابات پائی گئی تو عتق کو دور کر دیں گے۔
اور جب عتق پایا گیا اور ثابت ہوگیا اور وہ محابات کو دور کرنے کا احتمال نہیں رکھتا تو دونوں برابر ہیں :-

عند الصاحبین :-
چاہے عتق پہلے ہو یا محابات دونوں مسئلوں میں عتق اولیٰ :-

دلیل:-
عتق انمحو ہوتا ہے۔ اسلئے کہ عتق کو فسخ الحق نہیں ہو سکتا۔
لیکن محابات کو فسخ الحق ہو سکتا ہے۔
لیکن مشتری کی جانب
سے فسخ کو قبول کر سکتی ہے۔ اور تقدیم لفظی کا کوئی اعتبار نہیں۔

س: حج کے ارادے سے نکلا، راستے میں مر گیا، اور وصیت کی کہ میری جانب سے حج کیا جائے، تو اب کیا حکم ہے؟

ج: عند ابی حنیفہ:-
میت کی جانب سے اس کے شہر سے حج کرایا جائے۔

دلیل:-
وصیت منصرف ہوگی۔ اسکے شہر سے حج کرانے کی جانب ہے،
کیونکہ جب حج کی وصیت کی جائے تو "موصی" کے شہر سے
حج کرانا واجب ہے۔ تاکہ جیسا واجب تھا۔ ویسے ہی ادا ہو۔

عند الصاحبین:-
اس جگہ سے حج کرایا جائے گا جہاں وہ پہنچ گیا تھا۔

دلیل:-
حج کی نیت سے سفر قربت واقع ہو چکی ہے۔ اور اس
کے بقدر قطع مسافت کا فریضہ ساقط ہو چکا ہے۔ اور
اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر واجب ہو چکا ہے۔ تو اسی جگہ
سے شروع کیا جائے گا۔

تمت بالخیر

// الوصیۃ لأقارب وغیرھم //

س ۲۹ : جس نے اپنے پڑوسیوں کیلئے وصیت کی تو کون سے پڑوسی مراد ہوں گے :-

ج : عند ابی حنیفہ :-

پڑوسیوں سے مراد "ملاصق" ہیں۔

دلیل :-

اسلئے کہ "جار" "مجاورت" سے مشتق ہے۔ اور مجاورت حقیقت میں ملاصقت ہے :- اسی وجہ سے جار اس پڑوسی کی وجہ سے شفعہ کا مستحق ہوتا ہے :-

عند الصاحبین :-

اس سے مراد ملاصق بھی ہیں۔ اور وہ لوگ بھی جو "موصی" کے محلّہ میں رہتے ہیں۔ اور جو "موصی" کی مسجد کے نمازی ہیں۔

دلیل :-

یہ تمام لوگ عرفاً پڑوسی ہیں :-

س ۳۰ : اقارب کیلئے وصیت کی تو کیا حکم ہے ؟

ج : عند ابی حنیفہ :-

وصیت اقرب کیلئے ہوگی۔ پھر اسکیلئے جو اسکے بعد اقرب۔ اور اس میں والدین و اولاد داخل نہیں ہیں۔

دلیل :-

وصیت میراث کی بہن ہے۔ اور میراث میں "الاقرب فالاقرب" کا اعتبار ہوتا ہے۔ تو یہاں پر بھی ایسا ہوگا :-

عند الصاحبین :-

"موصی" سے لیکر آخری باپ تک جو اسلام میں ہیں۔

دلیل :-

قریب "قرابت" سے مشتق ہے۔ اور قریب پر اس شخص کا نام ہوگا۔ جس کے ساتھ قرابت قائم ہو تو قریب اپنی حقیقت کے اعتبار سے مواضع خلاف کو شامل ہوگا :-

س ۳۱ : وصیت اقرباء کیلئے کی، اور اسکے دو چچا و ماموں ہیں، تو کیا حکم ہے !

عند ابی حنیفہ :-

وصیت دونوں چچاؤں کیلئے ہوگی :-

دلیل:۔
کیونکہ وصیت میں میراث کی مثل "الاقرب فالاقرب" کا اعتبار ہے:۔

عندالصاحبین:۔
وصیت چار حصوں پر ہوگی:۔
دلیل:۔
اسلئے کہ یہ حضرات "اقرب" کا اعتبار نہیں کرتے:۔

س⁴⁶ فلان کے اقرباء کیلئے وصیت کی تو کیا حکم ہے؟
ج عندابی حنیفہ:۔
وصیت اسکی زوجہ پر محمول ہوگی:۔
دلیل:۔
لفظ اہل زوج کے اندر حقیقت ہے:۔

عندالصاحبین:۔
ان لوگوں کو شامل ہوگی۔ جو اسکی عیال میں ہیں:
اور جن کو اس کا نفقہ ملتا ہے:۔
دلیل:۔
عرف کا اعتبار کرتے ہوئے:۔

تمت بالخیر
12-05-2020

استقامت کامیابی کی کنجی ہے،
کامیاب لوگ کوشش ترک
نہیں کرتے،

10-05-2020

س 1: کلام کی تعریف سپرد قلم فرمائیے؟
ج: کلام وہ صفت ازلی ہے۔ جسکو نظم سے تعبیر کیا گیا ہے
یعنی:- یہ جو ہم نظم قرآن پڑھتے ہیں، یہ اسی کلام باری تعالیٰ سے تعبیر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نظم سے مراد وہ کلام ہوتا ہے:-

س 2: کلام کا جو معنیٰ کیا کہ "جو نفس میں ہوتا ہے" یہی علم وارادہ ہے، لہٰذا کلام مستقل صفت نہ ہوئی؟
ج: یہ کلام "علم وارادہ" سے بہت الگ ہے:-
علم سے غیر اسطرح ہے کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ اس چیز کی خبر دیتا ہے۔ جس کا اسے علم نہیں ہوتا۔ پھر وہ کلام ہوتا ہے:-
ارادہ سے غیر اسطرح ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ارادہ نہیں ہوتا۔ لیکن پھر بھی کلام پایا جاتا ہے:-
مثلاً:- کوئی شخص اپنے غلام کو حکم دے کہ میرے لئے چائے لیکر آؤ۔ اس کا ارادہ چائے منگوانے کا نہیں ہوتا۔ بس غلام کی نافرمانی کا قصد ہوتا ہے۔ کہ یہ چائے لانے سے انکار کردے گا۔
تو یہاں کلام تو پایا جا رہا ہے۔ لیکن ارادہ نہیں پایا جاتا:-

س 3: کلام نفسی کی تعریف قلم بند فرمائیے؟
ج: تعریف:- کلام وہ صفت ہے جو سکوت و آفت کے منافی ہے:-
سکوت سے مراد:- تکلم پر قدرت کے باوجود تکلم کو ترک کرنا:-
آفت سے مراد:- آلات مطاوعت نہ کریں:-

س ۱: کلام نفسی کے ثبوت پر دلائل تحریر کریں؟

ج: پہلی دلیل:-

اخطل شاعر نے کہا کہ "کلام دل میں ہوتا ہے، لیکن زبان کو دل پر دلیل بنایا جاتا ہے:- کہ زبان پر وہی کچھ جاری ہوتا ہے۔ جو دل میں ہوتا ہے، تو دل میں وہی "کلام نفسی" ہوتا ہے:-

دوسری دلیل:-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا قول:- "میں اپنے نفس میں تقریر کو گھڑا لیکن تقریر کر نہ سکا:-" تو یہی "کلام نفسی" ہے:-

س ۲: کلام نفسی اللہ تعالیٰ کے ثابت ہے اس پر دلائل ذکر کریں؟

ج: دلیل:-

"صفت کلام" اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے۔ اس بات پر اجماع امت ہے:- اور دوسرا انبیاء کرام علیہم السلام سے نقل متواتر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کی اخبار معتبر ہوا کرتی ہیں:-

س ۳: اللہ تعالیٰ کی ذات "متکلم بالکلام" ہے یا نہیں؟ مع اختلاف بیان کریں:-

ج: اس بارے میں "2" مذھب ہیں:- اور وہ یہ ہیں:-

1- اہلسنت 2- معتزلہ

عند الاہلسنت:-

جی ہاں! اللہ تعالیٰ کی ذات "متکلم بالکلام" ہے:-

دلیل:-

ماخذ اشتقاق کے قیام کے بغیر کسی چیز کیلئے مشتق کا اثبات ضروری طور ممتنع ہے:- یعنی:- بغیر ماخذ اشتقاق

کے مشتق کا پایا جانا ایسا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مشتق، ماخذ اشتقاق کے ساتھ پایا جائے گا :-

عند المعتزلہ :-
اللہ تعالیٰ "متکلم بالکلام" نہیں ہے۔ بلکہ اس کا کلام غیر میں پایا جاتا ہے :-
مثلاً :- لوحِ محفوظ، جبرائیل علیہ السلام پر :-

دلیل :-
"صفتِ کلام" اللہ کی ازلی صفت ہے۔
اور اللہ تعالیٰ کی ذات کیساتھ حوادث کا قیام ممتنع ہے۔ اور اللہ کا کلام حروف و اصوات کی جنس سے بھی نہیں ہے۔
وجہ :- کیونکہ یہ اعراض حادث ہیں۔ اور ان میں یہ شرط ہے کہ بعض حروف پیدا ہوں۔ بعض کے ختم ہونے کے ساتھ۔
اسلئے کہ پہلے حروف کے ختم ہونے کے بعد بغیر دوسرے حرف سے تکلم ممتنع ہے۔
تو لہٰذا اس میں حدوثیت پائی جاری ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کلام حروف و اصوات کی جنس سے نہیں ہے :-

س 7 صفاتِ الٰہیہ ذاتیہ کتنی اور کون کون سی ہیں ؟ بیان کریں :-

ج صفات :-
صفاتِ الٰہیہ ذاتیہ "8" ہیں۔ وہ یہ ہیں۔
1- علم 2- قدرت 3- حیات 4- سمع
5- بصر 6- ارادہ 7- تکوین 8 کلام

س 8 کلام صفت ہے جو کہ سکوت و آفت کے منافی ہو یہ تو کلام لفظی پر صادق ہے نہ کہ کلام نفسی پر ؟

ج سکوت و آفت سے مراد "باطنی" ہے۔ اس طور پر کہ وہ دل میں تکلم کے بارے میں غور و فکر نہیں کرتا ہے۔ یا تکلم کے بارے میں غور و فکر پر قادر نہیں ہے :- لہٰذا اس کا تعلق "کلام نفسی" سے ہے :-

س ۹ امام رازی علیہ الرحمہ کا "صفتِ کلام" کے بارے میں مؤقف کیا ہے؟ بیان کریں۔

ج امام رازی علیہ الرحمہ صفتِ کلام ازل میں ایک ہے۔ اور وہ خبر ہے۔ باقی اقسام (امر، نہی، استفہام، نداء) سب خبر کے تحت ہیں۔

لہذا کلام واحد ہے۔ اس میں تکثر نہیں۔ تمام اقسام خبر کے تحت داخل ہیں۔

شارح کا امام رازی کا رد:-

آپ نے اقسامِ خمسہ کو فقط خبر کیسے کہہ دیا، حالانکہ سب اقسام کا مفہوم و معنی متغایر ہے۔ نیز خبر میں صدق و کذب کا احتمال ہوتا ہے۔ جبکہ امر و نہی میں اس کا احتمال نہیں ہوتا۔

شیٔ کا کسی کو مستلزم ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ استلزام کی وجہ سے دونوں چیزیں متحد ہو گئیں۔ بلکہ یہ سب الگ الگ ہیں، آپ نے کہا "امر و نہی وغیرہ" سب میں خبر دینے کا معنی پایا جاتا ہے،

لہذا ساری اقسام خبر ہی ہیں۔ یہ غلط ہے، سب کا معنی الگ الگ ہے!

س ۱۰ معتزلہ نے اعتراض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کلام "امر و نہی وغیرہ" ازلی ہے تو پھر امر و نہی وغیرہ بھی ازلی ہوں گے، تو امر و نہی کیلئے "مامور" کا ہونا ہونا ضروری ہے۔ حالانکہ ازل میں صرف اللہ کی ذات تھی۔ تو بغیر مخاطب کے کلام کرنا تو عبث بن جاتا ہے؟

ج اللہ کا کلام ازل میں "امر و نہی" وغیرہ کچھ بھی نہ تھا، یہ بعد کی پیداوار ہے، جب ازل میں امر و نہی نہ تھا تو مخاطب نہ ہوگا،

اس مذہب کی بنیاد پر اعتراض بھی وارد نہ ہوگا، اور نہ ہی کچھ عبث لازم آئے گا۔

اشاعرہ کا جواب :-
جس سے اللہ نے امر و نہی کیا ہے وہ "مامور" جب پیدا ہوگا اور اس میں "مامور بہ" کی صلاحیت جب پیدا ہوگی، تب وہ کام سرانجام دے گا،
جیسے :- کوئی شخص تصور کرے کہ اس کا بیٹا پیدا ہوگا تو وہ اسے حکم دے گا :-

س ۱۱ قرآن کے بارے میں جو اشاعرہ اور معتزلہ کا اختلاف ہے وہ بیان کریں :- ؟
ج کلام اللہ کے مخلوق ہونے یا نہ ہونے پر اختلاف نہیں ہے، بلکہ کلام نفسی کے اثبات و نفی پر ہے :-
اس بارے میں 2 مذھب ہیں :- 1- اشاعرہ 2- معتزلہ :-

عند الاشاعرہ :-
کلام نفسی ازلی و ابدی ہے :-
پہلی دلیل :-
اس بات پہ امت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے، اور اہل لغت کا اس بات پہ اجماع ہے کہ مشتق کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس کے ساتھ ماخذِ اشتقاق قائم ہو، لہٰذا اللہ تعالیٰ متکلم ہے،
جبکہ صفتِ کلام : اللہ کے ساتھ قائم ہے :-
دوسری دلیل :-
یہ بات انبیاء کرام علیھم السلام سے تواتر سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے، اور صفتِ کلام اسکیلئے ثابت ہے،
جب کلام لفظی حادث ہونے کی وجہ سے ذاتِ باری سے متصف ہونے سے پاک ہے تو متعین ہو گیا کہ جو کلام اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے، وہ کلام نفسی اور قدیم ہے :-

عند المعتزلہ :-
کلام لفظی حادث ہے -
کلام نفسی کے اثبات کے قائل ہیں -

دلیل :-

قرآن کے کچھ اوصاف ایسے ہیں۔ جو مخلوق کی صفات میں سے ہیں :-

جیسے :۔ قرآن کا ایک وصف تالیف ہے، اور یہ قرآن کے اجزاء ہیں، جو چیز اجزاء پر موقوف ہوتی ہے وہ محتاج ہوتی ہے، اور محتاج چیز حادث ہوتی ہے، لہذا تالیف حادث ہے تو موصوف بالتالیف بھی حادث ہوا :-

نتیجہ :-

اگر ہم بھی معتزلہ کی طرح کلام کو صرف کلام لفظی میں منحصر رکھیں، اور کلام نفسی کو ثابت نہ کریں تو ہم بھی کلام لفظی "کلام اللہ" کو قدیم نہیں کہیں گے، اور اگر معتزلہ ہماری طرح "کلام نفسی" کو مان لیں، تو وہ بھی کلام نفسی کو حادث نہیں مانیں گے، بلکہ ہماری طرح قدیم اور غیر مخلوق مانیں گے :-

س[12] قرآن کی تعریف سپرد قلم فرمائیے؟

ج تعریف القرآن :-

مصاحف میں مکتوب ہے، اشکال کتابت اور صور حروف کے ساتھ، اور یہی کلام ہمارے قلوب میں محفوظ ہے، اور یہ "مقروء" بھی ہے، اور یہ کلام "مسموع" ہے، بے شک قرآن کی یہ تعریف ہے، لیکن یہ کلام نفسی کی تعریف نہیں ہے، بلکہ "کلام لفظی" کی تعریف ہے :-

س[13] معتزلہ کا اعتراض :- تم اس بات پر متفق ہو کہ قرآن نام اس چیز کا جو مصاحف کے دو گتوں کے درمیان ہے کہ ہم تک "تواترا" نقل کیا گیا اور ہم اس کی قراءت کرتے ہیں، سنتے ہیں، یاد کرتے ہیں، یہ سب حادث ہیں، کیونکہ قراءت کا محل "زبان" ہے، سماع کا محل "کان" ہے، حفظ کا محل "قلب" ہے،

جب یہ تمام محلات حادث ہیں تو ان کا حال بھی حادث ہوگا؟

ج: کلام نفسی کا مکتوب فی المصاحف ہونے سے مراد یہ ہے کہ کلام نفسی دلالت کرنے والے حروف کی صورتیں اور کتابت کے نقوش وہ مکتوب ہیں،
نہ کہ یہ خود کلام نفسی مصحف میں حلول کیے ہوئے ہے،
قرآن کے "مقرو و مسموع" ہونے سے مراد یہ کہ کلام نفسی دلالت کرنے والے الفاظ پڑھے و سنے جاتے ہیں۔
یہ نہیں کہ خود "کلام نفسی" زبان یا کان میں سرایت کیے ہوئے ہے۔
جیساکہ:- "آگ روشن کرنے والی اور جلانے والی ہے"
اس عبارت کو ہم اگر لکھے یا زبان سے بولیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آگ کی حقیقت یہ ہے جو ہم نے لکھا ہے،
وہ الفاظ ہیں جو ہم نے زبان سے آواز نکالی ہے، وہ آگ کی حقیقت ہے، بلکہ ہمارا لکھنا یا زبان سے تلفظ کرنا "یہ" دال" ہیں۔ اور حقیقی آگ پر، جو مدلول ہے:

حاصل کلام:-
معتزلہ کا اعتراض کلام لفظی کے اوصاف سے متعلق ہے۔ جسکو ہم بھی مخلوق و حادث مانتے ہیں۔
اور جسے ہم قدیم و غیر مخلوق مانتے ہیں، وہ کلام نفسی ہے، "مذکورہ بالا" اوصاف اس کے نہیں ہیں:-

س[11] اگر قرآن "کلام لفظی و کلام نفسی" کے مابین مشترک ہے تو اصولیین قرآن کی ایسی تعریف نہ کرتے جو صرف کلام لفظی پر صادق آئے، نہ کہ کلام نفسی:؟

ج: اصولیین نے جو قرآن کی تعریف بیان کی ہے وہ اس وجہ سے کی ہے کہ احکام شرعیہ کی دلیل وہ الفاظ ہیں، نہ کہ معنی قدیم:
وجہ:- کیونکہ معنی قدیم ہماری عقلوں سے خفاء ہے۔ اور اصولیین

"لفظ" کو دیکھتے ہیں کہ "مشترک" ہے یا "مؤول" ہے؟

اس سے
پھر "احکام شرعیہ" ثابت کرتے ہیں کہ یہ "واجب" ہے
یا "فرض" ہے:

ان احکام کا تعلق "کلام لفظی" سے ہے نہ کہ
کلام نفسی سے:۔ تو اس وجہ سے اصولیین "کلام لفظی" کی
تعریف کرتے ہیں:۔

س15 کلام نفسی کو سنا جا سکتا ہے یا نہیں؟ بیان کریں۔

ج عند ابی الحسن اشعری:۔
کلام نفسی کو سننا ممکن ہے، اگرچہ
آواز نہ ہو، خرق عادت کے طور پر:
جیسا کہ:۔ جنت میں
مومن حضرات خرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں
گے:۔

عند ابی الاسحاق:۔
کلام نفسی کے سنے جانے کا انکار کیا ہے،
اسی قول کو "شیخ ابو منصور ماتریدی علیہ الرحمہ" نے پسند کیا ہے۔

وجہ:۔
قابل سماع، اصوات ہیں، جبکہ کلام نفسی اصوات
کے قبیل سے نہیں:۔

س16 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پہ اللہ تعالیٰ کے
کلام نفسی کو سنا تھا؟

ج انہوں نے وہ الفاظ سنے تھے۔ جو کلام نفسی پر دلالت کرتے
تھے۔ نہ کہ خود "بذاتہ" کلام نفسی کو سنا تھا:۔

س17 اعتراض سے پہلے ایک قاعدہ سمجھ لیں

قاعدہ:۔ حقیقت کا
اپنے مدلول سے انتفاء نہیں ہو سکتا، جبکہ مجاز کا اپنے
مدلول پر اثبات بھی ہو سکتا ہے اور انتفاء بھی ہو سکتا ہے؛
تو یہ اعتراض یہ ہے کہ
جو قرآن ہمارے پاس موجود ہے اس

پر کلام کا اطلاق مجازاً ہوتا ہے تو قاعدہ کے تحت کوئی یہ
بھی بول سکتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے؟ حالانکہ
یہ اجماع کے مخالف ہے؟

ج کلام مجاز نہیں ہے۔ بلکہ مشترک ہے اور مشترک کا اطلاق
اپنے مدلول پر حقیقی طور پر ہوتا ہے۔ تو کلام کا اطلاق کلام نفسی
پر بھی ہوتا ہے۔ کلام لفظی پر بھی ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں حقیقی
معنی میں استعمال ہیں :- یعنی :- دونوں اللہ تعالیٰ کے کلام
ہیں۔ ان سے اصلاً کلام کی نفی کرنا درست نہیں ہے :-

تمت بالخیر

"تکوین"

س 18: تکوین کی تعریف قلم بند فرمائیے؟

ج: ماتریدیہ کا موقف:-
ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ "8" ہیں:- آٹھویں صفت "تکوین" ہے:-

اشاعرہ کا موقف:-
ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی "7" صفات ذاتیہ ہیں۔ "صفت تکوین" کو قدرت کے تحت شامل کیا ہے:-

تکوین کا لغوی معنیٰ:-
کسی چیز کو پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنا:-

اصطلاحی معنیٰ:-
عدم سے معدوم کو نکال کر وجود میں لانا:-

دلیل:-
عقل و نقل کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم کا خالق و مکوّن ہے۔
اور قاعدہ ہے کہ اسم مشتق کا اطلاق شیٔ پر بغیر اس کے ماخذ اشتقاق کے ممتنع و محال ہے:-
لہٰذا جب
عقل و نقل سے اللہ تعالیٰ کا خالق ہونا ثابت ہے، تو "خلق" و تکوین بھی اللہ کے ساتھ قائم ہوگی، اور صفت بھی ہوگی،
اور جو صفت کسی موصوف کے ساتھ قائم ہو وہ حقیقی ہوتی ہے۔ لہٰذا "تکوین" اللہ تعالیٰ کی صفتِ حقیقی ہے:-

س 19: اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین ازلی ہے، اس پر دلائل پیش کریں!

ج: تکوین اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے۔ اسکی "4" وجوہات ہیں:- اور وہ یہ ہیں:-

پہلی وجہ:-
اگر اس صفت کو ازلی نہ مانے تو حادث ماننے پڑے گا۔
جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام ممتنع ہے:-

دوسری وجہ :-
اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنا خالق ہونا بیان فرمایا ہے، اور خالق و مکوّن دونوں متحد ہیں۔ تو ازل ہی سے صفتِ تکوین و خلق کا ہونا ضروری ہے، اگر تکوین کو حادث مان گیا تو اللہ پاک کا کاذب ہونا لازم آئے گا، جو کہ محال اور باطل ہے :-

تیسری وجہ :-
اگر تکوین حادث ہو تو اسکی 2 صورتیں ہیں۔

- تکوین کا وجود دوسری تکوین کی وجہ سے ہو گا
  - اس صورت میں تسلسل لازم آئے گا۔ جو کہ باطل ہے۔
  - اور جو باطل کو مستلزم ہو وہ خود باطل ہے۔
- تکوین خود بخود وجود میں آئی ہو گی
  - تو اس صورت سے عالم کی تکوین کا محال ہونا لازم آئے گا۔
  - کیونکہ یہ بات لازم آئے گی کہ اس تکوین کو بھی کسی نے پیدا کیا ہوگا
  - یہ چلتا رہے گا، عالم کو پیدا ہی نہیں ہوگا لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ عالم کا وجود میں آگیا ہے
  - تو حادث کا محدث سے مستغنی ہونا لازم آئے گا۔

چوتھی وجہ :-
اگر تکوین حادث ہو تو اسکی 2 صورتیں ہیں :-

- تکوین اللہ کی ذات میں ہو گی
  - تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا محلِ حوادث ہونا لازم آئے گا
  - جو کہ ذاتِ باری کے حدوث کو مستلزم ہونے کی وجہ سے باطل ہے
- اللہ کے علاوہ میں ہو گی
  - تو اس طور پر ہر جسم کی تکوین اسکے جسم کے ساتھ قائم ہیں۔ تو ہر بندہ خالق ہو جائے گا۔ کہ وہ اپنے آپ کو خود پیدا کروانا ہوگا۔ اور یہ بات محال ہے۔ اس میں کوئی خفاء نہیں ہے

س 20: اشاعرہ کا تکوین کے حدوث پہ دلائل کیا ہیں؟ وہ بیان کریں:۔

ج: جسطرح مضروب کے بغیر ضرب کا تصور نہیں ہو سکتا، اسی طرح "مکوّن" کا تصور بھی بغیر تکوین کے نہیں ہو سکتا، اب اگر تکوین ازلی وقدیم ہو تو مکوّنات کا قدیم ہونا بھی لازم آئے گا، اور یہ محال ہے، مکوّنات بالاتفاق حادث ہیں، تو تکوین بھی حادث ہوگی،

دلیل کا جواب:۔

تکوین ازلی وقدیم ہے، البتہ اس کا تعلق مکوّنات ومخلوقات کے ساتھ حادث ہے، تو تعلق کا حدوث مکوّنات ومخلوقات کے حدوث کو مستلزم ہے۔ لیکن تکوین کے حدوث کو مستلزم نہیں:۔

ماتن کا جواب اشاعرہ کو:۔

فعل، مفعول کے مغایر ہوتا ہے جیساکہ "ضرب ومضروب" میں مغایرت ہے۔ نہ کہ ان میں عینیت ہے۔ جیساکہ اشاعرہ کہتے ہیں:۔

تمت بالخیر

ارادہ

س۲۱: کیا ارادہ اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی قدیم اور قائم بالذات ہے؟

ج: جی ہاں!
ارادہ اللہ تعالیٰ کی صفت ازلیہ ہے:۔

پہلی دلیل:۔
نصوص قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ارادہ کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی۔ جس سے ارادہ اور مشیئت کا اللہ تعالیٰ کی صفت ہونا معلوم ہوتا ہے:۔

دوسری دلیل:۔
جب کسی ذات کیلئے کسی صفت کا ثبوت ہو تو اس کا قیام بھی اسی ذات کے ساتھ ہوتا ہے:۔

تیسری دلیل:۔
اللہ تعالیٰ کے ساتھ حوادث کا قیام محال و ممتنع ہے:۔

عند الفلاسفہ:۔
اللہ تعالیٰ موجب بالذات ہے۔ فاعل بالارادہ نہیں ہے:۔

دلیل:۔
اگر ارادہ صفت کو ثابت مانا جائے تو اسکی "2" صورتیں ہیں

ارادہ حادث ہوگا ← اس صورت میں حادث کا قیام اللہ تعالیٰ کے ساتھ لازم آئے گا ← جوکہ باطل ہے:۔

یا

قدیم ہوگا ← کسی شئ کا ارادہ اس شئ کے پائے جانے کے بعد باقی رہے گا۔ اس صورت میں ← قدیم کا زوال لازم آئے گا ← جوکہ محال ہے:۔
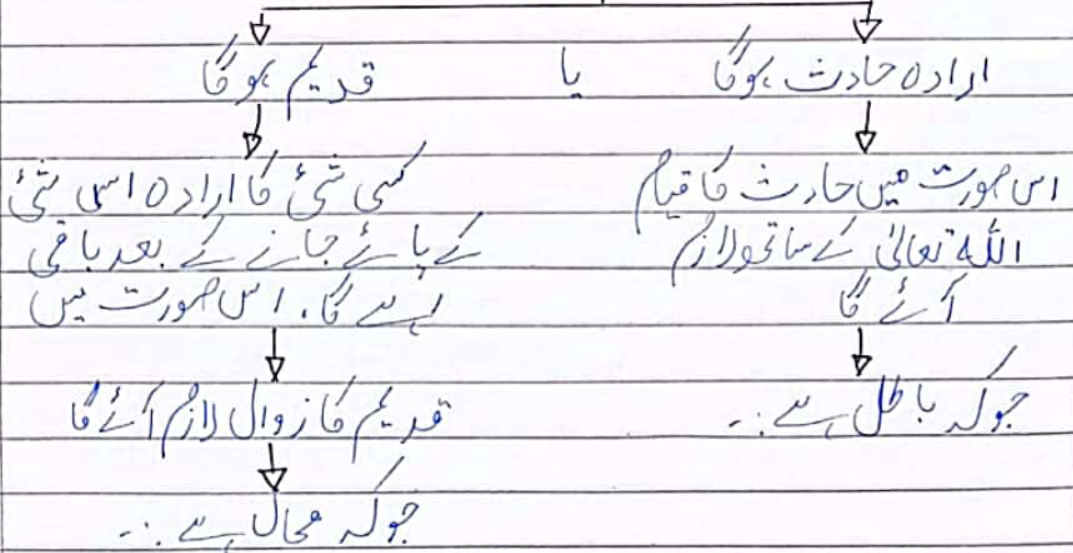
عند النجاریہ:۔
اللہ تعالیٰ کا ارادہ عین ذات ہے:۔

عند الکرامیہ:۔
اللہ کیلئے صفت ارادہ تو ثابت ہے مگر وہ حادث ہے ان کے حادث کا قیام اللہ کے ساتھ جائز ہے۔

کرامیہ کا رد:۔
صفت ارادہ ازلی ہے،
اگر حادث مانیں تو
اللہ کا محل حوادث ہونا لازم آتا ہے:۔
جو کہ محال ہے۔

تمت بالخیر

اپنے آپ کو دوسروں در
منحصر کرتا،
یہ مستقل مزاجی
میں دکھاوٹ
بنے گا:۔

15-05-2020

رؤیت باری تعالیٰ

س 22: رؤیت کی تعریف قلم بند فرمائیے؟

ج: رؤیت کی "2" تعریفیں ہیں:۔ اور وہ یہ ہیں:۔

پہلی تعریف:۔ آنکھ کے ذریعے کسی شئی کا انکشاف تام ہو جانا:۔

دوسری تعریف:۔ حاسہ بصر کے ذریعے کسی چیز کا اس طریقہ سے ادراک کرنا کہ جس طرح وہ واقع ہو اور نفس الامر میں ہے:۔

س 23: رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہے یا نہیں؟ مع اختلاف بیان کریں:۔

ج: اس بارے میں "2" مذہب ہیں:۔ وہ یہ ہیں

1- اہلسنت 2- معتزلہ

عند الاہلسنت:۔

رؤیت باری تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں میں ممکن ہے۔ لیکن شرعاً دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی اور کیلئے رؤیت محال ہے:۔

نقلی دلیل اول:۔

قولہ تعالیٰ:۔

وجوہ یومئذ ناضرہ الی ربھا ناظرہ

دلیل الثانی:۔

فرمان مصطفی علیہ السلام والصلاۃ ہے کہ "بیشک تم دیکھو گے اپنے رب کو جس طرح تم چودہویں کا چاند دیکھتے ہو":۔

دلیل الثالث:۔

آئمہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا:۔

عقلی دلیل :-

اعیان و اعراض کو ہم دیکھتے ہیں۔ اور ہم ان کے مابین فرق بھی بیان کرتے ہیں۔ تو ہم اعیان و اعراض کو دیکھتے ہیں۔ تو یہ حکم مشترک ہو گیا :-

اور حکم مشترک کیلئے علت مشترکہ ہونا ضروری ہے کہ وہ علت ان کے مابین پائی جائے۔ تو وہ علتیں " 3 " ہیں :-

امکان | حدوث | وجود

امکان ← جسمکا نہ عدم ضروری ہے نہ وجود ضروری ہے۔

حدوث ← عدم کے بعد وجود میں آنا۔
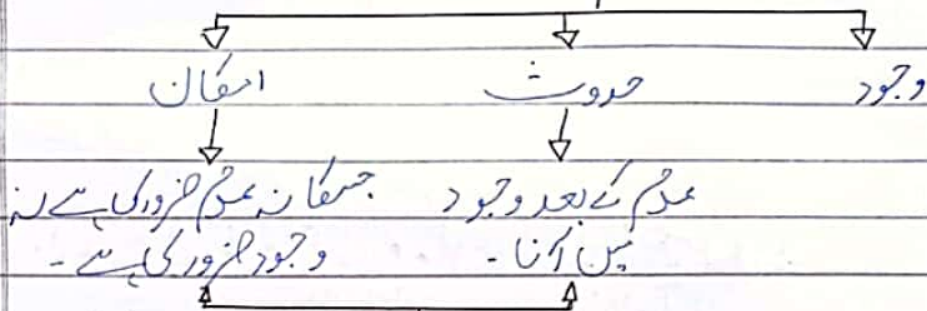
ان دونوں میں علت بننے کی صلاحیت نہیں۔ کیونکہ ان میں عدم آ رہا ہے۔ اور عدم علت نہیں ہو سکتا۔ تو باقی وجود بچا۔ تو یہ اللہ و مخلوق کے درمیان مشترک ہے۔ کیونکہ مخلوق کا بھی وجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا بھی وجود ہے :-

نتیجہ :-

تو جب ہم مخلوق کو دیکھ رہے ہیں تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھ سکیں گے :-

عند المعتزلہ :-

رؤیت باری تعالیٰ کے منکر ہیں :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- لا تدرکہ الابصار :-

وجہ استدلال :-

" الابصار " میں " الف لام " استغراق کا ہے۔ مطلقاً نہ مسلمان دیدار کر سکے گا اور نہ کافر دیدار کر سکے گا :-

س[26] جس میں علت وجود پائی جا سکے تو اسکو دیکھ سکتے ہیں، تو اصوات و طعام میں بھی وجود ہے، لیکن رؤیت نہیں کر سکتے؟

ج ان تمام کو دیکھنا ممکن ہے!
لیکن اللہ تعالیٰ کی عادت اس بات پر جاری ہے کہ وہ ان چیزوں میں دیکھنے کی ایسی صلاحیت پیدا نہیں کی جو بندہ دیکھ سکے:
نہ یہ کہ ان کا دیکھنا ممکن نہیں:

س[25] مخالفین کا عقلی شبہ:
اللہ کی رؤیت کیسے ہو سکتی ہے، کیونکہ رؤیت کیلئے ضروری ہے کہ جسکو دیکھا جائے وہ کسی مکان، جہت وغیرہ میں ہو:۔ اور یہ ساری چیزیں اللہ کے حق میں محال ہیں؟

ج آپ نے غائب کو شاہد پر قیاس کیا ہے:
اور یہ فاسد ہے:
کیونکہ اللہ کو ہم نے دیکھا نہیں ہے۔ تو مخلوق کو دیکھنے میں جو شرائط پائی جا رہی ہیں۔
یہ تو شرائط ہم اللہ کی رؤیت پر قیاس نہیں کر سکتے۔

الزامی جواب:۔
آپ نے جتنی شرائط بیان کی ہیں۔ رؤیت کے بارے میں یہ اللہ میں نہیں پائی جا رہی۔ جب وہ ہمیں دیکھے گا (کیونکہ اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے)
تو جب ہمیں دیکھے گا، تو اس وقت کسی جہت میں ہوگا، کسی مکان میں ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ "مکان، جہت" سے پاک ہے۔ تو پتہ چلا کہ یہ شرائط رؤیت کیلئے ضروری نہیں:

تمت بالخیر

خالق افعال

س 26: کیا اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے یا نہیں؟ مع اختلاف بیان کریں:۔

ج: افعال کی "2" اقسام ہیں:۔ اور وہ یہ ہیں:۔
1۔ افعال اضطراریہ 2۔ افعال اختیاریہ

افعال اضطراریہ کا حکم:۔
ان افعال کا خالق بالاجماع اللہ تعالیٰ ہے:۔

افعال اختیاریہ کا حکم:۔
اس بارے میں "2" مذھب ہیں:۔
1۔ اہلسنت 2۔ معتزلہ

عند الاہلسنت:۔
افعال اختیاریہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے:۔

نقلی دلیل:۔
قولہ تعالیٰ:۔ واللہ خلقکم وما تعملون:۔

عقلی دلیل:۔
بندہ اگر اپنے افعال کا خود خالق ہے تو وہ افعال کی تفصیل کو بھی جانتا:۔
کیونکہ "شیٔ" کو قدرت و اختیار سے پیدا کرنے والا اس شیٔ کی تفصیل کو بھی جانتا ہے۔
لیکن بندہ اس بات سے آگاہ نہیں ہے:۔ کیونکہ بندہ جب ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے۔ تو چلنے والے کو پتہ ہی نہیں ہوتا ہے کہ میں نے کہاں سکون کیا تھا اور کہاں حرکت کی تھی۔ کتنے قدم چلا تھا تو اگر بندہ خالق ہوتا تو ان سب چیزوں کو جانتا۔ لیکن اسے معلوم نہیں ہے:۔

نتیجہ:۔ تو پتہ چلا کہ افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ بندہ نہیں ہے:۔

عند المعتزلہ:-
افعال اختیاریہ کا خالق اللہ تعالیٰ نہیں ہے۔
خود بندہ ہے:۔

دلیل:-
اگر بندے کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہوتا تو پھر بندے کے افعال میں کوئی فرق نہ ہوتا:۔ حالانکہ ایک حرکت "ماشی" کی ہے۔ اور ایک حرکت "مرتعش" کی ہے۔
اور بالبداہت دونوں میں فرق ہے۔
پہلی حرکت بندے کے اختیار میں ہے۔ اور دوسری حرکت اضطراری ہے۔ تو فرق یہ اسلئے کہ پہلی حرکت کا خالق بندہ ہے۔ اور دوسری حرکت کا خالق خالق اللہ تعالیٰ ہے:۔

دلیل الثانی:-
اگر جمیع افعال کا خالق اللہ ہو تو پھر قاعدہ مکلف ہی باطل ہو جائے گا۔ کیونکہ بندہ اپنے فعل کے ساتھ مکلف ہوتا ہے۔ اور مکلف اسی کو بنایا جاتا ہے۔
جس میں اس کو اختیار ہو۔ جب افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہوا تو اب وہ بندہ فعل کرنے میں "مضطر" ہوگا نہ کہ "مختار" ہوگا۔
تو قاعدہ تکلیف باطل ہوا۔ اور اسی طرح عقاب و ثواب بھی باطل ہو جائیں گے:۔

س²⁷ کیا بندوں کے تمام افعال اللہ کے ارادے، مشیئت، اور حکم کے تحت واقع ہوتے ہیں یا نہیں؟
ج: اس بارے میں "2" مذہب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
1۔ اہلسنت 2۔ معتزلہ

عند الاہلسنت:-
جمیع افعال اللہ تعالیٰ کے ارادے و مشیئت اور حکم کے ساتھ ہیں:۔

عند المعتزلہ:۔
نیک افعال تو اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہوتے ہیں۔
لیکن "قبائح و شرور" کا اللہ تعالیٰ ارادہ نہیں کرتا:۔

دلیل:۔
قبیح کی خلق قبیح ہے۔ ایسے ہی قبیح کا ارادہ بھی قبیح ہوتا ہے۔ اب اگر "قبائح و شرور" کا بھی اللہ تعالیٰ ارادے کرے تو لازم آئے گا۔ کہ اللہ قبائح کے ساتھ متصف ہو جائے:۔

عند الکرامیہ:۔
ارادہ و مشیئت کے مابین فرق ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارادہ حادث ہے۔ اور مشیئت ازلی ہے:۔

س 28: قضاء اور تقدیر کی تعریفیں بیان کریں؟
ج: تعریف القضاء:۔
"فعل میں پختگی"
بندے سے بھی افعال کا صدور نہایت پختہ ہوتا ہے:۔

تعریف التقدیر:۔
ہر مخلوق کی حد مقرر کرنا:۔

س 29: افعال اختیاریہ پر ثواب یا عقاب دیا جائے گا یا نہیں؛ مع اختلاف بیان کریں:۔
ج: اس بارے میں "2" مذھب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
1- اہلسنت 2- جبریہ

عند الاہلسنت:۔
اگر افعال طاعت والے ہوئے تو ان کے ساتھ ثواب دیا جائے گا۔ اگر معصیت والے ہوئے تو ان پر بندہ کو عقاب ہوگی:۔

دلیل:۔
اگر بندے کیلئے کوئی فعل نہ ہو تو پھر بندے کی تکلیف

صحیح نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ بندہ اپنے فعل کے ساتھ مکلف ہوتا ہے۔ اور جب بندے کیلئے فعل ہی نہیں تو مکلف تو مکلف کس سے ہوگا:۔

نقلی دلیل:۔
قولہ تعالیٰ:۔ "جزاء بما کانوا یعملون"

نتیجہ:۔
تو اس سے ثابت ہوا کہ بندہ جو کام کرتا ہے۔ اسکی جزاء ملے گی:۔

عند الجبریہ:۔
بندے پر ثواب وعقاب مرتب نہیں ہوگا:۔

دلیل:۔
بندہ جمادات کی طرح ہے۔ بندے میں نہ ہی کسب کی قدرت ہے اور نہ ہی خلق کی قدرت ہے:۔ تو اس وجہ سے بندے پر "ثواب وعقاب" مرتب نہ ہوگا:۔

س نمبر۲: کسب و خلق کے مابین فرق بیان کریں؛
ج: کسب و خلق کے درمیان "2" طرح سے فرق ہے۔

پہلا فرق:۔
کسب آلے کے ساتھ واقع ہوتا ہے،
اور
خلق بغیر آلے کے ساتھ واقع ہوتا ہے،

دوسرا فرق:۔
کسب میں قادر کی انفرادیت درست نہیں ہوتی،
جبکہ
خلق میں اسکی انفرادیت درست ہوتی ہے،

"استطاعۃ مع الفعل"

س ۲: استطاعت مع الفعل کیا ہے؟ مع اختلاف درج قلم کریں:۔

ج: استطاعۃ

حقیقۃ قدرت — سلامۃ اسباب وآلات

سلامۃ اسباب وآلات: بالاتفاق "علی استطاعت فعل پر مقدم" ہوتی ہے۔

حقیقۃ قدرت:

عند الاہلسنت: حقیقت قدرت فعل کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے:۔

عند المعتزلہ: حقیقت قدرت استطاعت فعل سے پہلے ہوتی ہے۔ فعل بعد میں پایا جاتا ہے:۔

دلیل:۔

استطاعت ایک عرض ہے۔ اور عرض کا بقاء محال ہے۔ اور استطاعت کی بقاء یہ "تجدد امثال" کے طور پر ہے۔ اسلئے کہ جب استطاعت عرض ہے، تو واجب ہے کہ استطاعت فعل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ بالزمان، نہ کہ استطاعت فعل پر مقدم ہو، اگر استطاعت فعل سے ملی ہوئی نہ ہو بلکہ فعل پر مقدم ہو تو فعل کا بغیر قدرت کے وقوع ہونا لازم آئے گا:۔

دلیل المعتزلہ

کافر مکلف ہے، ایمان کا بھی، نماز کا بھی، کیونکہ قدرت پہلے پائی جا رہی ہے،
برخلاف اس کے جو تم کہتے ہو کہ قدرت فعل کے ساتھ ملی ہوئی ہے، کیونکہ قدرت ہی نہیں پائی جا رہی تو فعل کیسے پایا جائے
(یعنی ایمان لانا، وغیرہ جب قدرت نہیں پائی جا رہی)
اور یہ بات باطل ہے کہ کافر مکلف نہ ہو، بلکہ وہ مکلف ہے:۔

س 32: استطاعت فعل کیلئے علت ہے یا شرط؟ مع وضاحت کریں:۔

ج: استطاعت فعل کیلئے

بعض علماء کرام کے نزدیک → علت ہے:۔

جمہور کے نزدیک → شرط ہے:۔

س 33: محال عقلی و محال عادی پر مکلف بنانا جائز ہے یا نہیں؟ مع اختلاف بیان کریں:۔

ج: اس بارے میں 3 مذہب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
1۔ معتزلہ 2۔ اشاعرہ 3۔ ماتریدیہ

عند الاشاعرہ:۔
محال عقلی و محال عادی پر مکلف بنانا جائز ہے،

وجہ:۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی چیز قبیح نہیں ہے، وہ مالک ہے جو چاہے کرے:۔

عند المعتزلہ:۔
محال عقلی و محال عادی پر مکلف بنانا ناجائز ہے

دلیل:۔
قولہ تعالیٰ "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا"

وجہ استدلال:۔
اگر تکلیف مالا یطاق جائز ہوتا۔ تو اس کے وقوع کے فرض کرنے سے محال لازم نہ آتا۔ لیکن "تکلیف مالا یطاق" کے فرض کرنے سے محال لازم آرہا ہے، اور وہ محال کذب کلام الٰہی ہے،
کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا" تو ثابت ہوا کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہی نہیں ہے:۔

عند الماتریدیہ :-
محال عقلی ناجائز ہے،
اور محال عادی جائز ہے،

س 12 اجل کی وضاحت سپرد قلم فرمائیے؛
ج اس بارے میں "3" مذاہب ہیں :- وہ یہ ہیں :-
1- اہلسنت 2- کعبی 3- معتزلہ

عند الاہلسنت :-
اجل ایک ہی ہے، (موت کی مدت ایک ہی ہے)

عند الکعبی :-
مقتول کیلئے "2" اجلیں ہیں۔
1- قتل یعنی قاتل کے قتل کرنے سے جو اجل آجائے،
2. موت یعنی اگر قاتل نے قتل نہیں کیا وہ موت کی مدت تک زندہ رہے گا،

عند المعتزلہ :-
حیوان کیلئے "2" اجلیں ہیں،
1- اجل طبعی 2- اجل اخترامی

اجل طبعی :-
جو خود بخود موت آتی ہے۔ جب بندے کی رطوبت خشک ہوجاتی ہے۔ تو اس کی حرارت بجھ جاتی ہے،
جیساکہ بوڑھا،

اجل اخترامی :-
مرض یا حادثہ کی وجہ سے بندہ مرجائے،

تمت بالخیر

"حرام رزق کا بیان"

س 1: رزق کی تعریف قلم بند کریں؟
ج: رزق کی 2 تعریفیں ہیں۔ وہ یہ ہیں:

ج: پہلی تعریف:
رزق نام ہے اس چیز کا جسکو اللہ تعالیٰ حیوان کی طرف پہنچاتا ہے۔ پھر وہ اسکو کھاتے ہیں، یہ حلال بھی ہوتا ہے اور حرام بھی ہوتا ہے۔

دوسری تعریف:
رزق نام ہے اس چیز کا کہ جس کے سبب حیوان غذا حاصل کرتے ہیں:

س 2: حرام رزق ہے یا نہیں؟ بیان کریں:
ج: حرام رزق ہے یا نہیں؟
اس اختلاف کی بنیاد یہ مقدمے ہیں:

1 مقدمہ:
رزق کی اضافت فقط اللہ کی طرف ہے، کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی رزاق نہیں ہے:

2 مقدمہ:
حرام کھانے والا بندہ مذمت اور سزا کا حقدار ہوتا ہے،

نوٹ:
ان دونوں مقدموں پر اہلسنت و معتزلہ کا اتفاق ہے:

3 مقدمہ:
جس چیز کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو وہ قبیح نہیں ہوتا اور اس کا مرتکب مذمت اور سزا کا مستحق نہیں ہوتا:

اس مقدمہ سے معتزلہ نے دلیل پکڑی ہے کہ اگر حرام رزق ہوتا تو اس پر عذاب نہ ہوتا، حالانکہ اس پر عذاب ہوتا ہے، تو پتہ چلا کہ حرام رزق نہیں ہے:

عندالاہلسنت:
حرام رزق ہے:

دلیل :۔

ہر بندہ جو رزق وصول کرتا ہے یا تو وہ حلال ہوگا یا حرام ہوگا:۔

کیونکہ حلال ہو یا حرام ہو، رزق دونوں سے حاصل ہوتا ہے، ہر بندہ اپنا رزق کھاتا ہے، کوئی دوسرا بندہ اس کا رزق نہیں کھا سکتا، کیونکہ جس شخص کیلئے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر کر دی ہے، واجب ہے کہ وہ اس کو کھائے اور ممتنع ہے کہ دوسرا اس کو کھائے،

کیونکہ کوئی دوسرا بندہ اسکو کھائے گا تو اللہ تعالیٰ کا عاجز ہونا لازم آئے گا۔ جبکہ اللہ سے منزہ و پاک ہے،

س 37 ہدایت کے معنیٰ بیان کریں؛

ج: ہدایت کے معنیٰ میں "2" مذھب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔

1۔ اہلسنت 2۔ معتزلہ

عند الاہلسنت :۔

ہدایت کا معنیٰ "رہنمائی کرنا ہے اس راستے پر جو مطلوب تک پہنچا دے": ۔ یعنی، صرف راستہ دکھانا ہے، اب بندہ چاہے اسکو حاصل کرے یا نہ کرے یعنی، مطلوب تک پہنچنا لازم نہیں ہے۔ ہدایت کیلئے:۔

عند المعتزلہ :۔

ہدایت کا معنیٰ "وہ رہنمائی ہے جو پہنچا دے والی ہے، مطلوب تک" یعنی، ہدایت کیلئے مطلوب تک پہنچنا لازم ہے۔ جو مطلوب تک نہ پہنچے، وہ ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتا:۔

س 38 "اصلح للعبد" اللہ تعالیٰ پر واجب ہے یا نہیں؟ مع اختلاف بیان کریں:۔

ج: اس بارے میں "2" مذھب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔

1۔ اہلسنت 2۔ معتزلہ

عند الاہلسنت :۔

1۔ اصلح للعبد" اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔

دلیل:-
اگر اللہ تعالیٰ پر بندوں کیلئے "اصلح" چیز واجب ہوتی تو وہ کافروں کو پیدا نہ کرتا، کیونکہ وہ دنیا میں بھی معذب ہیں اور آخرت میں بھی:-

عند المعتزلہ:-
"اصلح للعبد" اللہ تعالیٰ پر واجب ہے،

دلیل:-
اگر اللہ تعالیٰ "اصلح" کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ کا بخیل ہونا لازم آئے گا، وہ اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ جانتا کہ اس کیلئے یہ چیز فائدہ مند ہے، پھر بھی اسکو ترک کر رہا ہے تو یہ بخل ہے۔
اگر اللہ تعالیٰ نہیں جانتا کہ اسکیلئے کیا چیز بہتر ہے تو اس صورت میں جہالت لازم آئے گی:-

س 39: کیا عذابِ قبر ہوگا یا نہیں؛ مع اختلاف لکھئے؟
ج: عند الاہلسنت:-
قبر کا عذاب تمام کافروں اور بعض نافرمان مسلمانوں کیلئے ثابت ہے:-

دلیل:-
حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچو، کیونکہ اکثر عذابِ قبر اس سے ہوتا ہے:-

عند المعتزلہ والروافض:-
عذابِ قبر کے منکر ہیں:-

دلیل:-
میت پتھر کی طرح ہے نہ اس کیلئے حیاتی ہے اور نہ ہی اس میں ادراک کی قوت ہے:-

س[40] اللہ تعالیٰ کیا قبروں سے مردوں کو دوبارہ اٹھائے گا یا نہیں ؟

ج عندالاہلسنت :-

جی ہاں :- دوبارہ اٹھائے گا اس طور پر کہ ان کے اجزاءِ اصلیہ (جزء لایتجزی) کو جمع کرے گا ، پھر ان کی طرف روح لوٹائے گا :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- " ثم إنکم یوم القیامۃ تبعثون "

ترجمہ :- " پھر بیشک تمہیں قیامت کے دن دوبارہ اٹھایا جائے گا "

عندالفلاسفہ :-

یہ بعثت کا انکار کرتے ہیں :-

دلیل :-

ایک چیز معدوم ہوچکی (یعنی مرگیا) تو دوبارہ معدوم کا اعادہ کرنا ممتنع ہے :-

س[41] میزان ثابت ہے یا نہیں ؟

ج عندالاہلسنت :-

میزان حق ہے :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- " والوزن یومئذ الحق "

عندالمعتزلہ :-

میزان کے منکر ہیں :-

دلیل :-

اعمال عرض ہیں - اگر یہ بات مان لیں کہ اعمال کا دوبارہ اعادہ ہوسکتا ہے تو ہم اس بات کو نہیں مانتے کہ اس کا وزن ہو ، کیونکہ اعمال کا وزن نہیں ہوتا ،

اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اعمال کو جانتا ہے تو وزن کرنا عبث ہے :-

س 42: میزان کی تعریف قلم طراز فرمائیے؟

ج: تعریف الوزن :-

میزان نام ہے اس چیز کا کہ جس کے ذریعے اعمال کے مقادیر کو جانا جاتا ہے۔ لیکن عقل میزان کی کیفیت سے قاصر ہے :-

س 43: کتاب کی تعریف مع اختلاف تحریر کریں؟

ج: تعریف الکتاب :-

بندوں کی نیکیاں اور ان کے گناہ لکھے ہوئے ہیں، مومنوں کو ان کے سیدھے ہاتھوں میں دیا جائے گا اور کافروں کو ان کے الٹے ہاتھوں میں پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا :-

عند الاہلسنت :-

کتاب برحق ہے :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- ونخرج له یوم القیامة کتابا یلقاه منشورا ۝

ترجمہ :- اور ہم نکالیں گے اس کیلئے قیامت کے دن کتاب جس کو وہ کھلا ہوا پائے گا :-

عند المعتزلہ :-

کتاب کا انکار کیا :-

دلیل :-

اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے، تو کتاب تو عبث ہے :-

تمت بالخیر

"اجمالی باتیں"

1۔ حدیث و خبر کے مابین فرق :۔

2۔ خبر متواتر کی تعریف بمع شرائط :۔

3۔ خبر مشہور اور مستفیض کی تعریف مع ان کے مابین فرق :۔

4۔ خبر آحاد کی اقسام کا بیان :۔

5۔ کیا خبر کیلئے صحیح ہونا شرط ہے؟

6۔ خبر مقبول کا حکم :۔

7۔ محتف بالقرائن کا بیان :۔

8۔ خبر مقبول کی قسموں کا بیان :۔

9۔ سند کے درجہ ثلاثہ کا بیان :۔

10۔ بخاری و مسلم ان میں سے افضل کونسی ؟

11۔ حسن کی تعریف مع شرائط :۔

12۔ محفوظ اور شاذ کی تعریف :۔

13۔ متابعت کا بیان :۔

14۔ اجماع ناسخ کیوں نہیں بن سکتا؟

15۔ مرسل و منقطع کی تعریف :۔

(والسلام)

27-10-2019

س 1: حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کے حالاتِ زندگی بیان کریں۔
ج: نام:-
احمد:-
کنیت:-
ابوالفضل:-
ابو کا نام:-
علی:-
نسبت:-
عسقلانی + مصری
مسلک:-
شافعی:-
القابات:-
شہاب الدین + شیخ الاسلام + ابن حجر
سنِ ولادت:-
22 شعبان المعظم 773ھ
حالاتِ زندگی:-
آپ 4 سال کے تھے کہ آپ کے والد جان اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خود اتنی بات یاد ہے کہ مجھے اپنے والد کا بلکہ کا خاکہ ذہن میں ہے۔ اور میرے ابو فرماتے تھے کہ میرے بیٹے کی کنیت "ابوالفضل" ہے۔ آپ نے 9 سال کی عمر حفظ مکمل کیا:-

علمِ دین کا پہلا مرحلہ:-
آپ نے ابتداءً تاریخ و ادب کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے اپنے وقت کے ماہرین علماء کرام سے تاریخ و ادب سیکھا:-

علمِ دین کا دوسرا مرحلہ:-
796ھ میں آپ فقہ و حدیث کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنے دور کے ماہرین فقہ و حدیث کے مشائخ سے فقہ و حدیث حاصل کیا:-
جیسا کہ:-
1- ابو اسحاق ابراہیم 2- نور الدین
3- زین الدین:-

علم دین کا تیسرا مرحلہ:-
اب آپ سے لوگوں نے علم دین حاصل کرنا شروع کیا۔ آپ کے پاس عوام و خواص کے ساتھ علماء کرام بھی تشریف لاتے تھے:-

آپ کا وصال مبارک:-
852 ھ میں ہوا:-
"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ"

س 2 "ابن حجر" سے زیادہ مشہور ہونے کی وجوہات تحریر کیجئے؟
ج پہلی وجہ:-
آپ علیہ الرحمہ کے سلسلہ نسب میں "حجر" نامی شخص ایک تھا۔ اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ مشہور ہوئے:-

دوسری وجہ:-
"آلِ حجر" کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو "حجر" کہا گیا:-

تیسری وجہ:-
آپ کے پاس سونا، چاندی بکثرت تھے، اور سونا، چاندی "پتھر" سے بنتا ہے۔ پتھر کو عربی میں "حجر" کہتے ہیں۔ آپ کے سونے چاندی کی کثرت کی بناء پر آپ کو "ابن حجر" سے موسوم کیا گیا:-

چوتھی وجہ:-
آپ علیہ الرحمہ کے پاس جواہرات بھی زیادہ ہوا کرتے تھے۔ اور ان کا تعلق بھی "پتھر" سے ہے۔ اور عربی میں "حجر" پتھر کو کہتے ہیں۔ ان جواہرات کی کثرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ "ابن حجر" کے لقب سے مشہور ہوئے:-

پانچویں وجہ:-
آپ علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے عریض و وسیع علم سے نوازا تھا۔ کہ آپ کی رائے کو "کالنقش علی الحجر" کہا کرتے تھے۔

آپ کی محنت بڑائی کی بنیاد پر "ابن حجر" کے لقب سے مشہور ہوئے:۔

س7: مصنف نے مقدمے میں اپنے اتنے سارے القابات بیان کیے؛ حالانکہ یہ تو عقل کے خلاف ہے، کیونکہ اسلاف کی کتب سے یہ طریقہ ثابت نہیں ہے؟

ج: علمائے کرام فرماتے ہیں:۔
یہ اعتراض کرنا اس وقت درست ہوتا۔
جب مصنف اپنے آپکو القابات دیتے۔ حالانکہ یہ القابات مصنف کو ان کے شاگردوں نے دیا ہے۔
اور مصنف کی کتاب تو
"الحمد للہ" سے شروع ہے:۔

س8: مصنف نے "حمد و صلوۃ" کے مابین "شہادۃ" کا تذکرہ کیا ہے: اسکی وجہ بیان کریں؟

ج: "حمد و صلوۃ" کے درمیان "شہادۃ" سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تاکہ "سنن ابوداؤد" کی حدیث پاک پر عمل ہو جائے:۔
حدیث پاک کا مفہوم:۔
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس خطبے میں شہادۃ کا ذکر نہ کیا جائے وہ خطبہ "ناکارہ" کی مثل ہے:۔
اس وعید سے بچتے ہوئے صاحب مصنف نے "حمد و صلوۃ" کے درمیان "شہادۃ" کا تذکرہ کیا:۔

س9: تصانیف علوم الحدیث قلم بند فرمائیے؟

ج: پہلی کتاب:۔
قاضی ابو محمد رامہرمزی نے تحریر کی۔ جسکا نام "المحدث الفاضل" رکھا:۔
لیکن یہ کیا محیط نہ تھی۔

دوسری کتاب:۔
حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری نے تصنیف کی۔ جسکو "المستدرک علی الصحیحین" سے موسوم کیا:۔

تیسری کتاب:۔
خطیب بغدادی نے "قوانین راویہ" کے موضوع پر

"الکفایۃ فی علم الروایۃ" کتاب تحریر کی۔ اور "آداب روایت" کے موضوع پر "الجامع لآداب الشیخ والسامع" کتاب تصنیف کی:۔

چوتھی کتاب:۔

قاضی عیاض نے "الالماع فی اصول الروایۃ وتقیید السماع" کے نام سے کتاب لکھی:۔

پانچویں کتاب:۔

ابو حفص المیانجی نے "مالا یسع المحدث جھلہ" کے نام سے کتاب تحریر کی:۔

اسکے بعد:۔

ابن صلاح علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور کتاب کو جمع کیا۔ جب کو تدریس حدیث کا منصب سونپا گیا:۔

س: متن اور شرح لکھنے کی وجہ کیا ہے؟ بیان کریں:۔

ج: متن لکھنے کی وجہ:۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ علماء کرام کی "فن اصول حدیث" میں کافی تصانیف موجود ہیں۔ جن میں بعض تصانیف مختصر اور بعض طویل ہیں۔

مگر ان کتب کی موجودگی میں چونکہ میرے بعض احباب نے مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ اس موضوع پر آسان ایک خلاصہ تحریر کریں:۔

اسلئے میں نے "اصول حدیث" پر ایک خلاصہ لکھا جسکا نام "نخبۃ الفکر فی مصطلح أهل الأثر" رکھا:۔

شرح لکھنے کی وجہ:۔

متن لکھنے کے بعد پھر بعض دوستوں نے رغبت ظاہر کی کہ اس خلاصے کے رموز کو حل کر دیں۔ اور خزانوں کو کھول دیں۔ اور باریک و مخفی باتوں کو واضح کر دیں۔ تو پھر میں نے ان احباء کی اس آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے اسکی شرح تحریر کی:۔ جسکا نام "نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح أهل الأثر" رکھا:۔

س 7: حدیث اور خبر کی تعریف بیان کریں؟ اور ان کے مابین کونسی نسبت ہے وہ تحریر کریں:۔

ج: تعریف الحدیث:۔
جسکو سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کیطرف منسوب ہو۔
برابر ہے: قول، فعل، تقریر:۔

تعریف الخبر:۔ جسکو سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ کیطرف منسوب ہو:۔

ان کے مابین نسبت:۔
ان کے درمیان "3" نسبتیں ہیں:۔
1۔ نسبت تساوی 2۔ نسبت تباین
3۔ نسبت عموم خصوص مطلق:۔

س 8: خبر متواتر کی تعریف اور شرائط اور حکم بیان کریں؟

ج: تعریف:۔
کسی حدیث پاک کو اس قدر زیادہ لوگ روایت کرنے والے ہوں کہ عقلاً ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو:۔

شرائط:۔
خبر متواتر کی "4" شرائط ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔

1:۔
اتنی تعداد کے رُواۃ ہوں کہ عقل ان کے جھوٹ پر متفق ہونے کو محال جانے:۔

2:۔
اول سند سے لیکر انتھاء سند تک تمام رُواۃ کی تعداد برابر ہو:۔

3:۔
سند کی بُنیاد حس پر ہو:۔

4:۔
اسکی خبر کے ذریعے سامع کو علم کا فائدہ ہو:۔

حکم:۔
علم یقینی حاصل ہوتا ہے:۔

تعریف الیقین :-
ایسا اعتقادِ جازم جو واقع کے مطابق ہو :-

س⁹ تعداد سے کتنی تعداد مراد ہے؟ بیان کریں :-
ج اس بارے میں " " اقوال ہیں :- وہ یہ ہیں :-

پہلا قول :-
" 4 " افراد ہوں :-
دلیل :-
زِنا " 4 " افراد کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اسلئے
" 4 " افراد کثیر ہیں :-

دوسرا قول :-
" 5 " افراد ہوں :-
دلیل :-
لعان " 4 " بار اقرار کرنے سے ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ
" پانچویں " بار اقرار کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔
اس بناء پر " 5 " افراد
کا قول کیا :-

تیسرا قول :-
" 7 " افراد ہوں :-
دلیل :-
رب تعالیٰ نے زمین و آسمان کو " 7 " حصوں میں رکھا۔ ایام
کو " 7 " پر منحصر کیا :-
" 7 " حصوں میں تقسیم کرنا یہ کثرت اور یقین
پر دال ہیں :-

چوتھا قول :-
" 10 " افراد ہوں :-
دلیل :-
قولہ تعالیٰ " تلک عشرۃ کاملۃ " :-
رب کائنات نے " 10 " کو " کاملہ " کے ساتھ موصوف کرنا یہ اس
بات پر دال ہیں کہ " 10 " میں یقین ہے :-

پانچواں قول:۔
"12" افراد ہوں:۔
دلیل:۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم جبرین کے پاس "12" افراد بھیجے تھے۔ حالات جاننے کیلئے۔
یہ اس بات پر دال ہے کہ "12" کا ہونا یہ یقین وکثرت پر دال ہے:۔

چھٹا قول:۔
"40" افراد ہوں:۔
دلیل:۔
"اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے نبی آپ کو کافی ہیں" یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب ایمان لانے والوں کی تعداد "40" تھی۔
متواتر سے یقین حاصل ہونے کیلئے "40" ضروری ہیں:۔

ساتواں قول:۔
"70" افراد ہوں:۔
دلیل:۔
قولہ تعالیٰ "واختار موسیٰ قومہ"
"موسیٰ علیہ السلام" کا "70" افراد کو منتخب کرنا یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یقین وکثرت "70" سے حاصل ہوگی:۔

س[15] کیا "خبر متواتر" کا خارج میں وجود ہے یا نہیں؟
ج اس بارے میں "3" اقوال ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
پہلا قول:۔
ابن صلاح کے نزدیک خبر متواتر کا وجود خارج میں کم ہے۔
دوسرا قول:۔
ابن حبان کے نزدیک خبر متواتر کا وجود معدوم ہے۔
تیسرا قول:۔
جمہور کے نزدیک خبر متواتر کا وجود کتب احادیث میں کثیر ہے:۔

س 11: علم ضروری اور علم نظری کی تعریفات تحریر فرمائیے؟

ج: علم ضروری:۔
ایسا علم جس کے ماننے پر انسان مجبور ہوتا ہے۔ "رد" کرنا چاہے تو "رد" نہیں کر سکتا:۔

علم نظری:۔
ایسا علم جو استدلال کے ساتھ حاصل ہو۔ بغیر استدلال کے علم حاصل نہیں ہوتا:۔

س 12: خبر متواتر کی اقسام مع تعریفات تحریر کیجئے؟

ج: علم متواتر کی "2" اقسام ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
1۔ لفظی 2۔ معنوی

لفظی سے مراد:۔
ایسی خبر متواتر جس کے الفاظ و معنی دونوں تواتر سے منقول ہوں:۔
جیسے:۔ من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار:۔

معنوی سے مراد:۔
جس کے فقط معنی تواتر سے منقول ہوں۔ الفاظ میں تواتر اگرچہ نہ ہو:۔
جیسے:۔ بوقت دعا ہاتھ بلند کرنے والی حدیث:۔

س 13: خبر مشہور اور مستفیض کی تعریف بیان کریں؟ اور مشہور و مستفیض کے مابین فرق بھی لکھئے:۔

ج: خبر مشہور کی تعریف میں "2" مذہب ہیں:۔
1۔ محدثین 2۔ فقہاء

عند المحدثین:۔
وہ حدیث جس کے طرق محصور ہوں۔ اور زیادہ بھی "2" ہوں یا اس سے زائد:۔

عند الفقہاء:۔
ان کے نزدیک مستفیض ہی مشہور ہے:۔

مشہور و مستفیض:۔
اس بارے میں "3" اقوال ہیں:۔

پہلا قول:۔
مشہور اور مستفیض مترادف ہیں:۔
تو اس صورت میں ان کے مابین نسبت تساوی ہے:۔

دوسرا قول:۔
مشہور اور مستفیض دونوں الگ الگ ہیں:۔
تو اس صورت میں ان کے مابین نسبت تباین ہے:۔
تو اس صورت مستفیض کی تعریف یہ ہوگی:۔
تعریف المستفیض:۔
ایسی خبر جس کے رُواۃ کی تعداد ابتداءِ سند، اسنادِ سند، انتہاءِ سند میں یکساں ہوں:۔

تیسرا قول:۔
مستفیض، مشہور سے متغائر ہے:۔ اس صورت میں "مستفیض" کی تعریف یہ ہوگی:۔
تعریف المستفیض:۔
ایسی خبر جسکو علماءِ کرام نے تلقی بالقبول سے نوازا ہو۔ رُواۃ کی تعداد سے قطعِ نظر:۔

س۱۱ خبرِ آحاد کی اقسام افراد کے اعتبار سے کتنی اور کون کونسی ہیں؟ بیان کریں:۔
ج خبرِ آحاد باعتبارِ تعداد
- متواتر
- مشہور
- عزیز
- غریب
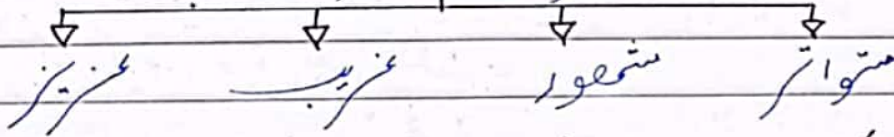
س۱۲ مشہور کی اقسام قلم بند کریں؟ مع تعریفات کے:
ج اقسام:۔
اقسام المشہور
- مشہور اصطلاحی: طرق محصورہ کی تعداد "2" سے زائد ہو:۔
- مشہور غیر اصطلاحی: ایسی خبر واحد جو لوگوں کی زبانوں پر مشہور اور معروف ہو:۔
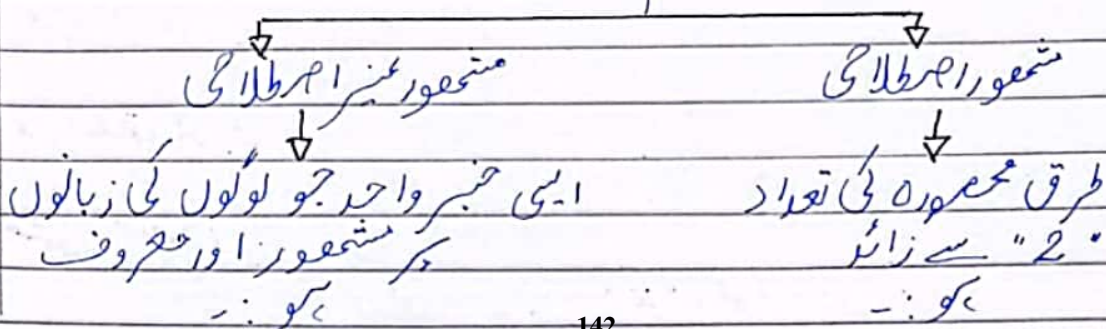
س 16 عزیز کی تعریف مع وجہ تسمیہ بیان کریں؟
ج تعریف العزیز:۔ جس کو روایت کرنے والے رُواۃ کی تعداد ہر ہر طبقہ میں کم سے کم "2" ہوں۔ "2" سے کم نہ ہوں:۔

مثال:۔
عن أبی ھریرۃ:۔ لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیہ من والدہ و ولدہ:۔

وجہ تسمیہ:۔

عزیز

"باب "ضرب" سے ہوگا تو معنیٰ "نادر" "نایاب" ہوگا۔ اور خبر عزیز کا وجود بھی "نایاب" ہے:۔

"باب "ف" سے ہوگا تو معنیٰ "مضبوط" "قوی" ہوگا اور "خبر عزیز" دوسری سند سے تقویت پا جاتی ہے:۔ اسلئے "عزیز" کو "عزیز" کہتے ہیں۔

س 17 کیا صحیح ہونا شرط ہے عزیز کیلئے؟ اختلاف أئمہ بیان کریں:۔
ج اس بارے میں "3" مذاھب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
1۔ جمھور 2۔ ابو علی جبائی
3۔ حاکم ابو عبداللہ:۔

عند الجمھور:۔
صحیح کیلئے عزیز ہونا شرط نہیں ہے:۔

عند ابی علی جبائی:۔ صحیح کیلئے عزیز ہونا شرط ہے:۔

عند حاکم ابی عبداللہ:۔
حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حاکم صاحب کے کلام سے ایسا ثابت ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک بھی صحیح کیلئے عزیز ہونا شرط ہے:۔

س[18] خبر واحد کی تعریف مع اقسام بیان کریں:۔
ج لغوی معنی:۔ جس کو ایک شخص روایت کرے:۔
اصطلاحی تعریف:۔ جس میں خبر متواتر کی شرائط نہ ہوں:۔
اقسام الآحاد:۔
باعتبار ردّ وقبول

مقبول ← ایسی خبر "من حیث عدالت" اور ضبط کے اعتبار سے صفت قبولیت پائی جائے۔ اور مخبر کا صدق راجح ہو۔

مردود ← ایسی خبر "من حیث عدالت" اور ضبط کے اعتبار سے صفت ردّیت پائی جائے۔ اور مخبر کا کذب راجح ہو۔
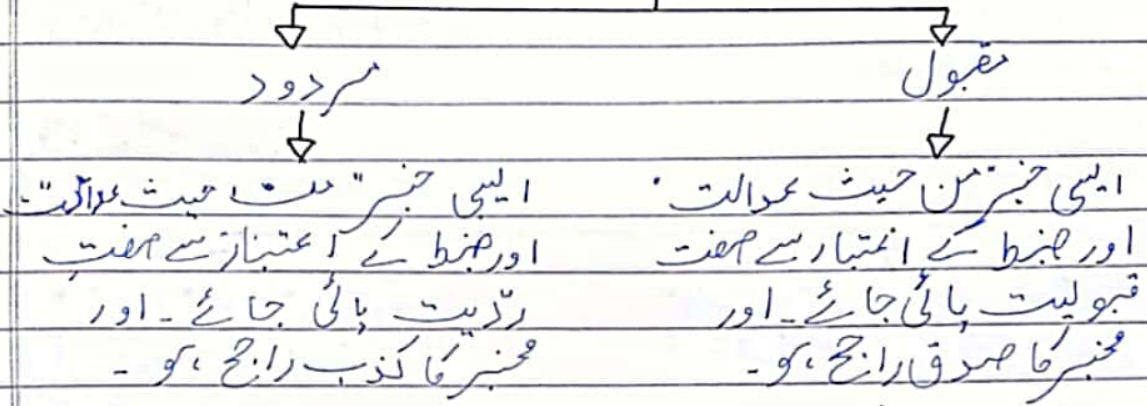
س[19] خبر مقبول کا حکم قلم بند فرمائیے؟
ج اس بارے میں "2" مذھب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
1۔ جمھور 2۔ معتزلہ
عند الجمھور:۔ خبر مقبول سے حکم کا اثبات بھی ہوتا ہے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے:۔
عند المعتزلہ:۔ خبر مقبول قابلِ استدلال نہیں ہے:۔

س[20] خبر آحاد کے ذریعے کون سا علم حاصل ہوتا ہے؟ بیان کریں:۔
ج اس بارے میں "2" مذھب ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔
1۔ جمھور 2۔ بعض لوگوں کا
عند الجمھور:۔ قرائن کے پائے جانے کی صورت میں خبر آحاد سے علم نظری کا فائدہ دے گا:۔
عند البعض:۔ خبر آحاد سے علم نظری حاصل نہیں ہوتا:۔

س 21: محتف بالقرائن کی تعریف مع انواع ثلاثہ بھی بیان کریں۔ وضاحت کے ساتھ:

ج: تعریف:۔

ایسی احادیث جن میں ایسی صفات یا احوال حاصل ہوں۔ جو اس کی تقویت پر دلالت کرتے ہوں۔ اور جھوٹ اور خطا ہونے کی نفی کر دیں:۔

پہلی قسم:۔ جس کو شیخین نے اپنی کتب صحیحین میں نقل کیا ہو۔ اور حد تواتر تک نہ پہنچیں:۔

شیخین کو ترجیح دینے کی وجوہات:۔

شیخین کو ترجیح دینے کی "3" وجوہات ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

پہلی وجہ:۔

شیخین کا مرتبہ و رتبہ اور جلالت ایسا ہے جو کسی اور کو نہیں ملا:۔

دوسری وجہ:۔

علمائے کرام نے صحیحین کو "تلقی بالقبول" سے نوازا ہے:۔

تیسری وجہ:۔

صحیح کو غیر صحیح سے ممتاز کرنے کا جو تقدم صحیحین کو حاصل ہے۔ وہ کسی اور کو نہیں ہے:۔

دوسری قسم "مشہور":۔

مشہور سے مراد: ایسی خبر واحد جسکی متعدد اسانید ہوں۔ وہ تمام کی تمام ضعف رواۃ و علل سے خالی ہوں:۔

تیسری قسم "مسلسل":۔

مسلسل سے مراد "ایسی حدیث جسے روایت کرنے والے رواۃ نے ایک ہی صفت، ایک ہی حالت

ایک ہی فعل پر نقل کیا ہو:۔
مثال:۔ سرکار علیہ السلام کا تین جانوروں کی قربانی کے جواز کیلئے "حج" انگلیوں کا بلند کرنا:۔

س22 مسلسل کے ذریعے کون سا علم حاصل ہوگا بیان کریں؟
ج خبر مسلسل سے علم نظری حاصل ہوتا ہے:۔ کیونکہ اس میں ایسی صفات لائقہ پائی جاتی ہیں۔ جو قبول کو ثابت کرتی ہیں۔
اور کثیر تعداد میں پائی جاتی ہیں:۔

س23 کیا محتف بالقرائن سے ہر شخص کو علم حاصل ہوگا یا نہیں؟
ج جی نہیں!
محتف بالقرائن سے ہر شخص کو علم حاصل نہیں ہوگا اسکی "3" شرائط ہیں۔ جن میں یہ شرائط پائی جائیں گی۔ اُن کو علم حاصل ہوگا:۔
پہلی شرط:۔ علم حدیث میں متبحر ہو:۔
دوسری شرط:۔ رُواۃ کے احوال کو جاننے والا ہو:۔
تیسری شرط:۔ علتوں پر اطلاع تام حاصل ہو:۔

س24 خبر غریب کی اقسام مع تعریفات کے بیان کریں؛
ج تعریف الغریب:۔
جس کو روایت کرنے میں ایک شخص متفرد ہو۔ اور یہ تفرد سند میں کسی بھی جگہ ہو:۔

اقسام الغریب:۔
غریب کی "2" قسمیں ہیں:۔
1۔ فرد نسبی 2۔ غریب مطلق
فرد نسبی کی تعریف:۔
جس میں غرابت اصل سند میں نہ ہو بلکہ

تبع تابعین میں غرابت ہو۔

وجہ تسمیہ:۔
اسکی وجہ یہ ہے کہ اس میں تفرد ہوتا ہے جو معین شخص کی طرف نسبت کرتے ہوئے حاصل ہوتا ہے۔
اگرچہ "فی نفسہ" حدیث مشہور ہو۔ "فرد نسبی" پر فرد کا اطلاق بہت ہی کم ہوتا ہے۔

غریب مطلق کی تعریف:۔
جس میں غرابت اصلِ سند میں واقع ہو:۔

اصلِ سند سے مراد:۔
اس میں "2" مذھب ہیں:۔
۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی 2۔ ملا علی قاری

حافظ صاحب کے نزدیک:۔
اصلِ سند سے مراد "جس جگہ پر سند کا دارو مدار ہو۔ اس سے مراد "طبقات صحابی" ہیں:۔

ملا علی قاری کے نزدیک:۔
اصلِ سند سے مراد "طبقاتِ تابعی" ہیں:۔

مفتوی بہ قول:۔
مُلا علی قاری کا ہے۔

وجہ:۔
اس لیئے کہ صحابی کا متفرد ہونا یہ صحت کیلئے مانع نہیں ہے:۔ تو اسلیئے اصلِ سند سے مراد "طبقہ تابعی" ہے:۔

س 25: "فرد" اور "غریب" یہ دونوں مترادف ہیں یا نہیں؟ بیان کریں۔

ج: لغۃً اور اصطلاحاً یہ دونوں مترادف ہیں:۔ مگر اہل اصطلاح ان کے مابین مغایرت کے قائل ہیں۔ کثرت اور قلت کے اعتبار سے:۔
فرد کا اکثر اطلاق "فرد مطلق" پر ہوتا ہے۔

اور غریب کا اکثر اطلاق "فرد نسبی" پر ہوتا ہے:۔

اور اگر ان کو فعل مشتق کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اس میں کوئی فرق نہیں۔

وجہ:۔
کیونکہ اہل حدیث "غریب مطلق" اور "فرد نسبی" کے بارے میں ایک ہی لفظ "تفرد بہ فلان" اور "غرب بہ فلان" استعمال کرتے ہیں:۔

س 26: خبر مقبول کی اقسام اربعہ کی وجہ حصر بیان کریں؟

ج:

خبر
- صفات قبول کی اعلیٰ صفات پر مشتمل ہوگی تو ← صحیح لذاتہ
- یا
- نہیں
  - اگر کمی کو پورا نہ کیا جا سکے تو ← حسن لذاتہ
  - اس کی کمی کو پورا کیا جا سکے گا کثرت طرق سے تو ← صحیح لغیرہ
  - اگر کوئی ایسا قرینہ قائم ہو۔ جو جانب توقف کو ترجیح دے دے تو ← حسن لغیرہ
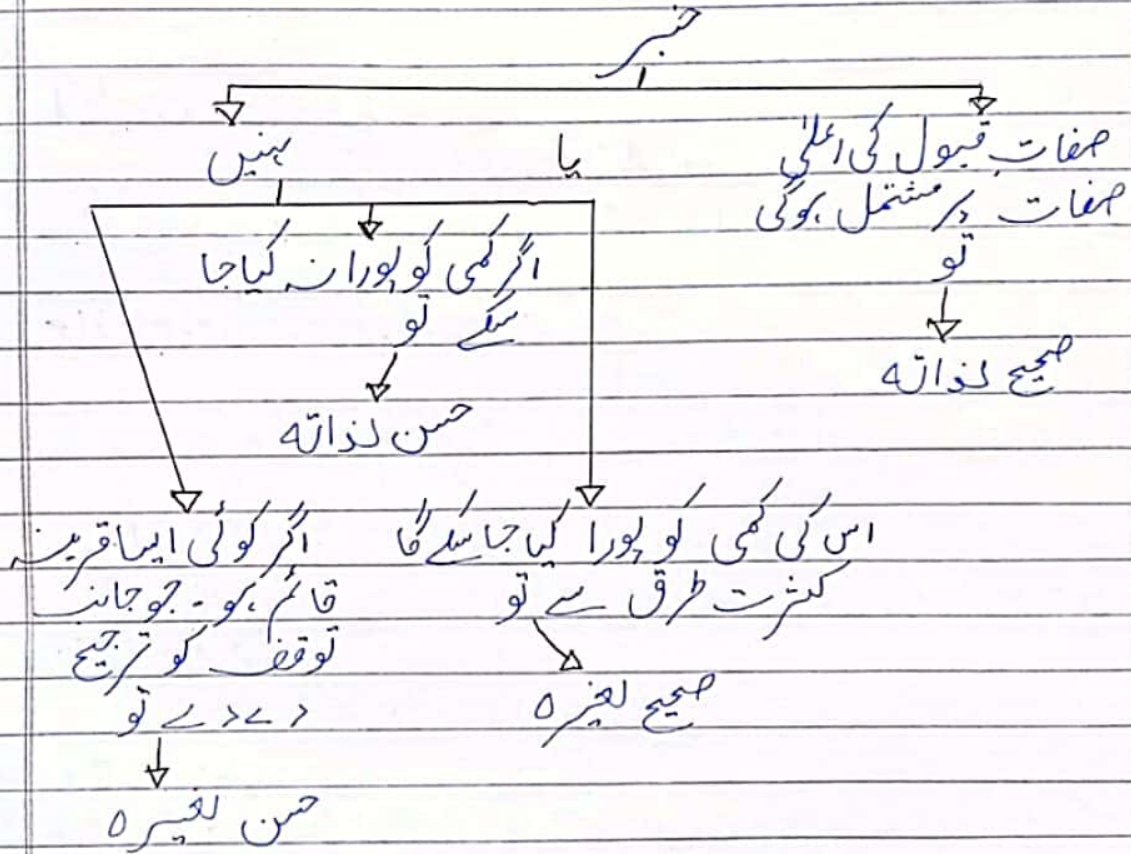
س 27: صحیح لذاتہ کی تعریف مع فوائد وقیودات کے بیان کریں؟

ج: تعریف:۔
وہ خبر جس کو روایت کرنے والا راوی "نقل عدل، تام ضبط سے متصف ہو۔ اور جسکی سند بھی متصل ہو، اور نہ معلل ہو نہ ہی شاذ ہو:۔

خبر آحاد:۔
بمنزلہ جنس ہے:۔

نقل عدل:۔
اس سے "نقل غیر عادل" احتراز ہے:۔
ھو:۔
یہ ضمیر فصل ہے۔ جو مبتداء اور خبر کے درمیان واسطہ ہے۔ اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اس کا ماقبل اسکی خبر ہے نہ کہ صفت:۔
لذاتہ:۔
اس سے وہ صحیح نقل جائے گا۔ جسکو کسی "امر خارج" کی وجہ سے صحیح کہا ہو:۔

س28 عدل، ضبط، متصل، شاذ، ان کی تعریفات بیان کریں؟
ج: عدل سے مراد:۔
ایسا ملکہ جو ہمیشہ مروت پر ابھارے:۔
تقوی سے مراد:۔
اعمال سیئہ (شرک، فسق، بدعت سے بچنا)
مروت سے مراد:۔
وہ کام جسے عقل سلیم برا جان کر چھوڑ دے۔
بدعت سے مراد:۔
وہ عمل جو بدمذہب یا گمراہی کی طرف لے جانے والی ہو:۔
ضبط سے مراد:۔
ایسا ملکہ جو راوی کو اس بات پر ابھارے کہ جیسے اس نے حدیث سنی ہے۔ ویسی بیان کر دے:۔

ضبط اقسام

ضبط صدر	ضبط کتاب
راوی محفوظ کرے جو اس نے سنا ہو۔ اور اس کو بیان کرنا ممکن ہو۔ جیسا چاہے، جب چاہے،	راوی کو محفوظ ہوتا ہے جب سے اس نے سنا ہوتا ہے۔ اسکی تصحیح کرتا ہے، جو اس سے ادا کرتا ہے،

متصل سے مراد :۔
ابتداء سے انتہاء تک ہر ہر راوی نے
مروی عنہ سے بالمشافہ سُنا :۔
معلل سے مراد :۔
لغوی معنی :۔ جس میں علت ہو۔
اصطلاحی معنی :۔
جس میں عیب دار علت ہو۔
شاذ کا لغوی معنی :۔
منفرد ہونا :۔
اصطلاحی معنی :۔
1۔ جس میں راوی اپنے راجح شخص کی
مخالفت کرے :۔
2۔ جس کا راوی تمام حالات میں سوءِ حفظ
کا شکار ہو :۔
3۔ جس میں ثقہ اپنے سے اوثق کی
مخالفت کرے :۔

س 29: سند کے درجہ ثلاثہ تحریر کریں :۔
ج: پہلا درجہ :۔
سب سے بلند رتبے والی وہ سند جس پر ائمہ
کرام نے "اصح الاسانید" ہونے کا اطلاق کیا ہے :۔
1۔ زھری عن سالم بن عبداللہ بن عمر عن ابیہ :۔
2۔ محمد بن سیرین عن عبیدہ بن عمرو عن علی :۔
3۔ ابراھیم النخعی عن علقمۃ عن ابن مسعود :۔

دوسرا درجہ :۔
اس سے کم مرتبے والی اسناد ہے :۔
1۔ کروایۃ برید بن عبداللہ بن أبی ھریرۃ عن جدہ
عن أبیہ أبی موسی :۔
2۔ حماد بن سلمۃ عن ثابت عن أنس

تیسرا درجہ :۔
پھر اس سے بھی کم مرتبے والی اسناد ہے :۔
1۔ سھیل بن أبی صالح عن ابیہ عن أبی ھریرۃ

2- علاء بن عبد الرحمن عن أبیه عن أبی ھریرۃ:۔

س 30: بخاری اور مسلم میں سے کون سی کتاب زیادہ اصح ہے؟ بیان کریں:۔

ج: اس بارے میں "4" مذاہب ہیں:۔ وہ یہ ہیں:۔
1- جمہور 2- ابو علی نیشاپوری
3- امام شافعی 4- مغارب

عند الجمہور:۔
سب سے زیادہ مرتبہ "بخاری شریف" کا ہے:۔

پہلی وجہ:۔
امام بخاری "راوی کیلئے مروی عنہ" سے لقاء کو شرط قرار دیتے ہیں۔ جبکہ "امام مسلم" فقط معاصرت کو شرط قرار دیتے ہیں:۔

دوسری وجہ:۔ "صحیح مسلم" میں "شاذ و معلل" روایتیں بمقابل "صحیح بخاری" کے زیادہ ہیں۔ اسلئے "صحیح بخاری" کو "صحیح مسلم" پر ترجیح حاصل ہے:۔

عند ابی علی:۔
سب سے زیادہ مرتبہ "صحیح مسلم شریف" کو ہے:۔

عند الشافعی:۔
امام شافعی علیہ الرحمہ کے دور میں "صحیح بخاری" کا وجود نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو امام شافعی علیہ الرحمہ بھی "صحیح بخاری" کو ترجیح دیتے۔
لیکن امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنے دور میں "مؤطا امام مالک" کو فوقیت دی تھی:۔

عند المغارب:۔
"صحیح مسلم" کو فوقیت دیتے ہیں:۔

وجہ:۔ اسلئے کہ "صحیح مسلم شریف" "حسن سیاق والی" "عمدہ ترتیب" اور "عمدہ وضاحت" والی ہے:۔

س 31: حدیث معنعن کی تعریف مع شرائط بیان کریں:۔
ج: تعریف:۔
جس کو راوی "عن فلان عن فلان" کے الفاظ سے روایت کرے:۔

شرائط:۔
حدیث معنعن کی "3" شرائط ہیں:۔
پہلی "2" شرائط پر شیخین کا اتفاق ہے:۔
جبکہ "آخری شرط" پر امام بخاری علیہ الرحمہ کا صرف اتفاق ہے:۔
پہلی شرط:۔
راوی مدلس نہ ہو:۔
(عند الشیخین)
دوسری شرط:۔
راوی و مروی عنہ کے مابین معاصرت ہو
(عند الشیخین)
تیسری شرط:۔
ملاقات بھی ہو:۔
(عند البخاری فقط)

س 32: امام ترمذی بعض احادیث میں "حسن صحیح" فرماتے ہیں:::::
اس میں تردد یہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث فقط صحیح ہے یا حسن،
اگر حسن ہے تو "صحیح" کیوں کہا؟
اگر صحیح ہے تو "حسن" کیوں کہا؟ بیان کریں:۔
ج: امام ترمذی کا یہ فرمانا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ حدیث پاک ایک وصف کے اعتبار سے صحیح ہوتی ہے اور ایک وصف کے اعتبار سے حسن ہوتی ہے:۔ مختلف قوموں کے نزدیک۔
اور اس سے حرف عطف "أو" کو حذف کر دیا جاتا ہے:۔
واللہ اعلم بالصواب ۰

س 33: امام ترمذی علیہ الرحمہ کے نزدیک حسن کی تعریف کیا ہے؟ بیان کریں:۔

ج: تعریف الحسن:۔
ہر وہ حدیث جسے روایت کرنے والا راوی متہم بالکذب نہ ہو۔ اس طریقے کے علاوہ روایت کیا جائے:۔
اور نہ ہی وہ حدیث شاذ ہو تو وہ حدیث امام ترمذی علیہ الرحمہ کے نزدیک حسن کہلائے گی:۔

س 34: صحیح اور حسن کے رواۃ میں زیادتی کب قابلِ قبول ہوگی؟ بیان کریں:۔

ج: ثقہ کی زیادتی

- ایسی زیادتی ہے جو ان کے مابین مخالفت پر مبنی نہ ہو
  ↓
  زیادتی قابل قبول ہے:۔
- اگر زیادتی ان کے مابین مخالفت کر رہی ہے۔ تو ترجیح کی صورت کریں گے
  ↓
  یعنی:۔ ایک راجح، اور ایک مرجوح ہوگی:۔

عند اکثر شوافع:۔
اکثر شوافع کے نزدیک "ثقہ کی زیادتی مطلقاً قابلِ قبول ہے":۔
جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ بذاتِ خود کلام اس کے مخالف فرماتے ہیں۔
وہ فرماتے ہیں کہ "مطلقاً زیادتی قابلِ قبول نہیں ہے:۔

س 35: محفوظ اور شاذ کی تعریف مع امثلہ تحریر کریں:۔

ج: اگر مخالفت راجح سے ہو جائے یا کثرت ضبط کے اعتبار سے یا کثرت تعداد کے اعتبار سے یا اس کے علاوہ دیگر وجوہ ترجیح کے اعتبار سے ہو تو
"راجح" کو "محفوظ" اور
"مرجوح" کو "شاذ" کہتے ہیں:۔

مثال:۔

امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ سے روایت ہے
ابن عیینہ کے طریقے سے وہ روایت کرتے ہیں عمر بن دینار
سے وہ عوسجہ سے وہ ابن عباس سے:۔
"أنَّ رَجُلاً تُوُفِّيَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا
إِلَّا مَوْلًى هُوَ أَعْتَقَهُ"
تو اس حدیث میں حماد بن زید نے مخالفت کی ہے۔
انہوں نے "عمر بن دینار" عن عوسجہ سے روایت کرتے ہیں
ابن عباس کا تذکرہ نہیں کیا:۔
ابو حاتم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
ابن عیینہ کی حدیث "محفوظ" ہے:۔
جبکہ حماد بن زید والی
روایت "شاذ" ہے:۔

س 76 معروف اور منکر کی تعریف مع امثلہ بیان کریں!
ج ضعیف راوی اگر ثقہ کی مخالفت کرے تو راجح
کو "معروف" اور مرجوح کو "منکر" کہا جائے گا:۔
مثال:۔
مَا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ طَرِيقِ حُبَيِّبِ بْنِ حُبَيِّبٍ
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَالَ "مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى
الزَّكٰوةَ وَحَجَّ وَصَامَ وَقَرَى الضَّيْفَ دَخَلَ الْجَنَّةَ"
ابو حاتم فرماتے ہیں
کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اور یہی حدیث معروف ہے۔ اس
طرح کہ یہ حدیث ابو اسحاق تک موقوف ہے۔
اور دیگر
ثقہ نے بھی اسی اسناد سے روایت کی ہے:۔

س 77 شاذ و منکر کے مابین نسبت کونسی پائی جاتی ہے؟ لکھئے:۔
ج ان کے مابین نسبت "عموم خصوص من وجہ" ہے۔ وہ اس طرح کہ
ان میں مخالفت کی شرط میں اجتماعیت ہوتی ہے۔ اور افتراقی
مادہ یہ ہے کہ شاذ ثقہ کی روایت کو کہتے ہیں۔
یا معروف کو۔

اور منکر ضعیف کی روایت کو کہتے ہیں۔ یہ ان کے مابین فرق پایا جاتا ہے۔ جبکہ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں:۔

س 38: متابعت کی تعریف اور اس کی اقسام کی تعریفات سپردِ قلم کریں:۔

ج: تعریف المتابعۃ:۔ فردِ نسبی کے ایک راوی کے ساتھ دوسرا راوی موافقت کرے:۔

اقسام المتابعۃ:۔

متابعت

- متابعت تامہ: راوی کو بذاتِ خود متابعت حاصل ہو تو "متابعت تامہ" ہوتی ہے۔
- متابعت قاصرہ: راوی اسکے مافوق شیخ کیلئے حاصل ہو تو "متابعت قاصرہ" کہلاتی ہے:۔
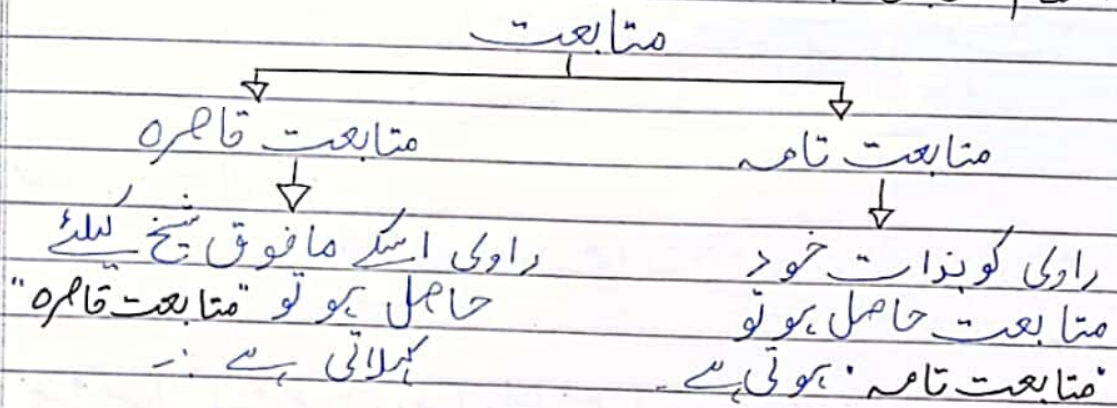
س 39: شاہد کی تعریف بمع مثال تحریر کریں:۔

ج: تعریف الشاہد:۔ ایک حدیث اگر لفظاً یا معناً "یا صرف معناً دوسری حدیث سے مشابہت رکھے: اور دونوں کے راوی جدا ہوں:۔

مثال:۔ مَا رَوَاہُ الْبُخَارِی مِنْ رِوَایَۃِ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ بِلَفْظِ "فَإِنْ غُمِّیَ عَلَیْکُمْ فَأَکْمِلُوا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلَاثِیْنَ"

س 40: شاہد اور متن کیا ایک ہیں یا ان کے مابین فرق ہے؟ قلم بند کریں:۔

ج: ایک قوم کے نزدیک متابعت وہ ہے جو موافقت الفاظ میں حاصل ہو۔ برابر ہے وہ صحابی کی روایت ہو یا نہ ہو:۔

اور شاہد وہ ہے جو معنی میں موافقت حاصل ہو

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ متابعت کا اطلاق شاہد

پر اور شاہد کا متابعت پر کیا جاتا ہے۔ اور یہی درست ہے۔

س41: اعتبار کی وضاحت مع اختلاف تحریر کریں؟
ج: اس بارے میں "2" مذہب ہیں:
1۔ حافظ صاحب 2۔ ابن صلاح

عند حافظ صاحب:۔
ایسی بات نہیں ہے۔ بلکہ اعتبار توصل کی ہیئت کے اعتبار سے ہے۔ ان کی طرف منسوب ہے۔

عند ابن صلاح:۔
اعتبار متابع اور شاہد کی اقسام میں سے ہے۔

س42: خبر مقبول کی معمول بہ اور غیر معمول بہ کے اعتبار سے اقسام سبعہ بیان کریں؟ مع امثلہ بیان کریں۔
ج: خبر مقبول کی معمول بہ اور غیر معمول بہ کے اعتبار سے "7" اقسام ہیں:۔ اور وہ یہ ہیں:
1۔ محکم 2۔ مختلف الحدیث
3۔ ناسخ 4۔ منسوخ
5۔ راجح 6۔ مرجوح
7۔ متوقف فیہ

تعریف المُحکم:۔
ایسی خبر مقبول کہ جس کے معارض کوئی خبر نہ ہو۔
مثال:۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

تعریف مختلف الحدیث:۔
وہ خبر مقبول جس کا معارض

ایسکے ہم مثل ہو۔ اور اسکو جمع کرنا بھی ممکن ہو:۔

مثال:۔

قَالَ:۔ لَا عَدْوٰی وَ لَا طِیَرَۃَ

یہ حدیث اور یہ حدیث

فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَکَ مِنَ الْأَسَدِ

ان دونوں کو جمع کرنا ممکن ہے:۔

ناسخ و منسوخ کی تعریف:۔

ایسی خبر مقبول جس کے معارض خبر مقبول ہو۔ اور ان کو جمع کرنا ممکن نہ ہو تو مقدم منسوخ اور بعد والی ناسخ کہلاتی ہے:۔

مثال:۔ قولہ علیہ السلام:۔

کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ:۔

↓

یہ منسوخ ہے۔

فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ:۔

↓

یہ ناسخ ہے:۔

راجح اور مرجوح کی تعریف:۔

ایسی خبر مقبول کہ ناسخ و منسوخ کرنا ممکن نہ ہو۔ بلکہ ترجیح ممکن ہو۔ تو ترجیح دی جائے گی:۔

جس پر ترجیح دی جائے وہ "مرجوع" اور دوسری "راجح" کہلاتی ہے:۔

مثال:۔

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ:۔ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ

یہ حدیث مرجوح ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:۔ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ

یہ حدیث راجح ہے:۔

متوقف فیہ کی تعریف:۔

ایسی خبر مقبول کہ جس میں ترجیح نہیں دی جا سکتی ہو:۔

وہ متوقف فیہ کہلائے گی:۔

س43 ناسخ و منسوخ کی پہچان کے امور ثلاثہ تحریر کیجئے؟ مع وضاحت:۔

ج پہلا طریقہ:۔
سب سے اول اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ کسی دوسری حدیث میں اس فعل کی اباحت اور عدم اباحت کی تصریح آ جائے:۔

دوسرا طریقہ:۔
یہ ہے کہ یہ حدیث متاخر ہو۔ اور دوسری مقدم:۔

تیسرا طریقہ:۔
یہ ہے کہ تاریخ سے جان لیا جائے کہ کون سی حدیث مقدم ہے۔ اور کون سی مؤخر ہے:۔

س44 اجماع ناسخ کیوں نہیں بن سکتا؟ بیان کریں:۔

ج اجماع درحقیقت ناسخ نہیں ہو سکتا:۔ کیونکہ اگر اجماع کو ناسخ مانے تو حضور علیہ السلام کے قول کو باطل کرنا لازم آئے گا۔
جو کہ کسی بھی امتی کیلئے درست نہیں ہے۔
اور اجماع درحقیقت غیر مشہور فرمان پر ہوتا ہے:۔

س45 خبر معلق اور معضل کی تعریف بیان کریں؟

ج تعریف المعلق:۔
وہ حدیث جسکی اوّل سند سے یا اس سے زائد راوی حذف کر دیئے گئے ہوں:۔

تعریف المعضل:۔
وہ حدیث جس کی سند کی ابتداء یا وسط سے "2" یا "2" سے زائد راوی محذوف کر دیئے گئے ہوں:۔
ان کے مابین "عموم خصوص من وجہ" کی نسبت ہے:۔

س[46] مرسل اور منقطع کی تعریف بیان کریں؟

ج تعریف المرسل:-
وہ حدیث جسکی سند کے آخر سے تابعی کے بعد صحابی کا نام حذف کر دینا:-

تعریف المنقطع:-
وہ حدیث جسکی سند میں سے کوئی بھی راوی ساقط ہو جائے:-

تمت بالخیر

"مواقع کا انتظار نہ کرو
بلکہ
موقع خود پیدا کرو"

"کسی کو بھی اپنی پریشانی
مت بتانا
کیونکہ وہ اس کے بدلے اور آپ
کو پریشانیاں دے گا"

"علم قابلیت کیلئے حاصل کرو
کامیابی کیلئے نہیں"

1

06-11-2019

"علم المیراث"

س: "علم المیراث" کی اہمیت بیان کریں؟

ج: "علم المیراث" علوم دینیہ میں ایک اہم اور ضروری علم ہے:
"4" وجوہات کی بناء پر اہمیت اسکو ہے:-

پہلی وجہ:-
تمام دینی و دنیوی علوم انسانی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب تک بندے کی سانس جاری ہے۔ تب تک "علوم دینی و دنیوی" ساتھ دیں گے۔ مرنے کے بعد سب علوم کا تعلق انسان سے ختم ہو جائے گا۔ علم میراث اسکی طرف متوجہ ہوگا:-

دوسری وجہ:-
حدیث پاک میں اس علم کو آدھا علم فرمایا گیا ہے۔
یعنی: سارے علوم، علم کا ایک حصہ ہیں۔ اور تنہا فرائض دوسرا حصہ:-

تیسری وجہ:-
اسی علم سے میت کے وارثوں میں عدل و انصاف کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی ساری زندگی عبادت و ریاضت میں گزار دے۔ مگر اپنے وارثوں پر ظلم کر کے مرے کہ بعض کو ظلماً نقصان پہنچائے۔ تو اس کی عبادت و ریاضت بیکار ہیں۔ جب تم چاہتے ہو کہ تمہاری ساری اولاد تمہاری خدمت کرے تو تم بھی ساری اولاد میں انصاف سے کام لو:-

چوتھی وجہ:-
قرآن کریم نے دیگر احکام "علوم" کو اجمالی طور پر بیان کیے۔ مگر "علم المیراث" کے مسائل بہت تفصیل سے ارشاد فرمائے۔
جس سے اس فن کی اہمیت کا پتہ لگا:-

س: "علم المیراث" کا رسالہ لکھنے کی وجہ تحریر کریں؟

ج: موجودہ مسلمان جہاں دیگر دینی باتوں سے بے پرواہ ہو گئے۔ تقسیم میراث سے بھی بے نیاز ہو گئے۔ آج کل عام پڑھے لکھے لوگ بھی علم اوقات اور علم میراث سے بھی بے خبر ہو گئے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ عام مسلمان نہ نماز کے وقتوں کی پرواہ کرتے ہیں، نہ میراث کی صحیح تقسیم کی۔ بعض جگہ تو

Scanned by CamScanner

مسلمانوں نے میراث میں اسلامی قانون چھوڑ کر مشرکین کا قانون قبول کر لیا۔
جس سے ان کی لڑکیاں میراث سے محروم ہو گئیں۔
گویا معاذ اللہ یہ لوگ جیتے جی تو مسلمان ہیں۔ مگر مرتے ہی بے ایمان۔ یقیناً یہ جرم قابل معافی نہیں۔ حقوق اللہ تو توبہ وغیرہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر حقوق العباد زبانی توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔
میراث تمام وارثوں کا حق ہے۔
اگر اس میں کمی بیشی کر کے کسی کی حق تلفی کی گئی تو اس کی معافی توبہ سے نہ ہو گی۔ بلکہ ان سب کو وہ حق دو جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔
یہ حالات دیکھتے ہوئے 1333ھ میں "علم الفرائض" کا رسالہ لکھا۔ جسکا ترجمہ گجراتی زبان میں شائع ہوا۔
پھر اس کا دوسرا ایڈیشن اردو زبان میں شائع ہوا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکومت اسلامیہ عطا فرمائی۔ تو "وکلاء" و "حکام" کو خصوصاً میراث کے مسائل سیکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تب حضرت سید شاہ محمد قادری دامت فیوضہم نے اس رسالہ کو تیسری بار چھاپنے کا حکم دیا۔ تو اس رسالہ کا تیسرا ایڈیشن شائع کیا گیا۔

س "علم المیراث" کی تعریف بیان کریں؟
ج لغوی معنیٰ:-
انتقال الشئ من الشخص الی الشخص او من قوم الی قوم سواء کان ذلک الشئ علمیا او مالا او مجدا او شرفا:-
اصطلاحی تعریف:-
انتقال الملکیت من المیت الی ورثہ الحی سواء کان متروک المال او عقار او حق من الحقوق:-
فقہی تعریف:-
ھو علم بقواعد فقہیۃ او حسابیۃ یعرف بھا نصیب کل وارث من الترکۃ:-

س "علم المیراث" کا موضوع اور غرض و غایت بیان کریں؟

Scanned by CamScanner

ج موضوع:-
"ورثاء" و "ترکہ":-

غرض:-
ہر ہر وارث تک شریعت کا مقررہ حق پہنچانا:-

س "علم المیراث" کے ارکان اور شرائط بیان فرمائیں؟
ج ارکان المیراث:-
"علم المیراث" کے ارکان "3" ہیں:
۱- مُورِث 2- وارث 3- ترکہ
شرائط المیراث:-
"میراث" کی "3" شرائط ہیں:-
۱- موت المُورِث 2- وارث کی حیات
3- کوئی وراثت سے مانع موجود نہ ہو:-

س "علم المیراث" کا "مأخذ" اور "واضع" بیان کریں؟
ج مأخذ:-
"علم المیراث" کے اصول "3" چیزوں سے اخذ کرتے ہیں:- اُن کے نام درج ذیل ہیں:-
۱- کتاب اللہ 2- سنت 3- اجماع:-
واضع:-
"علم المیراث" کے واضع خود "رب کائنات" ہیں:-

س "علم المیراث" کا فائدہ اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟
ج فائدہ:-
اس علم کے سیکھنے والے کو ایسا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے جس کے ذریعے مستحقین کے مابین شریعت کے مطابق ترکہ تقسیم کرنے پر قادر ہو جاتا ہے:-
وجہ تسمیہ:- "علم الفرائض":- فرائض "فریضۃ" کی جمع ہے۔ "فریضۃ" کہتے ہیں "متعین چیز" کو:- چونکہ میراث میں ورثہ کے حصے متعین ہوتے ہیں۔ اسلئے "علم المیراث" کو "علم الفرائض" سے موسوم کیا جاتا ہے:-

Scanned by CamScanner

س | وراثت کے اسباب قلم بند فرمائیے؟
ج | اسباب المیراث :-
میراث کے "3" اسباب ہیں:-
1- رشتہ داری 2- زوجیت 3- عقدِ ولاء :-

س | علم الفرائض کو نصف علم کہنے کی وجہ بیان فرمائیے؟
ج |
علم الفرائض
باعتبار حالت — باعتبار سبب ملک
انسان کی "2" حالتیں ہیں :- — ملک کے "2" سبب ہیں :-
زندگی — موت — ضروری — اختیاری

علم الفرائض کے علاوہ باقی تمام دینی علوم کا تعلق انسان کی حالت حیات سے ہے۔ جبکہ علم الفرائض کا تعلق انسان کی حالت ممات سے ہے :-

علم الفرائض کے علاوہ باقی تمام علوم ملک اختیاری کا سبب بنتے ہیں۔ جبکہ علم الفرائض ملک ضروری کا سبب بنتا ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ وارث اگر اپنا حصہ لینے سے انکار کرے تو قاضی جبراً اسکا حصہ اسکے حوالے کرے گا :-

س | مال میت کے مصارف کتنے اور کون کون سے ہیں؟
ج | مال میت کے مصارف شرعاً "4" ہیں :-
1- تجہیز و تکفین و تدفین 2- قرض 3- وصیت
4- وراثت :-

کفن، دفن سے مراد :-
میت کا مال سب سے پہلے اسکے کفن دفن میں خرچ کیا جائے گا۔ وہ اسطرح کہ نہ اس میں زیادتی کی جائے گی۔ نہ کمی کی جائے گی :-
زیادتی یہ ہے :-
کہ سنت سے زیادہ کپڑا یا مہنگا کپڑا

Scanned by CamScanner

5

دیا جو میت نے کبھی زندگی میں پہنتا ہو۔ اور کمی یہ ہے کہ
سنت سے کم کپڑا دیا جائے۔ یا ایسا کم قیمت والا
کپڑا جو میت زندگی میں نہ پہنتا تھا۔

قرض سے مراد:-

تجہیز و تکفین و تدفین کے بعد جو مال بچے گا
اُس سے میت کا قرض ادا کیا جائے گا۔

وصیت سے مراد:-

قرض ادا کرنے کے بعد جو مال بچا اس کے تہائی $\frac{1}{3}$
حصے سے میت کی وصیت پوری کی جائے گی۔ اگر میت
نے وصیت کی ہو۔

وراثت سے مراد:-

وصیت کے پورا کرنے کے بعد جو مال بچے
اسکو مرنے والے وارثوں پر شریعت اسلامیہ کے
مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

نقشہ:-

مال میت کے مصارف

تجہیز و تکفین
قرض
وصیت
وراثت

قرضہ و ترکہ دونوں برابر
ترکہ زیادہ قرضہ کم
قرضہ زیادہ ترکہ کم
حکم
اصول و ضوابط سے ادا کیا جائے گا۔

وارث کیلئے ہوگی
غیر وارث کیلئے ہوگی

کل مال کی
ثلث مال کی
ثلث سے کم کی
اگر اجازت دیں تو نافذ ورنہ باطل

کل مال کی
اگر اجازت دیں تو نافذ ورنہ باطل
ثلث کی
ثلث سے کم کی
اجازت کے بغیر بھی نافذ

Scanned by CamScanner

6
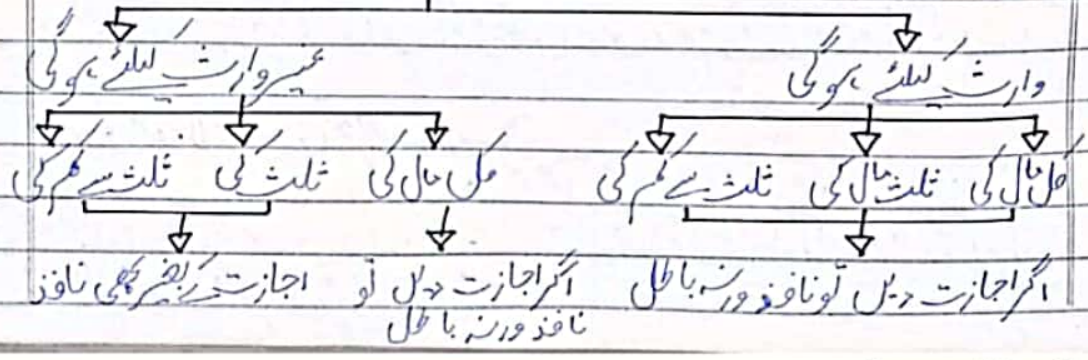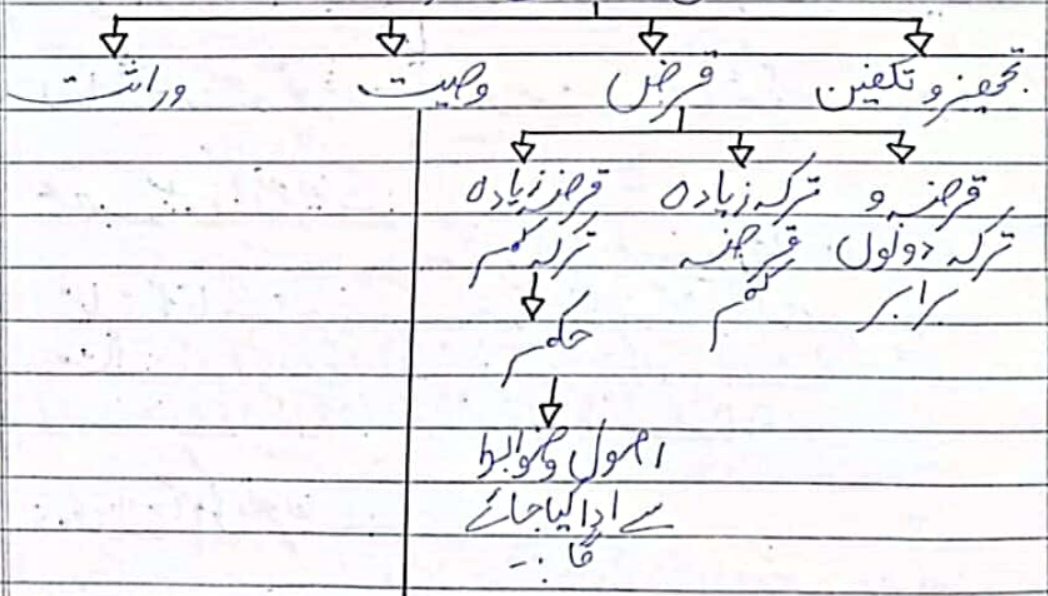
وارثوں پر مال تقسیم کرنے کی ترتیب

س: کتنے ورثاء پر مال میت تقسیم کیا جائے گا:۔؟

ج: میت کا مال "10" ورثاء پر تقسیم کیا جائے گا:۔

1۔ اصحاب فرائض 2۔ عصبہ نسبی 3۔ عصبہ سببی

4۔ آزاد شدہ غلام 5۔ عصبات نہ ہوں تو دوبارہ اصحاب فرائض افراد پر مال تقسیم کیا جائے گا۔ 6۔ ذوی الارحام 7۔ مولی موالات

8۔ مقر لہ بانسب علی الغیر 10۔ بیت المال:۔

9۔ میت نے تہائی یا مکمل کی وصیت کی ہو:۔

اصحاب فرائض کی تعریف:۔

جن افراد کا حصہ خود رب کائنات نے قرآن پاک میں مقرر کر دیا:۔

اصحاب فرائض:۔

"12" افراد ہیں:۔ "4" مرد "8" عورتیں

عصبہ نسبی کی تعریف:۔

وہ لوگ جن کا حصہ قرآن پاک میں مقرر نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہ ذوی فروض سے بچا ہوا مال لیتے ہیں۔

یا

ایسا شخص جو گوشت پوست میں شریک ہو:۔

عصبہ سببی کی تعریف:۔

یہ فرد آزاد کرنے والے کا مالک ہو گا "یا" آقا کے مرنے کے بعد غلام لے گا:۔

مثلاً:۔ اگر آزاد کردہ غلام مرا اسکا عصبہ نسبی کوئی نہیں ہے تو اسکا مال اسکو آزاد کرنے والا آقا لے گا:۔

ذوی الارحام کی تعریف:۔

ایسے رشتے دار جو خونی رشتہ دار ہوں لیکن نہ وہ اصحاب فرائض ہوں نہ ہی عصبات:۔

مولی موالات کی تعریف:۔

وہ شخص جس سے میت نے زندگی میں وعدہ کر لیا ہو کہ اگر میں پہلے مروں تو سارا میرا مال تیرا۔ اور اگر تو پہلے مرے تو تیرا مال میرا:۔

Scanned by CamScanner

مقرلہ بالنسب علی الغیر کی تعریف:-

وہ شخص جسکے نسب کا مرنے والے نے اپنے وارث سے دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف سے اس شخص کا رشتہ اگرچہ اس مرنے والے سے ثابت نہ ہوا ہو۔ یعنی:- نہ تو خود اس "متوفی" نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور نہ کسی دوسرے شخص نے اسکی گواہی دی ہو۔

س: وارثوں پر مال تقسیم کرنے کا طریقہ بیان کریں؟

ج: میت کے بچے ہوئے مال کو 1:- سب سے پہلے "ذوی الفروض" لوگوں پر حصہ شرعی کے مطابق تقسیم کیا جائے گا:-

2:- اسکے بعد "عصبہ نسبی" لوگوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ اگر "اصحاب فرائض" نہ ہوں تو سارے مال کے وارث "عصبہ نسبی" بنتے ہیں:-

3:- پھر اگر "عصبہ نسبی" نہ ہوں۔ تو "عصبہ سببی" کو مال دیا جائے گا:-

4:- اگر دونوں عصبات نہ ہوں تو مالک کے "عصبہ نسبی" میں تقسیم کیا جائے گا۔ اور اگر مالک کے "عصبہ نسبی" نہ ہوں تو "عصبہ سببی" میں تقسیم کیا جائے گا:-

نوٹ:-

عصبہ سببی میں فقط مردوں کو ملتا ہے۔
عورتوں کو نہیں ملتا:-

5:- پھر اگر میت کے دونوں عصبات نہ ہوں، تو "ذوی الفروض" لوگوں پر ہی دوبارہ اسی حساب سے مال تقسیم کیا جائے گا۔ (جو قرآن پاک میں حصہ مقرر ہے)

6:- پھر اگر میت کے "ذوی الفروض اور عصبات" نہ ہوں تو "ذوی الارحام" رشتہ داروں میں تقسیم کیا جائے گا:-

7:- پھر اگر "ذوی الارحام" بھی نہ ہوں تو "مولی موالات" مال لے گا:-

8:- اور اگر "مولی موالات" بھی نہ ہو تو "مقرلہ بالنسب علی الغیر" کو مال دیا جائے گا۔

9:- اگر "مقرلہ بالنسب علی الغیر" بھی نہ ہو تو "جس کیلئے میت" نے تہائی سے زیادہ یا مکمل کی وصیت کی ہو تو اسکو ملے گا۔

10:- اگر یہ بھی نہ ہوں تو مال "بیت المال" میں جمع کروا دیا جائے گا۔

Scanned by CamScanner

"وراثت سے محروم کرنے والی چیزیں"

س موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟
ج وارث کو وراثت سے محروم کرنے والی "4" چیزیں ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:-

۱۔ قتل 2۔ غلام 3۔ اختلاف دینین 4۔ اختلاف دارین

قتل سے مراد:-
عاقل بالغ وارث کا اپنے "مورث" کو اس طرح قتل کرنا جس سے قصاص یا کفارہ واجب ہو:-

قصاص سے مراد:-
قصاص کے معنی قتل کرنے والے کو بدلے میں قتل کرنا۔ اگر نابالغ بچہ یا دیوانہ آدمی اپنی زندگی میں کسی "مورث" کو قتل کردے۔ تو اس کی وجہ سے وہ وراثت سے محروم نہ ہوگا۔ اسی طرح وارث نے اپنے قرابت دار کو حق کی وجہ سے قتل کیا تو بھی یہ "وراثت" سے محروم نہ ہوگا:-

غلام سے مراد:-
وارث کسی کا غلام ہو تو اپنے کسی رشتہ دار کی میراث نہ پائے گا:-

اختلاف دینین سے مراد:-
وارث اور مورث کا دین جدا ہو۔ یعنی:- ایک مسلمان ہو دوسرا کافر "یا" ایک مسلمان دوسرا عیسائی ہو:-

اختلاف دارین سے مراد:-
میت اور وارث کا ملک الگ الگ ہونا یعنی:- ان کے بادشاہ بھی الگ ہوں اور ان کی فوج اور لشکر بھی الگ الگ ہوں:-

اہم نوٹ:-
"اختلاف دارین" یہ مسلمانوں کیلئے مانع وراثت نہیں ہوگی۔ فقط یہ صورت غیر مسلموں کیلئے موانع وراثت ہوگی:-
بقایا اوپر والی تینوں صورتیں مسلمانوں کیلئے موانع ارث ہوں گیں:- جسکی وجہ سے وارث کو وراثت نہیں ملے گی:-

Scanned by CamScanner
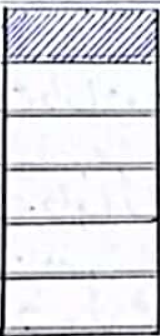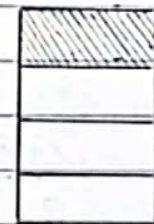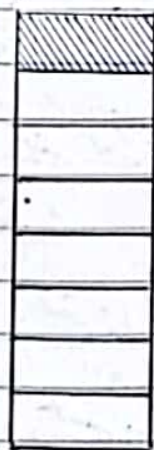
س حصص قرآنی کے حصوں کے درمیان "تضعیف اور تنصیف" بیان کریں؟

ج فریق اوّل میں تضعیف:۔ ثمن کا دوگنا ربع اور ربع کا دوگنا نصف ہے:۔

فریق اول میں تنصیف:۔ نصف کا نصف ربع اور ربع کا نصف ثمن ہے:۔

فریق ثانی کا تضعیف:۔ سدس کا دوگنا ثلث اور ثلث کا دوگنا ثلثان ہے:۔

فریق ثانی کا تنصیف:۔ ثلثان کا نصف ثلث اور ثلث کا نصف سدس ہے:۔

س مستحقین حصص کے افراد کتنے اور کون کونسے ہیں؟ بیان کریں:۔

ج "چھ" حصوں کے مستحق حضرات کل "12" ہیں۔ جن میں "4" مرد اور "8" عورتیں ہیں:۔ ان حضرات کا حصہ کتاب و سنت و اجماع امت کے حوالے سے مقرر ہے:۔

"4" مرد یہ ہیں:۔

1۔ باپ 2۔ جد صحیح
3۔ اخیافی بھائی 4۔ خاوند:۔

"8" عورتیں یہ ہیں:۔

1۔ بیوی 2۔ والدہ
3۔ جدہ صحیحہ 4۔ پوتی 5۔ بیٹی
6۔ نانی 7۔ حقیقی بہن 8۔ علاتی بہن:۔

س صحیح دادا، و علاتی و اخیافی بہن، بھائی کسے کہتے ہیں؛ وضاحت فرمائیے:۔

ج صحیح دادا کی تعریف:۔ جد صحیح اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب میت کی طرف اس کی نسبت کی جائے تو درمیان میں میت کی والدہ کا واسطہ نہ آئے:۔ جیسے:۔ دادا

Scanned by CamScanner

جدِ فاسد کی تعریف :-
جدِ فاسد وہ شخص ہوتا ہے کہ جب میت کی طرف اسکی نسبت کی جائے تو درمیان میں واسطہ مؤنث کا آ رہا ہو :- جیسے :- نانا :-

اخیافی کی تعریف :-
وہ بھائی، بہن جنکی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ہوں :-

حقیقی بھائی، بہن کی تعریف :-
جن کے ماں، باپ ایک ہوں :-

علاتی کی تعریف :-
وہ بہن، بھائی جن کا باپ ایک ہو، ماں الگ الگ ہوں :-

س اگر میت کا باپ زندہ ہو تو باپ کو "ترکہ" کتنے طریقوں سے اور کتنا ملے گا؟
ج میت کا باپ زندہ ہو تو باپ کو "3" طریقوں سے وراثت ملے گی :-

باپ کے احوال

میت نے فقط اصحاب فرائض چھوڑے تو باپ کو صرف "عصبۃ" ملے گا :-	میت نے مذکر مؤنث اولاد چھوڑی ہو تو فقط ذی فرض کے اعتبار سے کل مال کا "$\frac{1}{6}$" ملے گا :-	میت نے صرف مؤنث اولاد چھوڑی تو باپ کو ذی فرض اور عصبہ دونوں اعتبار سے ملے گا :-
مثلاً :-	مثلاً :-	مثلاً :-
میت زید	میت زید	میت زید
باپ ماں	باپ بیٹا بیٹی	باپ بیٹی

نوٹ :-
باپ کو ذی فرض اور عصبۃ حصے، اسطرح ملے گا :-
مال کے "6" حصے

تو حصہ اسی کو نصف	باپ کو ایک حصہ ذی فرض کے اعتبار سے اور 2 عصبات ملیں گے۔ تو 3 ہو گئے۔

Scanned by CamScanner

س: میت کے دادا کو کتنا حصہ "ترکہ" میں سے ملے گا اور کب ملے گا؟

ج: میت کے دادا باپ کی مثل اور ان کے احوال کے مطابق ملے گا۔ مگر ایک صورت میں دادا محروم ہو گا۔ جب میت کا باپ زندہ ہو تو کچھ نہیں ملے گا:۔

دادا کے احوال

میت نے اولاد نہ چھوڑی یا ذی فرائض چھوڑے تو دادا کو فقط "عصبۃ" ملے گا۔

مثلاً:۔ میت بکر
دادا، ماں

میت نے صرف مؤنث اولاد چھوڑی۔ تو دادا کو ذی فرض اور "عصبۃ" دونوں اعتبار سے ملے گا:۔

مثلاً:۔ میت بکر
دادا، بیٹی

میت نے مذکر و مؤنث اولاد چھوڑی تو صرف ذی فرض کے اعتبار سے "$\frac{1}{6}$" حصہ ملے گا:۔

مثلاً:۔ میت بکر
دادا، بیٹا، بیٹی

میت کا باپ زندہ ہو تو دادا محروم ہو گا:۔

مثلاً:۔ میت بکر
باپ، دادا، بیٹا
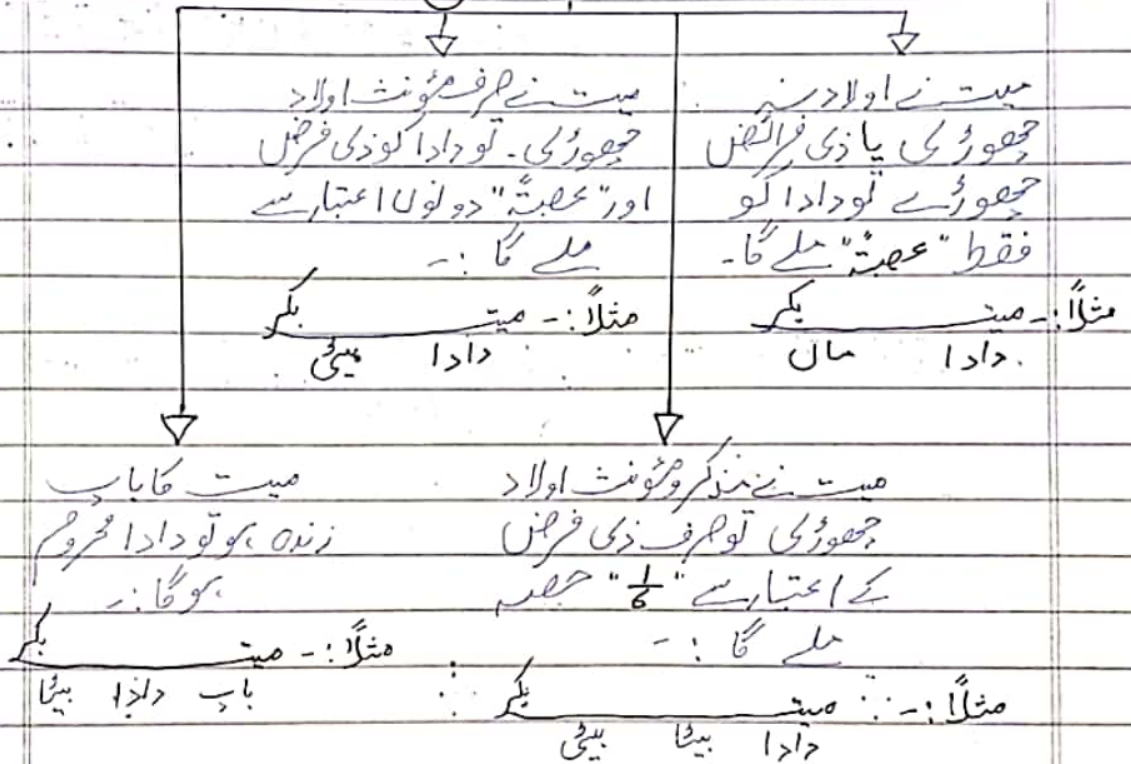
س: اخیافی بھائی کے احوال قلم بند فرمائیے؟ بالتفصیل

ج: اخیافی بھائی، کو "وراثت" میں حصہ ملنے کے 3 طریقے ہیں:۔

اخیافی بھائی کے احوال

اخیافی بھائی ایک ہے تو کل مال کا "$\frac{1}{6}$" ملے گا:۔

مثلاً: میت زینب
شوہر، اخیافی بھائی، چچا

اخیافی بھائی ایک سے زائد چھوڑے تو کل مال کا "$\frac{1}{3}$" ملے گا۔ وہ بھائی، بہنوں میں برابر تقسیم ہو گا۔

مثلاً:۔ میت اسد
بیوی، اخیافی بھائی، اخیافی بہن

میت نے اصول و فروع چھوڑے تو اخیافی بھائی محروم ہو گی:۔

مثلاً:۔ میت عمر
باپ، اخیافی بھائی
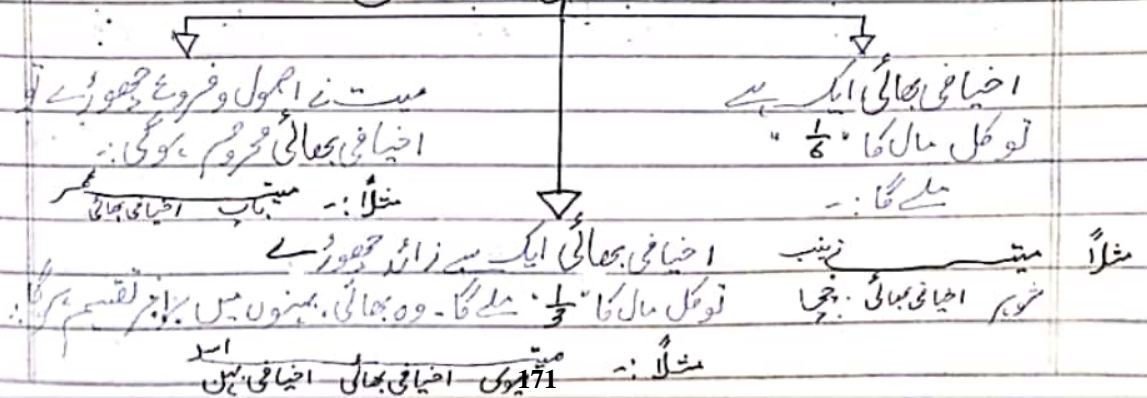
س خاوند کو زوجہ کے مال سے کتنا حصہ ملے گا؟
ج شوہر کو بیوی کے مال سے "2" طریقوں سے مال ملے گا:

خاوند کے احوال

اولاد چھوڑی ہوگی
خواہ وہ اس شوہر سے ہو
یا دوسرے شوہر سے۔ تو
خاوند کو "$\frac{1}{4}$" ملے گا۔

مثلاً:- میت فاطمہ
شوہر بیٹا

اولاد نہیں چھوڑی ہوگی
تو خاوند کو کل مال کا "$\frac{1}{2}$"
حصہ ملے گا:-

مثلاً:-
میت فاطمہ
شوہر باپ
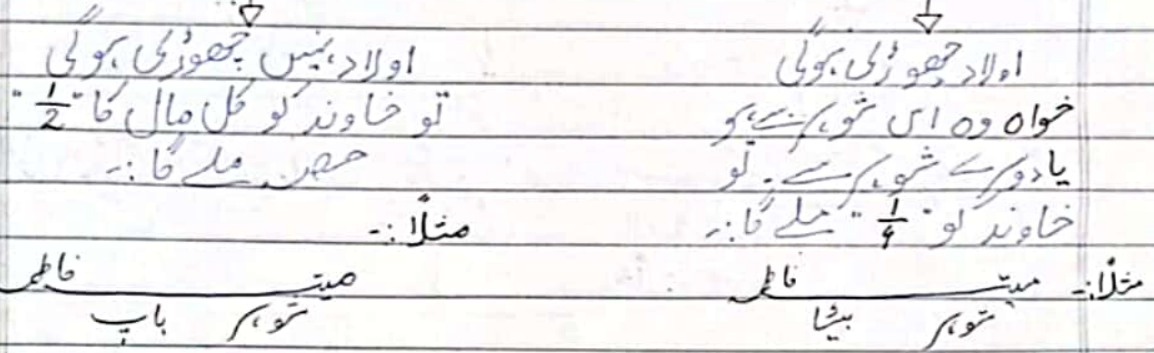
س خاوند مر جائے تو بیوی کو کتنا حصہ ملے گا؟
ج خاوند مر جائے تو بیوی کو "2" طریقوں سے حصہ ملے گا۔
برابر ہے کہ بیوی ایک ہو یا ایک سے زیادہ:-

بیوی کے احوال

میت نے اپنی اولاد یا
اولاد کی اولاد چھوڑی ہوگی
خواہ کسی بھی بیوی سے ہو
تو زوجہ کو کل مال کا "$\frac{1}{8}$"
حصہ ملے گا:-

مثلاً:- میت ایاز
بیوی بیٹا

میت نے اولاد نہیں چھوڑی
ہوگی۔ تو زوجہ کو کل مال
کا "$\frac{1}{4}$" حصہ ملے
گا:-

مثلاً:-
میت ایاز
بیوی بھائی

س بیٹی کو وراثت میں سے کتنا حصہ ملے گا؟
ج بیٹی کو "3" طریقوں سے "ترکہ" ملے گا:-

بیٹی کے احوال

صرف ایک بیٹی ہو تو
ذوی فرض کے اعتبار
سے "$\frac{1}{2}$" حصہ ملے گا:-

ایک سے زیادہ بیٹیاں
ہوں گیں تو "$\frac{2}{3}$"
حصہ ملے گا:-

بیٹی، بیٹے کے ساتھ
آئے تو بیٹی کو "عصبة"
حصہ ملے گا:-

Scanned by CamScanner

س: پوتی کے احوال کتنے اور کون کون سے ہیں؟ قلمبند فرمائیے:-

ج: پوتی کے کل "7" احوال ہیں:- جو درج ذیل ہیں:-

پوتی کے احوال

- وارث ہوگی / یا / وارث نہیں ہوگی
- وارث نہیں ہوگی: میت کے بیٹے کے ساتھ پوتی آجائے تو پوتی محروم ہوگی:-
  - مثلاً:- میت عمر: باپ، بیٹا، پوتی
- وارث ہوگی: پوتی بیٹی کے ساتھ ہوگی / یا / بیٹی کے ساتھ نہیں ہوگی
- بیٹی کے ساتھ نہیں ہوگی:
  - پوتی ایک ہوگی تو "$\frac{1}{2}$" حصہ ملے گا:-
    - مثلاً:- میت بکر: بیوی، پوتی
  - ایک سے زائد ہوں گیں تو "$\frac{2}{3}$" حصہ ملے گا:-
    - مثلاً:- میت بکر: زوجہ، 3 پوتیاں
- بیٹی کے ساتھ ہوگی: ایک بیٹی کے ساتھ ہوگی تو / یا / ایک سے زائد بیٹیوں کے ساتھ ہوگی تو
- ایک بیٹی کے ساتھ ہوگی تو:
  - بیٹی کے ساتھ پوتا ہوگا تو پوتی "عصبہ" بن جائے گی
    - مثلاً:- میت بکر: زوجہ، پوتا، بیٹی، پوتی
  - یا پوتا نہیں ہوگا تو پوتی کو "$\frac{1}{6}$" حصہ ملے گا:-
    - مثلاً:- میت بکر: بیوی، بیٹی، 2 پوتی
- ایک سے زائد بیٹیوں کے ساتھ ہوگی تو:
  - پوتی اکیلی ہوگی بیٹیوں کے ساتھ تو ← پوتی محروم ہوگی:-
    - مثلاً:- میت عمر: باپ، 2 بیٹیاں، پوتی
  - یا پوتی پوتے کے ساتھ آئے گی تو ← پوتی عصبہ بنے گی
    - مثلاً:- میت عمر: باپ، 2 بیٹیاں، پوتا، پوتی

س حقیقی بہن کے احوال قلم طراز کریں، وضاحت کے ساتھ
ج سگی بہن کو وراثت 5 طریقوں سے ملے گی :-

احوال بہن

وارثہ — غیر وارثہ

غیر وارثہ: میت نے اصول و فروع چھوڑیں ہو نگے :-
مثلاً :- میت — زوجہ، باپ، بہن

وارثہ: اکیلی ہوگی یا کسی کے ساتھ ہوگی

اکیلی ہوگی: بہن ایک ہو تو ½ حصہ ملے گا :- ایک سے زائد ہوں تو ⅔ حصے ملیں گے :-
مثلاً :- میت — زوجہ، بہن — مثلاً میت — زوجہ، 2 بہن

کسی کے ساتھ ہوگی: سگے بھائی کے ساتھ ہوگی تو بہن عصبہ بنے گی — میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ ہوگی تو بھی عصبہ بنے گی :-
مثلاً :- میت — زوجہ، بھائی، بہن — مثلاً :- میت — زوجہ، پوتی، بہن
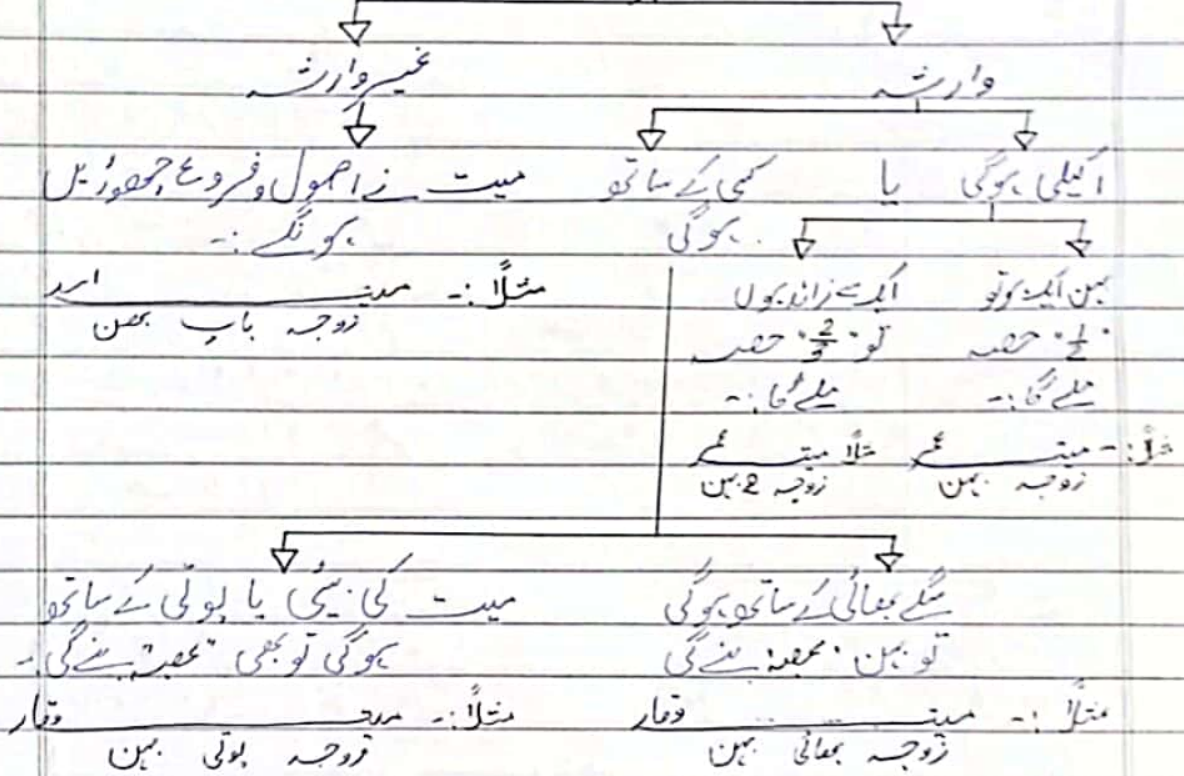
س علاتی بہن کو وراثت میں کتنا حصہ ملے گا؟ بیان کریں!
ج علاتی بہن کے کل 7 احوال ہیں :- وہ درج ذیل ہیں :-

علاتی بہن کے احوال

وارثہ — غیر وارثہ

غیر وارثہ: جب میت نے اصول و فروع چھوڑیں۔
مثلاً :- میت — ماں، باپ، علاتی بہن

وارثہ: عصبہ — غیر عصبہ

عصبہ: علاتی بھائی کے ساتھ ہوگی تو عصبہ بنے گی۔ میت کی بیٹی، پوتی کے ساتھ ہوگی تو بھی عصبہ ہوگی۔
مثلاً :- میت — زوجہ، علاتی بھائی، علاتی بہن — مثلاً :- میت — بیوی، بیٹی، علاتی بہن

غیر عصبہ: اکیلی ہوگی — حقیقی بہن کے ساتھ ہوگی

حقیقی بہن کے ساتھ ہوگی: ایک حقیقی بہن ہوگی تو ⅙ ملے گا۔ — زائد ہوں تو محروم ہوگی

اکیلی ہوگی: علاتی بہن ایک ہوگی تو ½ ملے گا — ایک سے زائد ہوں تو ⅔ ملے گا :-

Scanned by CamScanner

س: ماں کے احوال بیان فرمائیے؛ وضاحت کے ساتھ:-
ج: ماں کے "4" احوال ہیں:- جو کہ درج ذیل ہیں:-

ماں کے احوال

میت نے بھائی یا اولاد چھوڑی ہوگی — یا — نہیں چھوڑی ہوگی

اولادِ میت:- بیٹا، بیٹی
اولاد کی اولاد:- پوتا، پوتی
چھوڑے ہوں گے تو
ماں کو "$\frac{1}{6}$" ملے گا:-
مثلاً:- میت عمر
زوجہ ماں بیٹا

کسی بھی قسم کے
دو بھائی، بہن
چھوڑے ہوں گے
تو ماں کو "$\frac{1}{6}$" ملے گا:-
مثلاً:- میت عمر
بیوی ماں حقیقی بھائی

کوئی بھی نہ چھوڑا تو
ماں کو کل مال کا "$\frac{1}{3}$" ملے گا:-
مثلاً:- میت زید
دادی ماں

زوج یا زوجہ چھوڑے تو
ماں کو ما بقی میں سے "$\frac{1}{3}$" ملے گا:-
مثلاً:- میت زید
زوجہ ماں نانی

س: دادی و نانی کے احوال کتنے اور کون کون سے ہیں؟ لکھئے:-
ج: جدہ صحیحہ کے وراثت میں کل "6" احوال ہیں:-

1:-
جدہ صحیحہ کو کل مال کا "$\frac{1}{6}$" حصہ ملے گا:-
مثلاً:- میت عمر
دادی نانی چچا

2:-
ماں کے ہوتے ہوئے دادی و نانی دونوں محروم ہوں گی:-
مثلاً:- میت زید
زوجہ ماں نانی دادی چچا

3:-
باپ اپنی طرف کی دادیوں کو محروم کر دے گا۔ ماں کی طرف کی دادیوں کو محروم نہیں کرے گا:-
مثلاً میت عمر
بیٹا باپ دادی

میت عمر
بیٹا باپ نانی

Scanned by CamScanner

4:-
قریب کے رشتہ کی دادی کے ہوتے ہوئے دور کے رشتہ کی دادی محروم ہوگی:-

مثلاً:- میت بکر
زوجہ دادا دادی باپ کی ماں

5:-
میت نے نانی چھوڑی اور دادی کی ماں چھوڑی تو نانی کو ملے گا۔ اور دادی کی ماں محروم ہوگی۔ دور کے رشتہ کی وجہ سے:-

مثلاً:- میت زید
نانی پردادی بیٹی

6:-
جس دادی کو دو طرفہ رشتہ حاصل ہو تو وہ ایک طرفہ نانی محروم نہ کرے گی:-

مثلاً:- میت

نقشہ:-

اصحاب فرائض
12

مرد "4"
باپ، جد صحیح، اخیافی بھائی، زوج

عورتیں "8"
ماں، دادی، نانی، بیوی، بیٹی، پوتی، حقیقی بہن، علاتی بہن

10-01-2020

Scanned by CamScanner
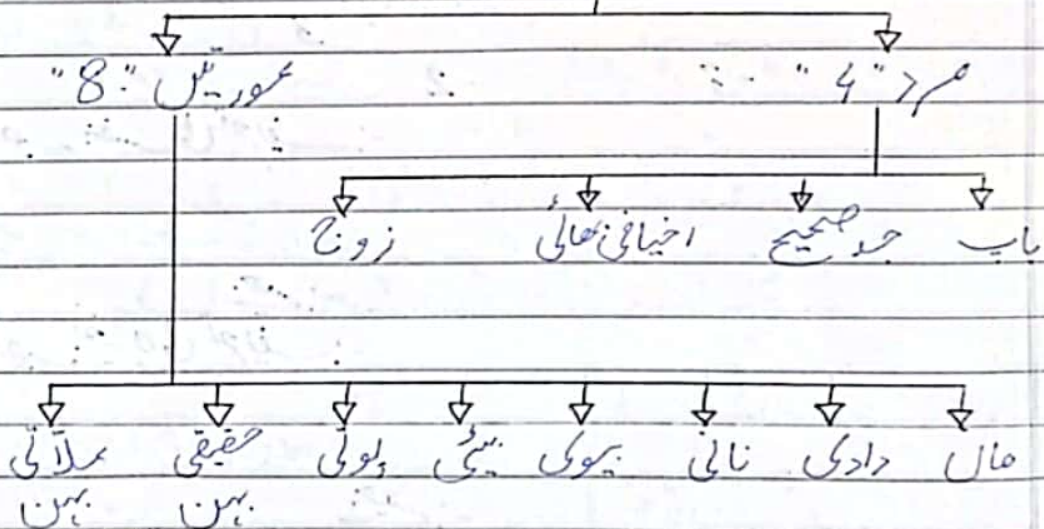
عصبہ وارثوں کا بیان

س: عصبہ کی تعریف اور ان کی اقسام بیان فرمائیے؟
ج: تعریف العصبہ:-
عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جن کے مقرر شدہ حصے نہیں، البتہ اصحاب فرائض سے جو بچتا ہے انہیں ملتا ہے۔ اور اصحاب فرائض نہ ہوں تو تمام مال انہی میں تقسیم ہو جاتا ہے:۔

اقسام العصبہ:-
عصبہ کی "2" اقسام ہیں:- جو کہ درج ذیل ہیں:-
1- عصبہ نسبیہ 2- عصبہ سببیہ

عصبہ نسبیہ کی تعریف:-
وہ عصبہ جو نسبی رشتہ داری سے عصبہ ہو:-
جیسے:- بیٹا، بھائی وغیرہ:-

عصبہ سببیہ کی تعریف:-
وہ عصبہ جو اعتاق میت سے عصبہ بنے:-
جیسے:- آزاد کنندہ آقا:-

س: عصبہ نسبیہ کی اقسام مع تعریفات لکھئے؟
ج: عصبہ نسبیہ کی "3" اقسام ہیں:-
1- عصبہ بنفسہ 2- عصبہ بغیرہ 3- عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ کی تعریف:-
وہ مرد جسکی میت کیطرف نسبت میں عورت کا واسطہ نہ ہو:-
جیسے:- بیٹا، سگا بھائی، وغیرہ

عصبہ بغیرہ کی تعریف:-
وہ عورت جو کسی مرد کی وجہ سے عصبہ بن جائے:-
جیسے:- بیٹے کی موجودگی میں بیٹی:- وغیرہ

عصبہ مع غیرہ کی تعریف:-
وہ عورت، جو کسی عورت کی وجہ سے عصبہ بن جائے:-
جیسے:- بیٹی کی موجودگی میں سگی بہن یا علاتی بہن عصبہ بنتی ہیں:-

Scanned by CamScanner

س: عصبہ بنفسہ کی اقسام مع وضاحت کے ساتھ لکھئے؟

ج: عصبہ بنفسہ کی 4 اقسام ہیں:- جو کہ درج ذیل ہیں:-

پہلی قسم:-
جزء میت :- بیٹا، پوتا، پڑپوتا :-

دوسری قسم:-
اصل میت :- باپ، دادا، پڑدادا :-

تیسری قسم:-
میت کے باپ کا جزء :- سگا بھائی، علاتی بھائی :-

چوتھی قسم:-
میت کے دادا کا جزء :- سگا چچا، علاتی چچا :-

تنبیہ:-
عصبہ بنفسہ صرف مرد ہوتا ہے:- اور عصبہ بغیرہ یا عصبہ مع غیرہ صرف ذوی فروض عورت بنتی ہے:- اور عصبہ

بغیرہ صرف 4 عورتیں بنتی ہیں:-

1:- بیٹی (بیٹے کی موجودگی میں)

2:- پوتی (پوتے کی موجودگی میں)

3:- سگی بہن (سگے بھائی کی موجودگی میں)

4:- علاتی بہن (علاتی بھائی کی موجودگی میں)

نوٹ:-
عصبہ مع غیرہ صرف 2 عورتیں بنتی ہیں:- وہ درج ذیل ہیں:-

1:- سگی بہن (بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں)

2:- علاتی بہن (بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں)

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner
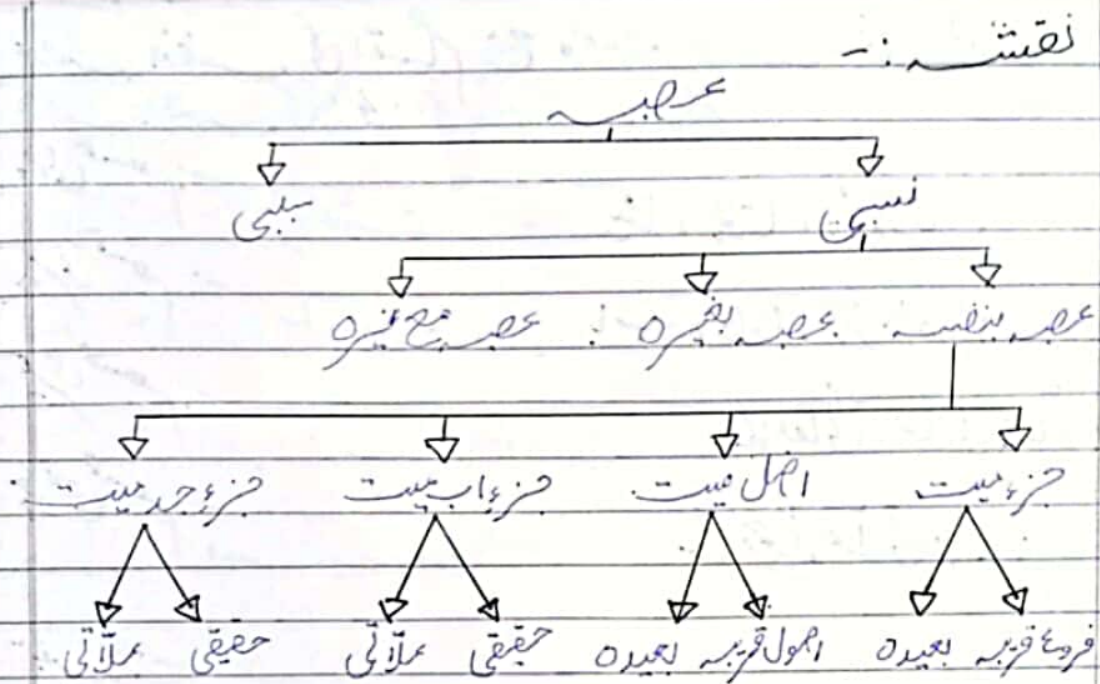
"حجب کا بیان"

س: حجب کی تعریف مع اقسام بیان کریں؟

ج: حجب کا لغوی معنی:۔ آڑ، رکاوٹ:۔

اصطلاحی تعریف:۔ ایک وارث کا دوسرے وارث کو بالکلیہ یا ایک وارث دوسرے وارث کے حصے کو کم کر دینا۔

اقسام الحجب:۔ حجب کی "2" اقسام ہیں:۔

1۔ حجب نقصان 2۔ حجب حرمان

1۔ حجب نقصان کی تعریف:۔ کوئی وارث دوسرے وارث کا حصہ کم کر دے۔

حجب نقصان "5" قسم کے وارثوں کیلئے ہے:۔ وہ افراد مندرجہ ذیل ہیں:۔

1۔ خاوند 2۔ بیوی 3۔ ماں 4۔ پوتی 5۔ علاتی بہن

خاوند کا حصہ:۔ اولاد کی موجودگی میں شوہر کا حصہ نصف سے ربع ہو جاتا ہے:۔

مثال:۔ میت زینب — شوہر، بیٹا

بیوی کا حصہ:۔ اولاد کی موجودگی میں زوجہ کا حصہ بجائے چوتھائی کے آٹھواں ملے گا:۔

مثال:۔ میت اکبر — زوجہ، بیٹا، بیٹی

ماں کا حصہ:۔ اولاد یا دو بھائی، بہنوں کی موجودگی میں ماں کا حصہ بجائے تہائی کے چھٹا رہ جاتا ہے:۔

مثال:۔ میت عمر — ماں، بیٹا، بیٹی

پوتی کا حصہ:۔ حقیقی بیٹی کی موجودگی میں پوتی کا حصہ نصف

Scanned by CamScanner

سے کم ہو کر چھٹا رہ جاتا ہے:۔

مثال:۔ میت: زید

بیٹی، پوتی، چچا

علاتی بہن کا حصہ:۔

ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں علاتی بہن کا حصہ نصف کے بجائے چھٹا رہ جاتا ہے:۔

مثال:۔ میت: اکبر

پوتی، بیٹی، بہن، علاتی بہن

2:۔ حجب حرمان کی تعریف:۔

کوئی وارث دوسرے وارث کا حصہ بالکل ختم کر دے:۔

اس حجب کے لاحق ہونے یا نہ ہونے کے لحاظ سے "ورثاء" کے "2" فریق ہیں:۔

1 فریق:۔

وہ فریق جسے کبھی حجب حرمان لاحق نہیں ہوتا۔ اس فریق میں "6" افراد ہیں۔

بیٹا، باپ، خاوند، بیٹی، ماں، بیوی

2 فریق:۔

دوسرے افراد وہ جو کبھی حصہ پاتے ہیں اور کبھی نہیں:۔ اس کے محروم ہونے کے "2" قاعدے ہیں:۔

پہلا قاعدہ:۔

جس وارث کا رشتہ میت سے دوسرے وارث کے ذریعہ سے ہوگا۔ جب وہ وارث خود موجود ہوگا تو یہ وارث محروم ہو جائے گا:۔

جیسے:۔ باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم:۔

دوسرا قاعدہ:۔

قریب کے رشتہ دار ہوتے ہوئے دور کا رشتہ دار محروم ہو جاتا ہے:۔

جیسے:۔

ماں کے ہوتے ہوئے نانی محروم:۔

نوٹ 1:۔

جو شخص محجوب ہے۔ وہ شخص دوسرے کے حصے کو بالاتفاق کم کر دے گا:۔

Scanned by CamScanner

جیسے:۔ دو بھائی باپ کی وجہ سے خود محجوب ہوں گے۔ لیکن ماں کیلئے حاجب بھی ہوں گے کہ اُس کا حصہ ثلث سے سدس کر دیں گے:۔

نوٹ 2:۔

جو وارث مانع کی وجہ سے محروم ہوگا۔ تو وہ کالعدم ہوگا۔ تو یہ کسی اور کے حصے کو کم نہیں کرے گا:۔ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ کالعدم یہ مثل محجوب کے ہے:۔

نقشہ:۔

حجب علی الوارثین

- طاری ہوگا
  - حجب نقصان
    - اس میں 5 افراد ہیں: بیوی، زوج، ماں، پوتی، علاتی بہن
  - حجب حرمان
    - قریب کے ہوتے ہوئے بعید محروم رہے گا:۔ مثال:۔ باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم ہوگا:۔
    - ذوالواسطہ واسطے کے ہوتے ہوئے محروم ہوگا:۔ مثال:۔ میت (زید): ماں، بیٹا، پوتا — بیٹا ← واسطہ، پوتا ← ذوالواسطہ ← اب ذوالواسطہ محروم ہوگا۔ کیونکہ واسطہ موجود ہے:۔
- یا
- طاری نہ ہوگا تو یہ 6 افراد ہیں: بیٹا، باپ، خاوند، بیٹی، ماں، بیوی

10-01-2020

Scanned by CamScanner
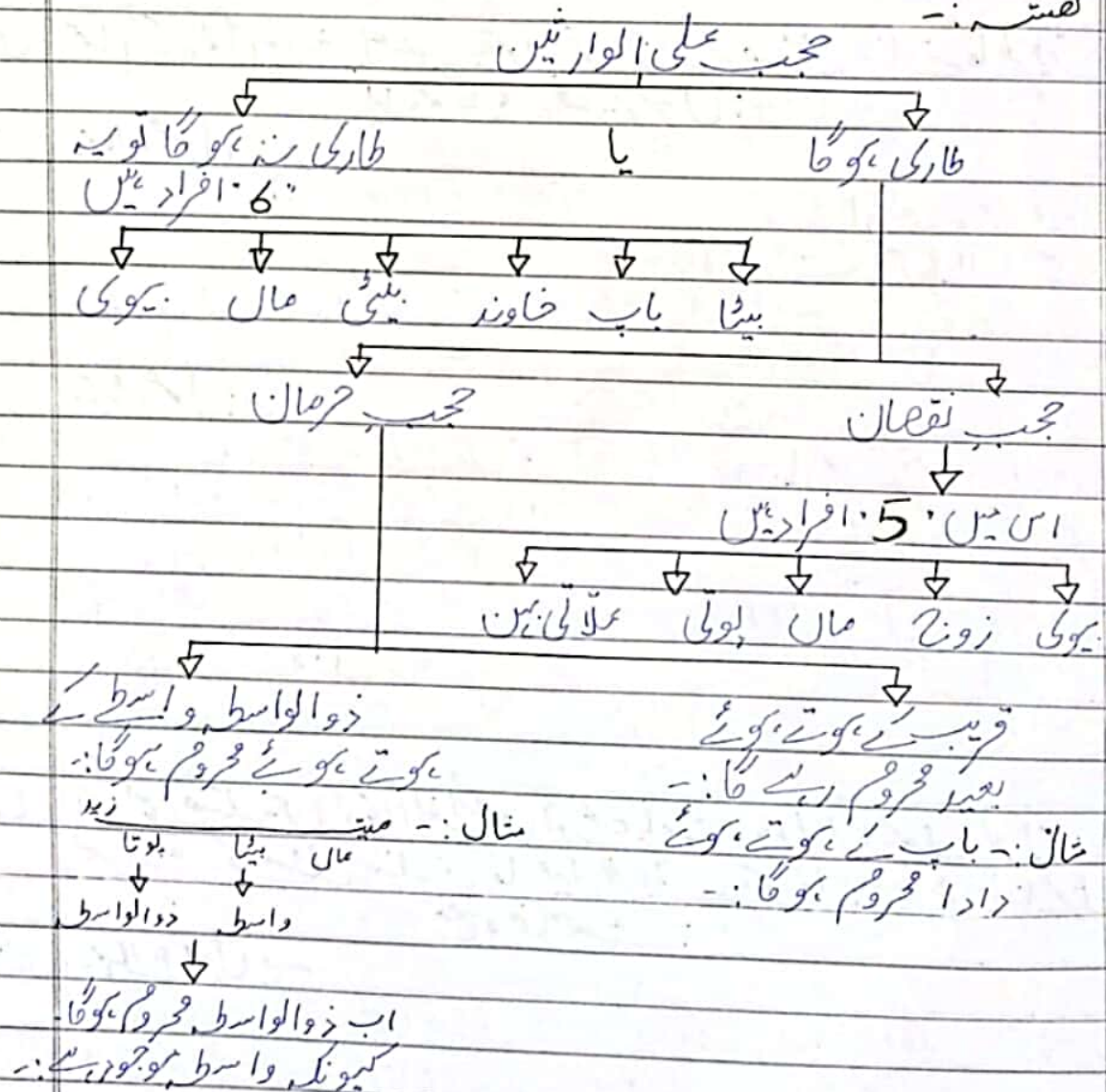
"میراث کے مسئلہ کو حل کرنے کے اصول و قواعد"

س: اصل مسئلہ یا مخرج مسئلہ کی تعریف قلم طراز کریں؟ مع وضاحت:-

ج: اصل مسئلہ کی تعریف:

اصل مسئلہ سے مراد ایسا عدد جس کے ذریعے سے قصور میں ملنے والے حصوں کو عددِ کامل میں تبدیل کر کے وارثوں کو تقسیم کیا جائے:-

مثلاً:-

س: تمام کے تمام ورثاء عصبہ ہوں تو ان کے مسئلہ بنانے کا طریقہ کیا ہو گا؟ تحریر کریں:-

ج: پہلا اصول:-

اگر کسی مسئلہ میں تمام کے تمام ورثاء عصبہ ہوں۔ اور سارے کے سارے مذکر ہوں تو ایسی صورت میں ان کے عددِ رؤس سے اصل مسئلہ بنایا جائے گا:-

مثلاً:- میت 4 زید
4 بیٹے

دوسرا اصول:-

اگر کسی مسئلہ میں تمام کے تمام ورثاء عصبہ ہوں۔ اور مذکر اور مؤنث دونوں ہوں۔ تو ایسی صورت میں ایک بیٹے کو 2 بیٹیاں بنایا جائے گا۔ اور بیٹی کو ایک ہی بیٹی بنایا جائے گا۔ پھر اس شمار کیے ہوئے عدد کے مطابق اصل مسئلہ بنایا جائے گا۔

مثلاً:- میت 6 زید
بیٹا بیٹا بیٹی بیٹی
2 2 1 1

س: اگر کسی مسئلے میں ذوی الفروض اور عصبات دونوں ہوں تو اس صورت کا مسئلہ بنانے کا کیا طریقہ ہو گا؟ وہ بیان کریں:- مع وضاحت:

ج: پہلا اصول:-

اگر کسی مسئلہ میں کسی ایک فریق کا ایک ہی فرد آئے تو کسر کے ہم نام عدد سے مسئلہ بنے گا:-

مثلاً:- میت 8 زید
زوجہ بیٹی
1/8 1/2

دوسرا اصول:-

اگر کسی مسئلہ میں فریقین میں سے کسی بھی فریق کے

Scanned by CamScanner

ایک سے زائد افراد آجائیں تو ان میں جو سب سے چھوٹی کسر ہوگی۔ اس کے ہم نام عدد سے مسئلہ بنائیں گے۔

مثلاً:۔ میت 6 بکر

2 بیٹیاں	باپ
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$

س اگر کسی مسئلہ میں دونوں فریق آجائیں تو مسئلہ کس طرح بنے گا؟ طریقہ بیان کریں:۔

پہلا اصول:۔
اگر فریق اول کا نصف "$\frac{1}{2}$" فریق ثانی کے کسی بھی فرد کے ساتھ آجائے تو مسئلہ "6" سے بنے گا:۔

مثلاً:۔ میت 6 عمر

2 بیٹیاں	باپ	ماں
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$

دوسرا اصول:۔
اگر فریق اول کا ربع "$\frac{1}{4}$" فریق ثانی کے کسی بھی فرد کے ساتھ آجائے تو مسئلہ "12" سے بنے گا:۔

مثلاً:۔ میت 12 زینب

2 بیٹیاں	ماں	زوج
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{4}$

تیسرا اصول:۔
اگر فریق اول کا ثمن "$\frac{1}{8}$" فریق ثانی کے کسی بھی فرد کے ساتھ آجائے تو مخرج مسئلہ "24" سے بنے گا:۔

مثلاً:۔ میت 24 زید

ماں	بیٹا	زوجہ
$\frac{1}{6}$	عصبہ	$\frac{1}{8}$

10.01.2020

Scanned by CamScanner

مسائل میراث کا بیان

س: مسائل میراث کی اقسام مع تعریفات بیان کریں؟

ج: مسائل میراث کی "3" اقسام ہیں:- جو درج ذیل ہیں:-

1- عادلہ 2- عائلہ 3- ردیہ

عادلہ کی تعریف:-

جب اصل مسئلہ اور مجموعہ سہام دونوں برابر ہوں۔ ایسے مسئلہ کو مسئلہ عادلہ کہتے ہیں:-

مثلاً:- میت 12 ... (متوفی)

زوج	ماں	باپ	بیٹا	بیٹی
بکر	فائزہ	خالد	عمر	فاطمہ
1/4	1/6	1/6	عصبہ	
3	2	2	5	

عائلہ کی تعریف:-

جب مجموعہ سہام اصل مسئلہ سے بڑھ جائے۔ اور اصل مسئلہ کم ہو جائے تو ایسے مسئلہ عائلہ کہتے ہیں:-

مثلاً:- میت 24 عول 27 ... زید

زوجہ	ماں	بیٹی	بیٹی	باپ
1/8	1/6	2/3		1/6 + عصبہ
3	4	16		4

ردیہ کی تعریف:-

جب مجموعہ سہام کم ہو جائے اور اصل مسئلہ بڑھ جائے تو اسے "ردیہ" کہا جاتا ہے:-

مثلاً:- میت 12 الرد الی 11 ... فاطمہ

زوج	ماں	بیٹی
1/4	1/6	1/2
3	2	6

فائدہ:-

1- جس مسئلے پر عول ہوگا وہی عدد اصل مسئلہ بنے گا:-

2:- عدد وہ ہے جو عدد کامل پر تقسیم ہو:-

3:- ریاضی دان "1" کو عدد شمار نہیں کرتے:-

وجہ:- اسلئے کہ جب اسکو تقسیم کیا جائے تو برابر برابر نہیں آئے گا:

Scanned by CamScanner
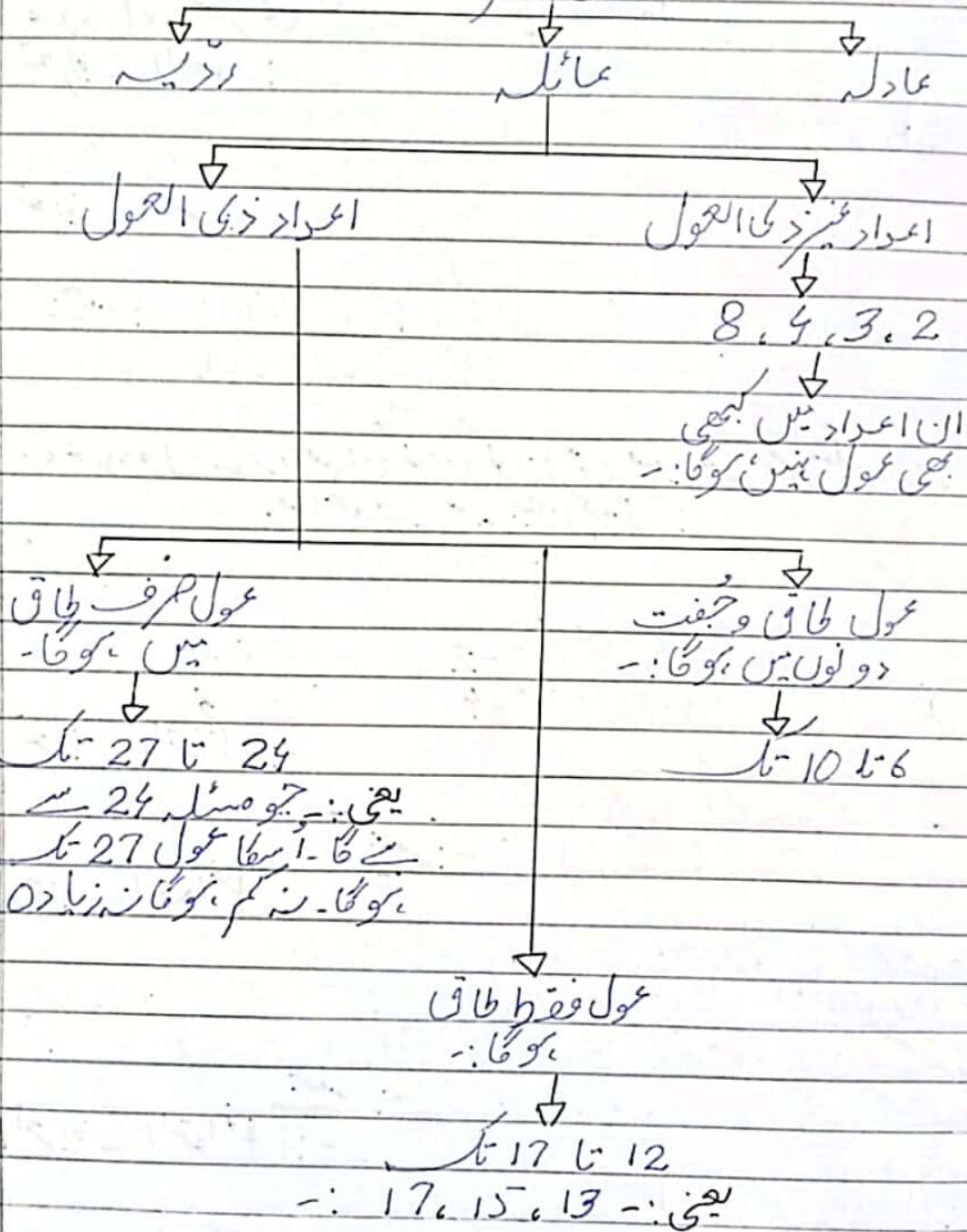
مسائل میراث
عادلہ
عائلہ
رذیہ
اعداد غیر ذی العول
اعداد ذی العول
8، 4، 3، 2
ان اعداد میں کبھی بھی عول نہیں ہوگا:-
عول طاق و جفت دونوں میں ہوگا:-
6 تا 10 تک
عول صرف طاق میں ہوگا۔
24 تا 27 تک
یعنی:- جو مسئلہ 24 سے بنے گا۔ اسکا عول 27 تک ہوگا۔ نہ کم ہوگا نہ زیادہ
عول فقط طاق ہوگا:-
12 تا 17 تک
یعنی:- 13، 15، 17 :-
11-01-2020

نسبتوں کا بیان

س: عدد اور کسر کی تعریف بیان کریں؟

ج: تعریف العدد:-

عدد وہ ہے جس کے ذریعے کسی چیز کو گنا جائے۔ اسے عدد کہا جاتا ہے:-

تعریف الکسر:- کسر کہتے ہیں ٹوٹے ہوئے عدد کو

جیسے:- $\frac{1}{2}$ آدھا، $\frac{1}{4}$ چوتھائی، $\frac{1}{8}$ آٹھواں، کہ یہ پورے عدد نہیں۔ بلکہ عدد کے ٹکڑے ہیں:-

س: دو عددوں کے درمیان کون کون سی نسبت ہو سکتی ہے وضاحت سے بیان کریں:-

ج: ہر دو عددوں کے درمیان درج ذیل چار نسبتوں میں سے کوئی نہ کوئی نسبت ضرور پائی جائے گی:-

1- تماثل   2- تداخل

3- توافق   4- تباین

تعریف التماثل:-

جو دو عدد ہم مثل ہوں۔ ایک جیسے ہوں۔

جیسے:- 5 اور 5:-

تعریف التداخل:-

جن دو عددوں میں بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا "بلا کسر" تقسیم ہو جائے۔ اُن میں "تداخل" کی نسبت ہوتی ہے۔ اور ایسے دو عددوں کو "متداخلین" کہتے ہیں۔

جیسے:- 3 اور 12:-

تعریف التوافق:-

جن دو عددوں میں بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم نہ ہو۔ لیکن کوئی تیسرا ایسا عدد ہو جس پر وہ دونوں پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہوں۔ اُن میں "توافق" کی نسبت ہوتی ہے۔ اور ایسے دو عددوں کو "متوافقین" کہتے ہیں:-

جیسے:- 6 اور 10:-

تعریف التباین:-

جن دو عددوں میں کوئی عدد دوسرے عدد پر پورا پورا تقسیم نہ ہو۔ اور نہ کوئی تیسرا ایسا عدد ہو جس پر وہ

Scanned by CamScanner

دونوں پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہوں۔ ان میں "تباین" کی نسبت ہوتی ہے۔ اور ایسے دو عددوں کو "متباینین" کہتے ہیں :-

جیسے :- 3 اور 5 :-

دو عددوں میں توافق یا تباین کی پہچان کا اصول :-

بڑے عدد سے چھوٹے عدد کو خارج کرتے رہیے۔ یہاں تک کہ وہ بڑا عدد چھوٹے عدد سے چھوٹا ہو جائے۔ پھر چھوٹے عدد کو (جو دراصل بڑا عدد تھا) بڑے عدد سے خارج کیجئے۔ یہاں تک کہ بڑا عدد چھوٹا ہو جائے۔ اسی طرح جانبین سے سلسلہ جاری رکھیے۔ یہاں تک کہ دونوں کسی ایک عدد پر رُک جائیے۔ پھر اگر وہ عدد

(1) ایک (1) ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ ان دو عددوں کے درمیان تباین کی نسبت ہے :-

مثلاً :- 25 و 27

27	25
- 25	- 2
2	23
- 1	- 2
(1)	21
	- 2
	19
	- 2
	17
	- 2
	15
	- 2
	13
	- 2
	11
	- 2
	9
	- 2
	7
	- 2
	5
	- 2
	3
	- 2
	(1)

(2) اور اگر وہ عدد ایک (1) کے علاوہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ ان دونوں عددوں کے درمیان توافق کی نسبت ہے :-

مثلاً :- 24 و 27

27	24
- 24	- 3
(3)	21
	- 3
	18
	- 3
	15
	- 3
	12
	- 3
	9
	- 3
	6
	- 3
	(3)

11-01-2020

Scanned by CamScanner

تصحیح کا بیان

س: تصحیح کی تعریف بیان فرمائیے؟

لغوی معنی: تصحیح باب تفعیل کا مصدر ہے۔ جسکا معنی "درست کرنا" ہے۔

اصطلاحی تعریف: اصطلاح میں اس سے مراد "کسر" کو دور کرنا

یعنی: ایسا عدد تلاش کرنا جس سے ہر ہر وارث کا سہام بغیر کسر کے نکل جائے۔

س: طائفہ، سہام، عددِ رؤوس کی تعریفات بیان کریں؟ مع وضاحت:

ج: **تعریف الطائفہ:** اس سے مراد فریق یا گروہ ہے۔

جیسے: 4 زوجہ، 5 جدات

تو ان میں 4 زوجہ ایک فریق ہے اور 5 جدات دوسرا فریق ہے۔

تعریف السہام: سہام "سہم" کی جمع ہے۔ اس سے مراد اصل مسئلہ سے وارث کو ملنے والا حصہ سہام کہلاتا ہے۔

مثلاً: مسئلہ 24 زید

زوجہ	ماں	باپ	بیٹی
1/8	1/6	1/6 + عصبہ	1/2
3	4	1+4	12

یہ سہام ہیں۔

عددِ رؤوس کی تعریف: ایک حصہ میں شریک افراد کی تعداد عددِ رؤوس کہلاتی ہے۔

جیسے: 4 زوجہ

اس میں "4" عددِ رؤوس ہے۔

اہم نوٹ: اگر کسی مسئلے میں بیٹا، بیٹی، بہن، بھائی، پوتا، پوتی ہوں۔ تو یہ ایک ہی فریق شمار ہونگیں۔

Scanned by CamScanner

س: اگر کسر ایک فریق میں واقع ہو تو کسر دور کیسے کی جائے گی؟ بیان فرمائیے:۔

ج: اگر کسر ایک ہی فریق پر واقع ہو تو عددِ رؤس اور عددِ سہام کے مابین نسبت دیکھتے ہوئے "4" اصولوں کے ذریعے کسر کو دور کیا جائے گا:۔ وہ اصول اربعہ یہ ہیں:۔

پہلا اصول:۔
اگر عددِ رؤس اور سہام کے مابین "تماثل" کی نسبت ہو تو کچھ کرنے کی حاجت نہیں:۔

مثلاً:۔ میت 6 بکر

بیٹا	باپ
عصبہ	1/6
5	1

دوسرا اصول:۔
اگر عددِ رؤس اور عددِ سہام کے مابین تداخل کی نسبت ہو تو دیکھیں گے کہ عددِ رؤس بڑا ہے یا عددِ سہام بڑا ہے۔ اگر عددِ سہام بڑا ہو تو یہ تداخل "مثلِ تماثل" کہلاتا ہے۔ تو ابزا کچھ کرنے کی ضرورت نہیں:۔

مثلاً:۔ میت 6 اکبر

باپ	2 بیٹیاں	ماں
1/6	2/3	1/6
1	4	1

اور اگر عددِ رؤس بڑا ہو تو عددِ رؤس کے عددِ داخل کو اصلِ مسئلہ یا اصول میں اور سہام میں ضرب دیں گے۔ اور یہ "تداخل مثلِ توافق" کہلاتا ہے:۔

مثلاً:۔ میت 3×6 تا 18 علی

ماں	3 بیٹیاں	باپ
1/6	2/3	1/6
1	4	1
3	12	3

تیسرا اصول:۔
اگر عددِ رؤس اور عددِ سہام کے مابین "توافق" کی نسبت ہو تو عددِ رؤس کے وفق کو اصلِ مسئلہ اور سہام میں ضرب دیں گے:۔

مثلاً:۔ میت 3×6 تا 18 زید

باپ	ماں	6/3 بیٹے
1/6	1/6	عصبہ
1	1	4
3	3	12

Scanned by CamScanner

چوتھا اصول:۔
اگر عددِ رؤس اور عددِ سہام کے مابین "تباین" کی نسبت ہو تو "کل عددِ رؤس" کو اصل مسئلہ یا عول اور سہام میں ضرب دیں گے:۔

مثلاً:۔ مسئلہ 4×6 = 24 بکر

باپ	4 بیٹے	عصبہ
1/6		عصبہ
1		5
4		20

تصحیح کا بیان

اگر ایک سے زائد فریقوں میں کسر واقع ہو تو سب سے پہلے ہر گروہ کے عددِ رؤس اور عددِ سہام کے مابین نسبت دیکھیں گے۔ اور نسبت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ماقبل اصول ثلاثہ کا اجراء کریں گے:۔
اور ان اصول ثلاثہ کو جاری کرکے اعدادِ رؤس کو محفوظ کرکے ترتیب سے لکھ لیں گے۔ پھر ان اعدادِ رؤس کے مابین کسر دور کرنے کے "4" اصول جاری ہوں گے:۔

پہلا اصول:۔
اگر اعدادِ رؤس کے مابین تماثل کی نسبت ہو تو کسی ایک کو دوسرے میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ یا عول اور سہام میں ضرب دیں گے:۔

مثلاً:۔ مسئلہ 27×6 = 162 اکبر

6 بیٹیاں	3 جدات صحیحہ	3 چچا
2/3	1/6	عصبہ
4	1	1
108	27	27

دوسرا اصول:۔
اگر اعدادِ رؤس کے مابین "تداخل کی نسبت" ہو تو "عددِ کبیر" کو اصل مسئلہ یا عول اور سہام میں ضرب دیں گے:۔

نوٹ:۔ مثال اگلے صفحے پر ہے:۔

Scanned by CamScanner

مثلاً :- مسئلہ 12×12 (144 — زید

4 زوجہ	3 جدہ صحیحہ	12 چچا
1/4	1/6	عصبہ
3	2	7
36	24	84

تیسرا اصول :

اگر اعدادِ رؤس کے مابین "توافق" کی نسبت ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ یا عول اور سہام میں ضرب دیں گے :-

مثلاً :- مسئلہ 90×24 (2160 — اسد

4 زوجہ	18 بیٹیاں	15 دادیاں	6 چچا
1/8	2/3	1/6	عصبہ
3	16	4	1
270	1440	360	90

چوتھا اصول :-

اگر اعدادِ رؤس کے مابین "تباین" کی نسبت ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب کو اصلِ مسئلہ یا عول اور سہام میں ضرب دینگے۔

مثلاً :- مسئلہ 336×24 (8064 — علی

2 زوجہ	6 جدہ صحیحہ	10 بیٹیاں	7 چچا
1/8	1/6	2/3	عصبہ
3	4	16	1
1008	1344	5376	336

اہم بات :-

کسر زیادہ سے زیادہ "4" فریقوں پر جاری ہوگی۔ "4" سے زائد فریقوں پر کسر جاری نہ ہوگی۔

13-01-2020

Scanned by CamScanner

ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ

س: تصحیح سے ہر فریق اور ہر فریق کے ہر ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ بیان کریں؟

ج: تصحیح کیلئے جس عدد کو اصل مسئلہ یا عمول میں ضرب دیا تھا۔ اُسی عدد کو ہر ہر فریق کے اُن سہام میں ضرب دیا جائے گا۔ جو اصل مسئلے یا عمول سے اُسے ملے تھے۔ حاصل ضرب اُس فریق کا حصّہ ہوگا:۔

ہر ہر فرد کا حصّہ:۔
پھر جس فریق کا جو حصّہ بنے وہ اُس کے افراد پر تقسیم کیا جائے گا۔ جو حاصل ہوا وہ اس کا حصّہ ہے:۔

س: ترکہ تقسیم کرنے کے اصول بیان کریں؟ بالتفصیل:۔

ج: ترکہ تقسیم کرنے کے اصول درج ذیل ہیں:۔

پہلا اصول:۔
ترکہ کو تصحیح پر تقسیم کر دیا جائے۔ پھر حاصل تقسیم کو سہام سے ضرب دیا جائے گا:۔

مثال:۔ میت 24 "2.083" 50 بکر

زوجہ	ماں	بیٹا
1/8	1/6	عصبہ
3	4	17
6.25	8.333	35.416

دوسرا اصول:۔
سہام کو ترکہ میں ضرب دے دیا جائے۔ پھر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کیا جائے گا:۔

تیسرا اصول:۔
اگر ترکہ اور تصحیح یا عمول یا اصل مسئلہ کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو کچھ کرنے کی حاجت نہیں:۔

مثال:۔ میت 24 "24" بکر

زوجہ	ماں	بیٹا
1/8	1/6	عصبہ
3	4	17
3	4	17

Scanned by CamScanner

چوتھا اصول:۔

اگر ترکہ اور تصحیح یا عول یا اصل مسئلہ میں تباین کی نسبت ہو تو سہام کو ترکہ میں ضرب دیا جائے۔ اور حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کر دیا جائے۔ جو حاصل تقسیم ہوگا۔ وہ وارث کی رقم ہوگی:۔

پانچواں اصول:۔

اگر ترکہ اور تصحیح یا عول یا اصل مسئلہ میں توافق کی نسبت ہو تو ہر وارث کے سہام کو ترکہ کے وفق سے ضرب دیا جائے۔ اور حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کر دیا جائے:۔

مثال:۔ مسئلہ 24 / 480 | 20×24 — 25 / 500

(ا) بیٹا، بیٹی، بیٹی	جدہ صحیحہ	زوجہ
عصبہ	1/6	1/8
17	4	3
340	80	60

(20) 4×5×2=

13-01-2020

Scanned by CamScanner

36

میت کے قرض کو ادا کرنے کے اصول

س: قرض خواہوں پر مال بانٹنے کا طریقہ بیان کریں؟ مع وضاحت:

ج: **پہلا اصول:** اگر کسی شخص کا اس طرح انتقال ہو کہ "ترکہ" زیادہ ہو اور "قرضہ" کم ہو تو "اولاً" ترکہ میں سے قرض کی ادائیگی کی جائے گی۔ قرضہ دینے کے بعد بقیہ "ترکہ" کو وراثت کے اصولوں کے مطابق ہر ہر وارث کو اس کا حصہ دیا جائے گا:

دوسرا اصول: اگر ترکہ کم ہو، قرضہ زیادہ ہو تو ایسی صورت میں تمام قرض داروں کے قرضے کو بطور سہام کے شمار کریں گے۔ اور تمام قرضداروں کے مجموعے کو اصل مسئلہ فرض کریں گے۔ اور ترکہ کے اصولوں کے مطابق قرض کی ادائیگی کریں گے:

مثلاً: میت 130 — 92

زید	راشد	ارشد	بکر
30	50	20	30
21.230	35.384	14.153	21.230

13-01-2020

Scanned by CamScanner

تخارج کا بیان

س تخارج کی تعریف اور حکم بیان کریں؟ وضاحت کے ساتھ:

ج **تعریف التخارج:**

اگر کوئی وارث ترکہ میں سے کچھ متعین مال لے کر باقی مال سے دستبردار ہو جائے، اور تمام ورثاء اس پر راضی ہوں تو یہی "تصالح و مصالحت و تخارج" ہے:

تخارج کے درست ہونے کی شرط:

اصلی شرط یہ ہے کہ تمام ورثاء تخارج کی اجازت دینے کے اہل ہوں۔ اور اس کو نافذ کرنے کی اجازت بھی دے دیں:

تخارج کا حکم:

اگر کچھ لیے بغیر کوئی وارث یہ کہہ دے کہ میں نے "ترکہ" میں اپنا حق چھوڑا۔ تو یہ نہ تخارج ہوگا اور نہ ایسا کہنے سے اس کا حق باطل ہوگا:

س تخارج کا مسئلہ بنانے کا طریقہ قلم بند فرمائیے؟ بالتفصیل:

ج **حل کرنے کا طریقہ:**

اگر کوئی وارث مصالحت کرے تو سب سے پہلے وراثت کے اصولوں کے مطابق وراثت تقسیم کریں گے۔ اسکے بعد مصالحت کی "2" صورتیں ہیں:

پہلی صورت:

وہ وارث مصالحت تمام ورثاء میں کر رہا ہوگا تو ایسی مصالحت "مصالحت للکل" کہا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں "متخارج" کے سہام کو اصل مسئلہ سے کم کر کے تمام میں تقسیم کر دیں گے:

دوسری صورت:

"متصالح وارث" کسی معین وارث کے حق میں "مصالحت" کر رہا ہوگا۔ تو اس "مصالحت" کو "مصالحت للبعض" کہا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں "متخارج وارث" کے سہام کو اس خاص وارث کو دے دیں گے:

Scanned by CamScanner

ردّ کا بیان

س: ردّ کی تعریف بیان کریں؟ مع وضاحت:۔

ج: تعریف الردّ:۔
ذوی الفرائض کو ان کے حصّے دینے کے بعد باقی مال عصبہ کو دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بھی عصبہ موجود نہ ہو تو بچا ہوا مال دوبارہ ذوی الفرائض نسبیہ کو ان کے حقوق کے مطابق دیا جاتا ہے:۔

ردّ اصطلاح میں:۔
ردّ سے مراد یہ ہے کہ وراثت کے مروّجہ اصولوں کے مطابق تمام ورثاء کے مابین سہام تقسیم کر دیا جائے پھر ان تمام سہام کے مجموعے کو جب گنا جائے تو مجموعہ سہام کم ہو جائے اور اصل مسئلہ بڑھ جائے:۔

س: اصحاب فرائض کی اقسام مع تعریفات بیان کریں؟ بالتفصیل:۔

ج: اصحاب فرائض کی "2" اقسام ہیں:۔
1- مَن لَا یُرَدُّ عَلَیْہِ 2- مَن یُرَدُّ عَلَیْہِ

مَن لَا یُرَدُّ عَلَیْہِ: زوج، زوجہ

مَن یُرَدُّ عَلَیْہِ: ماں، باپ، دادا، دادی، بیٹی، حقیقی بہن، علاتی بہن، پوتی، اخیافی بھائی، نانی

س: کون سے مسائل ردّیہ ہو سکتے ہیں اور کون سے ردّیہ نہیں ہو سکتے؟

ج: جن مسائل میں عصبات نہ ہوں وہ "ردّیہ" ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی ہو سکتے۔ البتہ جن مسائل میں عصبات موجود ہوں وہ "ردّیہ" نہیں ہو سکتے:۔

س: ردّ کے کتنے اصول ہیں اور کون کون سے ہیں؟ تحریر فرمائیں۔ بالتفصیل:۔

ج: "ردّ" کے "4" اصول ہیں:۔

Scanned by CamScanner

پہلا اصول:- اگر کسی مسئلہ میں "مَن لا یرد علیہ" کا کوئی فرد موجود نہ ہو۔ اور "مَن یرد علیہ" کی ایک ہی قسم ہو تو ایسی صورت میں اعدادِ رؤس سے مسئلہ بنایا جائے گا:-

مثال:- میت 3 الرد الی 2 بکر

2 بیٹیاں
2/3
2

دوسرا اصول: اگر کسی مسئلے میں "مَن لا یرد علیہ" کا کوئی فرد نہ ہو اور "مَن یرد علیہ" کی دو یا اس سے زائد اقسام ہوں تو ایسی صورت میں وارثوں کے سہام کے مجموعے سے مسئلہ بنایا جائے گا:-

مثال:- میت 6 الرد الی 5 اکبر

ماں	2 بیٹیاں
1/6	2/3
1	4

تیسرا اصول: اگر کسی مسئلہ میں "مَن لا یرد علیہ" کا کوئی فرد بھی ہو۔ اور "مَن یرد علیہ" کی ایک ہی قسم پائی جائے۔ تو ایسی صورت میں "مَن لا یرد علیہ" اور "مَن یرد علیہ" دونوں کا مسئلہ الگ الگ بنائیں گے۔ اولاً "مَن لا یرد علیہ" کو اقل مخرج کے اعتبار سے حصہ دیا جائے گا۔ اور "مابقی" "مَن یرد علیہ" کو دے دیا جائے گا۔ اگر مابقی "مَن یرد علیہ" پر پورا پورا بٹ جائے۔ تو کچھ کرنے کی حاجت نہیں۔ ورنہ مابقی اور "مَن یرد علیہ" کے اصل مسئلہ کے مابین نسبت دیکھی جائے گی۔ اگر توافق کی نسبت ہو تو عددِ رؤس کے وفق کو "مَن لا یرد علیہ" کے اصل مسئلہ اور سہام سے ضرب دے دیں گے۔ اور مابقی کے وفق کو "مَن یرد علیہ" کے اصل مسئلہ سے ضرب دے دیں گے۔ اور اگر دونوں کے مابین تباین کی نسبت ہو تو "مَن یرد علیہ" کے اصل مسئلہ کے کل کو "مَن لا یرد علیہ" کے کل میں اور سہام میں ضرب دے دیں گے۔ جبکہ مابقی کو "مَن یرد علیہ" کے اصل مسئلہ سے ضرب دے دیں گے۔

مثال:- مسئلہ 8×2 = 16 مابقی 7 — 3 الرد الی 2 7×2=14

زوجہ	2 بیٹی
1/8	2/3
1/2	2/14

Scanned by CamScanner

جوتھا اصول :-

اگر کسی مسئلہ میں "من لا یرد علیہ" کا فرد موجود ہو۔ اور "من یرد علیہ" کی ایک سے زائد اقسام ہوں تو دونوں کا مسئلہ الگ الگ بنائیں گے:

اولاً "من لا یرد علیہ" کو اقل مخرج سے حصے دیں گے۔ اس کے بعد ما بقی اگر "من یرد علیہ" کے اصل مسئلہ پر پورا پورا بٹ جائے تو ٹھیک۔

ورنہ "من یرد علیہ" کے اصل مسئلہ کو "من لا یرد علیہ" کے اصل مسئلہ اور سہام سے ضرب دیں گے۔ اور ما بقی کو "من یرد علیہ" کے سہام سے ضرب دیں گے:

مثال:- متوفی 8 ما بقی 7 [40] کا الرد 5×7 = 35 اکبر

2 بیٹیاں	ماں	زوجہ
2/3	1/6	1/8
4	1	1
28	7	5

13-01-2020

Scanned by CamScanner

cc

باب مقاسمۃ الجد

س: مقاسمۃ الجد کی تعریف بیان کریں؟
ج: لغوی معنی:-
دادا کو وراثت دینے میں ایک بھائی تصور کرنا:-
اصطلاحی تعریف:-
علم المیراث کی اصطلاح میں دادا اور بھائی بہنوں کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے کا نام "مقاسمۃ الجد" ہے:-
یعنی:- تقسیم ترکہ میں دادا کو ایک بھائی کی مانند سمجھنا:-

س: دادا کی موجودگی میں حقیقی و علّاتی بھائی، بہن محروم ہوں گے یا نہیں؟ بیان فرمائیے؟
ج: دادا کی موجودگی میں حقیقی و علّاتی بھائی بہنوں کا محروم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین "2" آرائیں تھیں:-

پہلی رائے:-
حضرت ابو بکر اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک دادا کی موجودگی میں حقیقی و علّاتی بھائی بہنیں محروم ہوں گے:-
یہی قول امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ہے:-
یہی مفتٰی بہ قول ہے:-

دوسری رائے:-
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حقیقی اور علّاتی بھائی، بہن کو دادا کے ساتھ وراثت ملے گی:-
یہ قول صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کا ہے:-

حضرت زید بن ثابت:-
کے مسلک کے مطابق "مقاسمۃ الجد" کی "2" صورتیں ہیں:- جو مندرجہ ذیل ہیں:-
پہلی صورت:-
دادا کے ساتھ حقیقی و علّاتی بھائی، بہنوں کے علاوہ کوئی اور نہ ہوگا:-
حکم:-
دادا کو مقاسمہ یا پورے ترکہ کی تہائی میں سے جو زیادہ بہتر ہوگا وہ ملے گا:-

نوٹ:- دونوں کی امثلہ اگلے صفحہ پر درج ہیں:-

مقاسمہ بہتر ہونے کی مثال :-

مسئلہ 3		زید 5
جد		حقیقی بھائی
$\frac{1}{3}$		عصبہ
1		2
1.66		3.35

↓ ثلث مال کی صورت میں "1.66" مل رہا ہے :-

مسئلہ 2	زید 5
جد	حقیقی بھائی
عصبہ	عصبہ
1	1
2.5	2.5

↓ مقاسمہ کی صورت میں "2.5" مل رہا ہے :-

تو لہذا "جد" مقاسمہ کی صورت میں حصہ دیا جائے گا :-

ثلث بہتر ہونے کی مثال :-

مسئلہ 4	بکر 10
جد	3 حقیقی بھائی
عصبہ	عصبہ
1	3
2.5	7.5

↓ مقاسمہ کی صورت میں "2.5" ملے گے :-

مسئلہ 3×3 / 9	بکر 10
جد	3 حقیقی بھائی
$\frac{1}{3}$	عصبہ
$\frac{1}{3}$	2
	6
3.35	6.66

↓ ثلث کی صورت میں "3.35" ملے گے :-

نتیجہ :-

"جد" کو ثلث مال کی صورت میں حصہ دیا جائے گا :-

برابر ہونے کی مثال :-

مسئلہ 3	عمر 20
جد	2 بھائی
عصبہ	عصبہ
1	2
6.66	13.35

مسئلہ 3	عمر 20
جد	2 بھائی
	عصبہ
$\frac{1}{3}$	2
1	
6.66	13.35

نتیجہ :-

مقاسمہ اور ثلث مال دونوں صورتوں میں "جد" کو حصہ برابر مل رہا ہے :- تو اس صورت میں اختیار ہے "جد" کو کسی بھی صورت میں حصہ دے دیا جائے :-

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤقف کے مطابق علاتی بھائی اولاً تقسیم ترکہ میں

حقیقی بھائیوں کے ساتھ شامل ہونگے۔ جب حصص مقرر ہو جائیں گے۔ تو علاتی بھائی نکل جائیں گے:

کیونکہ علاتی بھائی دادا کیلئے حاجب ہوتے ہیں۔ اور ان کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ بلکہ دادا کا حصہ کم کروا کے علاتی بھائی درمیان سے نکل جاتے ہیں۔ اور دادا کے حصہ سے بچا ہوا مال "حقیقی بھائی" لے لیتے ہیں:

کیونکہ:۔ علاتی بھائی جب دادا کے ساتھ ہوں۔ اور حقیقی بھائی نہ ہوں۔ تو اس صورت میں علاتی بھائی وراثت پاتے ہیں۔

جب حقیقی بھائی ہوں تو محروم ہوں گے۔

تو جس کے ساتھ یہ حصہ پاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کا اعتبار کرنا ضروری ہوگا۔

اسلئے ہم نے دادا کے حق میں ان کی موجودگی کا اعتبار کیا۔ پھر جب دادا اپنا حصہ لے چکا۔ تو اب حقیقی بھائی اور علاتی بھائی رہ گئے۔ اور حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی بہن بھائی محروم ہو جاتے ہیں۔

اسلئے ان کے حق میں ان کو ساقط مانا جائے گا۔ اور ان کو کچھ نہیں ملے گا:۔

مثال:۔ میت

علاتی بھائی	حقیقی بھائی	جد
عصبہ	عصبہ	عصبہ
(1)	1+1	1

نتیجہ:۔

علاتی بھائی کو شروع میں "1" مل رہا تھا۔ پھر بعد میں درمیان سے نکل گیا۔ تو اسکا حصہ ہم حقیقی بھائی کو دے گئے۔ تو پھر حقیقی بھائی کا "2" ہو جائے گا:۔

الا إذا كانت من بني الأعيان أخت واحدة:۔

اگر دادا کے ساتھ حقیقی بہن آئے۔ تو دادا کو حصہ دینے کے بعد باقی مال کا حقیقی بہن نصف لے گی:۔

پھر اگر انکو حصہ دینے کے بعد مال میں سے کچھ بچے۔ تو علاتی بہن کو ملے گا:۔

ورنہ علاتی بہن کو کچھ بھی نہیں ملے گا:۔

نوٹ:۔ مثال اگلے صفحہ پر ہے:۔

مثال:-

مسئلہ 5×2 | 10 | 2×2 | 20

2 علاتی بہن	حقیقی بہن	جد
عصبہ	عصبہ	عصبہ
0.5	2.5 کل کا نصف	2
1	5	4
2	10	8

مذکورہ مثال میں "دادا" اور "حقیقی بہن" کو حصہ دینے کے بعد کچھ بچا تو وہ ہم نے علاتی بہن کو دے دیا:-

مسئلہ 4

علاتی بہن	حقیقی بہن	جد
عصبہ	عصبہ	عصبہ
	2 کل کا نصف	2

مذکورہ مثال میں "دادا و حقیقی بہن" کو حصہ مقررہ دینے کے بعد کچھ نہیں بچ رہا تو علاتی بہن کو ہم نے کچھ بھی نہ دیا:-

دوسری صورت:-

دادا کے ساتھ دیگر اصحاب فرائض میں سے کوئی ہوگا:-

حکم:-

دادا کو مقاسمہ یا ثلث ما بقی یا سدس جمیع مال میں سے جو زیادہ بہتر ہوگا اس حساب سے دادا کو حصہ دیں گے:-

مقاسمہ بہتر ہونے کی مثال:-

مسئلہ 2×2 | 4 — 8

بھائی	جد	زوج
عصبہ	عصبہ	$\frac{1}{2}$
0.5	0.5	1
1	1	2
2	2	4

مقاسمہ کی صورت میں "2" ملے گا:-

مسئلہ 6 — 8

بھائی	جد	زوج
عصبہ	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{2}$
2	1	3
2.66	1.35	4

سدس جمیع مال کی صورت میں "1.35" مل رہا ہے:-

مسئلہ 6 — 8

بھائی	جد	زوج
عصبہ	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{2}$
2	1	3
3.66	1.37	4

ثلث ما بقی کی صورت میں "1.37" ملے گا:-

نتیجہ:-

تینوں صورتوں میں جد کو "مقاسمہ" کی صورت میں زیادہ رہا ہے۔ تو اس حساب سے ترکہ تقسیم کیا جائے گا:-

ثلث ما بقی بہتر ہونے کی مثال :-

مسئلہ 6 / 12

بہن	2 بھائی	جدہ	جد
عصبہ	عصبہ	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{3}$ ما بقی ثلث
1.113	2.226	1	1.66
2.226	4.452	2	3.35

ثلث ما بقی کی صورت میں "3.35" ملے گے :-

مسئلہ 6 / 12

بہن	2 بھائی	جدہ	جد
عصبہ	عصبہ	$\frac{1}{6}$	عصبہ
2	2	1	1
4	4	2	2

مقاسمہ کی صورت میں "2" ملے گا :-

مسئلہ 12/ 2×6 / 12

بہن	2 بھائی	جدہ	جد
عصبہ	عصبہ	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$
1	3	1	1
2	6	2	2
2	6	2	2

سدس جمیع مال کی صورت میں "2" ملے گے :-

نتیجہ :- ثلث ما بقی کی صورت میں جد کو بہتر مل رہا ہے۔ تو اسی صورت میں ترکہ تقسیم کیا جائے گا :-

سدس جمیع مال بہتر ہونے کی مثال :-

مسئلہ 12/ 2×6 / 9

2 بھائی	بیٹی	جدہ	جد
عصبہ	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{3}$
1.34	3	1	0.66
2.68	6	2	1.32
2.01	4.5	1.5	0.99

ثلث ما بقی کی صورت میں "0.99" مل رہا ہے :-

مسئلہ 12/ 2×6 / 9

2 بھائی	بیٹی	جدہ	جد
عصبہ	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{6}$	عصبہ
1	3	1	1
2	6	2	2
1.5	4.5	1.5	1.5

مقاسمہ کی صورت میں "1.5" ملے گا :-

مسئلہ / 9

2 بھائی	بیٹی	جدہ	جد
عصبہ	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$
1	3	1	1
2	6	2	2
1.5	4.5	1.5	1.5

سدس جمیع مال کی صورت میں "1.5" مل رہا ہے :-

نتیجہ :- سدس جمیع مال کی صورت میں بہتر ہے۔ تو اس صورت میں وراثت تقسیم کی جائے گی :-

س | حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذھب کے مطابق بہن دادا کے ساتھ ذوی فرض بن سکتی ہے یا نہیں؟ بیان کریں:۔

ج | حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کے مطابق بہن دادا کے ساتھ ذوی فرض کے طور پر حصے کی حق دار نہیں ہوگی:۔
مگر "مسئلہ اکدریہ" کی صورت میں بہن دادا کے ساتھ ذوی فرض کے طور پر حصے کی حق دار بنے گی:۔

مثال:۔ مسئلہ 6 عول 9 × 3 = 27

حقیقی یا علاتی بہن	دادا	ماں	زوج
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{2}$
$\frac{3}{9}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{6}$	$\frac{3}{9}$

نوٹ:۔
اب دادا اور بہن کے سہام کو جمع کیا تو (1+3 = 4) جواب "4" آیا۔ ان کو جد اور اخت کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم کیے جائیں گے:۔
لیکن اس صورت میں کسر واقع ہو رہی ہے۔ کیونکہ "سہام "4" ہیں۔ اور عدد رؤس "3" ہیں۔ تو "3" کو اصل مسئلہ اور نیچے سہام میں ضرب دے دیے:۔

س | مسئلہ اکدریہ کی وجہ تسمیہ بیان فرمائیے؟

ج | پہلی وجہ:۔
یہ واقعہ بنو اکدر قبیلہ کی ایک عورت کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اسلئے اس مسئلے کو "مسئلہ اکدریہ" کہا جاتا ہے:۔
دوسری وجہ:۔
اس مسئلے کی وجہ سے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کا اپنا مذھب مشتبہ ہو گیا۔ کیونکہ آپ دادا کے ساتھ حقیقی و اضافی بہن بھائیوں کو عصبہ بناتے ہیں۔ لیکن مذکورہ مسئلہ میں آپ نے ان کو ذوی فرض کے اعتبار سے حصہ دیا۔
اسلئے یہ مسئلہ آپ پر "مکدر" مشتبہ ہو گیا:۔

15-01-2020

مناسخہ کا بیان

س: مناسخہ کی تعریف اور اسکی اصطلاحات بیان فرمائیے، وضاحت کے ساتھ:

ج: **لغوی معنی:-**
مناسخہ "نسخ" سے بنا ہے۔ جسکا لغوی معنی "نقل کرنا" یا "منتقل کرنا" ہے:
جیسے:- نسخت الکتاب
میں نے کتاب کو نقل کیا

اصطلاحی معنی:-
تقسیم سے پہلے کسی وارث کے مر جانے کی وجہ سے اس کا حصہ اس کے ورثاء کی طرف منتقل کر دینا یہ مناسخہ کہلاتا ہے:-

مُوَرِث اعلیٰ:-
مناسخہ میں سب سے پہلے مرنے والا:-

مافی الید:-
مافی الید میت کے اس حصے کو کہتے ہیں جو اسے اوپر کے ایک یا چند "مُوَرِثوں" سے ملا ہوا ہو۔ اسے میت کی لمبی لکیر کی بائیں جانب لکھا جاتا ہے:-

علامتِ قبر:-
ہر میت کا "مافی الید" نقل کرنے کے بعد نقل کیے ہوئے حصے کو فوراً کھینچ لیا جاتا ہے۔ جسکی ہیئت یا شکل انگلش میں جو لفظ "U" آ تا ہے۔ اسکی طرح ہوتی ہے:-

مبلغ:-
مبلغ مناسخہ کے آخری حاصل ضرب کو کہتے ہیں:-

الاحیاء:-
تمام زندہ ورثاء کو کہتے ہیں:- آخر میں "احیاء" کی "یاء" کو خوب لمبائی میں کھینچ کر تمام زندہ ورثاء کے نام اور ناموں کے نیچے حصے لکھ دیے جاتے ہیں:-

چند مناسخہ کی ہدایات

1:-
مناسخہ میں آنے ہوئے تمام افراد (وارث، مُوَرِث)

کے نام مع رشتہ لکھنا ضروری ہے :-

2 :-

ہر دوسری میت کے وارثوں کے نام اور رشتہ لکھتے وقت اوپر کے ورثاء کو ایک نظر دیکھ لینا چاہیے :- اسلیئے کہ ایک وارث کو کئی رشتوں کی وجہ سے متعدد جگہوں سے وراثت مل سکتی ہے :-

3 :-

تصحیح ثانی اور "مافی الید" میں جو بھی نسبت ہو میت کی لمبی لکیر کے درمیان واضح کر دینا چاہیے :-

4 :-

اگر میت کو متعدد جگہوں سے حصے ملیں ہیں. تو "مافی الید" لکھتے وقت متعدد حصوں کو اور الاحیاء لکھتے وقت ہر وارث کے متعدد حصوں کو جمع کر لینا چاہیے :-

5 :-

الاحیاء کے نیچے مذکور تمام ورثاء کے حصوں کو جمع کریں۔ اور حاصل جمع اگر مبلغ کے برابر ہو تو تقسیم درست ہے ورنہ کہیں نہ کہیں غلطی ضرور ہوئی ہے :-

نوٹ :-

ان ہدایات میں سے ہر ہدایت کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ غلطی کا امکان ہے :-

اہم نوٹ :-

اگر "مورث" کے انتقال کرنے کے بعد تقسیم وراثت سے پہلے ہی ایک وارث اس انداز میں انتقال کر جائے کہ ورثاء بعینہ وہی ہوں۔ تو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں :-

تمہید :-

اگر "مورث اول" کے انتقال کرنے کے بعد "مورث ثانی" کے ورثاء وہی نہ ہوں۔ بلکہ تبدیل ہوں۔ تو "اولاً" تقسیم وراثت کے اصولوں کے مطابق تقسیم کریں۔ اور "مورث ثانی" کو جو "مورث اول" سے ملا ہے۔ اسے دوسری میت کے مافی الید کے طور پر لکھیں۔ اور تصحیح ثانی اور مافی الید کے درمیان نسبت دیکھیں :-

نسبت دیکھنے کے اصول:۔

نسبت دیکھنے کے "4" اصول ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا اصول:۔

اگر تصحیح ثانی اور مافی الید کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں:۔

دوسرا اصول:۔

اگر مافی الید اور تصحیح ثانی کے مابین تداخل کی نسبت ہو تو سب سے پہلے دیکھیں گے کہ ان میں سب سے بڑا عدد کون سا ہے۔ اگر "مافی الید" کا عدد بڑا ہو تو میت ثانی کے ورثاء کے سہام کو مافی الید کے دخل میں ضرب دیں گے:۔ اس صورت کو تداخل بمثل توافق" کہا جاتا ہے:۔

تیسرا اصول:۔

اگر "مافی الید" اور تصحیح ثانی کے مابین توافق کی نسبت ہو تو "مافی الید" کے وفق کو میت ثانی کے سہام سے ضرب دیں گے۔ اور "تصحیح ثانی" کے وفق کو میت اول کی تصحیح اور سہام سے ضرب دیں گے:۔

چوتھا اصول:۔

اگر "مافی الید" اور "تصحیح ثانی" کے مابین تباین کی نسبت ہو تو "مافی الید" کے کل کو میت ثانی کے سہام سے ضرب دیں گے۔ اور تصحیح ثانی کے کل کو میت اول کی تصحیح اور سہام سے ضرب دیں گے:۔

مناسخہ کا مسئلہ بنانے کا طریقہ:۔

میت اول کا مکمل مسئلہ بنایا جائے یہ تصحیح اول ہوگی۔ اور اس سے میت ثانی کو ملنے والے سہام کو "مافی الید" قرار دیا جائے:۔

پھر میت ثانی کا مکمل مسئلہ بنایا جائے۔ یہ تصحیح ثانی ہوگی:۔

اسکے بعد "مافی الید" اور "تصحیح ثانی" میں نسبت دیکھی جائے۔ اگر دونوں میں تماثل ہو تو مسئلہ مکمل ہوگیا:۔ کچھ کرنے کی حاجت نہیں:۔

اگر دونوں کے درمیان تباین ہو تو دونوں کا پورا پورا عدد۔ اور اگر توافق یا

تداخل کی نسبت ہو تو دونوں کا وفق محفوظ کر لیں۔

اب سب سے پہلے تصحیح ثانی کے عدد کو تصحیح اول میں اور اوپر کے تمام زندہ ورثاء کے سہام میں ضرب دیا جائے۔

پھر "مافی الید" کے عدد کو میت ثانی کے وارثین کے سہام میں ضرب دیا جائے۔

یہ طریقہ مناسخہ کے مسئلہ کو حل کرنے کا ہے:-

مثال: مسئلہ 24 عول 27 × 6 = 162 × 13 = 2106 — عامر 2541

زوجہ ام سلمہ	ماں فاطمہ	باپ فاروق	پوتی حفصہ	بیٹی حمودہ
1/8	1/6	1/6 + عصبہ	1/6	1/2
3	4	4	4	12
18		24	24	72
234		312	312	
282.333		376.444	376.444	

میت فاطمہ مسئلہ 12 × 2 = 24 — بینهما توافق بالسدس — مف 1/4 فاطمہ

زوج فاروق	ماں صفیہ	بیٹا عثمان	بیٹا معاویہ
1/4	1/6	عصبہ 7	
3	2		
6	4	7	7
78	52	91	91
94.111	62.740	109.796	109.796

مسئلہ 12 عول 13 — بینهما تباین — مف 72 حمودہ

زوج خالد	باپ فاروق	بیٹی ام رومان	بیٹی آمنہ
1/4	1/6 + عصبہ	2/3	
3	2	4	4
216	144	288	288
260.615	173.743	347.487	347.487

الاحیاء المبلغ: 2106 — ترکہ: 2541

زوجہ ام سلمہ	باپ فاروق	پوتی حفصہ	زوج فاروق
282.333	549.931	376.444	94.111

ماں صفیہ	بیٹا عثمان	بیٹا معاویہ	زوج خالد	بیٹی ام رومان
62.740	109.796	109.796	260.615	347.487

بیٹی آمنہ
347.487

خنثیٰ کا بیان

س: خنثیٰ کی تعریف بیان فرمائیے؟

ج: خنثیٰ سے مراد ایسا شخص جسکے مرد اور عورت والے دونوں اعضاء مخصوصہ ہوں یا ان دونوں میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ اگر دونوں اعضاء مخصوصہ ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ پیشاب کس سے کرتا ہے۔ اگر مرد والے عضو مخصوصہ سے پیشاب کرتا ہے۔ تو مرد شمار ہوگا۔ اور اگر عورت والے عضو مخصوص سے پیشاب کرتا ہے تو عورت شمار ہوگا:۔

اور اگر دونوں اعضاء مخصوصہ سے پیشاب کرتا ہے تو پہلے والے کا اعتبار ہوگا۔ جس سے پیشاب کیا۔ اور اگر دونوں سے بیک وقت پیشاب کرتا ہے۔ تو بلوغت تک انتظار کیا جائے گا۔ اسے "خنثیٰ مشکل موقوف" کہا جاتا ہے۔

بعد بلوغت دیکھا جائے گا کہ علامات مرد ظاہر ہوتی ہیں یا علامات عورت:۔

اگر علامات مرد ظاہر ہوں:۔ مثلاً:۔ داڑھی آنا، احتلام وغیرہ تو اس صورت میں یہ "مرد" شمار ہوگا۔

اور اگر علامات عورت ظاہر ہوں:۔ مثلاً:۔ پستانوں کا ابھر آنا، حیض کا آنا وغیرہ تو اس صورت میں "عورت" شمار ہوگا۔

اگر بعد بلوغت کوئی علامات ظاہر نہ ہوں۔ تو اسے "خنثیٰ مشکل محکم" کہا جاتا ہے۔

س: "خنثیٰ مشکل محکم" کی وراثت کا حکم کیا ہے؟ وضاحت کے ساتھ لکھئے:۔

ج: اسکی وراثت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ "مفتیٰ بہ" قول کے مطابق "اولاً" ترکہ کو "دو" مرتبہ تقسیم کیا جائے گا۔ وہ اسطرح کہ ایک مرتبہ "خنثیٰ" کو مرد فرض کرکے مسئلہ بنایا جائے گا۔ اور دوسری مرتبہ عورت فرض کرکے مسئلہ بنایا جائے گا۔ جس صورت میں کم وراثت ملے، اس سے وراثت دی جائے گی۔

یا "جس وراثت سے محروم ہوتا ہو

تو محروم کر دیا جائے گا۔ اسے "اسوأ الحالتین" سے تعبیر کیا جاتا ہے:

س: "اسوأ الحالتین" کا اعتبار کیوں کر رہے ہو۔ بلکہ مطلقاً عورت فرض کر کے اسکو حصہ دے دیا جائے تو کیا خرابی آئے گی؟

ج: یہ ضروری نہیں کہ ہر مرتبہ مرد کو زیادہ اور عورت کو کم ملے، بلکہ بعض صورتوں میں عورت کو مرد سے برابر ملتا ہے۔

مثلاً:۔ اخیافی بھائی، بہن:

اور بعض صورتوں میں عورت کو مرد سے زیادہ ملتا ہے۔

مثال:۔ مسئلہ 6 — زینب

علاتی خنثیٰ	اخیافی بہن	ماں	زوج
مرد فرض کیا۔ عصبہ	1/6	1/6	1/2
1	1	1	3

مسئلہ عول 8 — زینب

علاتی خنثیٰ	اخیافی بہن	ماں	زوج
عورت فرض کیا۔ 1/2	1/6	1/6	1/2
3	1	1	3

نتیجہ:۔ خنثیٰ کو مرد فرض کرنے کی صورت میں حصہ کم ملے گا:۔ عورت فرض کرنے کی صورت میں خنثیٰ کو زیادہ مل رہا ہے:

20-01-2020

حمل کا بیان

س: زوجہ یا کسی ورثاء میں سے کسی کو حاملہ چھوڑا۔ تو اس صورت میں حمل کے وارث یا مورث بننے کا کیا احکامات ہیں؟ بیان کریں:۔

ج: اگر کسی شخص کا اس طرح انتقال ہوا کہ اس نے اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑا یا اپنے ورثاء میں سے کسی ورثاء کو حاملہ چھوڑا:۔
مثلاً:۔ ماں کو حاملہ چھوڑا یا
بہو کو حاملہ چھوڑا
تو اس صورت میں حمل کے وارث یا مورث بننے کے بارے تفصیلات ہیں:۔

بالاتفاق:۔ حمل کی کم سے کم مدت "6" ماہ ہے۔ جبکہ زیادہ سے زیادہ مدت میں ائمہ کرام کے مابین اختلاف ہے:۔

عندابی حنیفہ:۔
زیادہ سے زیادہ "2" سال مدت ہے۔
اگر اتنی مدت میں پیدا ہو جائے تو بچہ مرنے والا کا ہے۔
اگر "2" سال کے بعد پیدا ہوا تو مرنے والا کا بچہ نہیں ہوگا:۔

عندلیث بن سعد:۔ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت "3" سال ہے:۔

عندالائمہ الثلاثہ:۔
زیادہ سے زیادہ مدت "4" سال ہے

عندامام زھری:۔
زیادہ سے زیادہ مدت "7" سال ہے۔

نوٹ "1":۔
2.3.4.7 سال کے جو ائمہ کرام کے اقوال ہیں یہ اس وقت ہے کہ جب مرنے والے کی بیوی حاملہ ہو۔ جب مرنے والے کا اپنا حمل نہ ہو تو اب حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت "6" ماہ ہے:۔

نوٹ "2":۔
اگر عورت (اسکی بیوی) دو سال کی مدت کے اندر بچہ جنے اور اس دوران انقضاء عدت کا دعوی کر چکی ہے، یا بچہ دو سال کے بعد پیدا ہوا تو ایسی صورت میں بچہ "نہ وارث ہے اور" "نہ مورث":۔

نوٹ "2" :-
اگر بچہ زندہ پیدا نہ ہوا یا دوران ولادت مر گیا۔ یا کم حصہ حالت حیات میں باہر آیا۔ تو وارث نہ ہوگا۔ اگر اکثر حصہ حالت حیات میں باہر آیا تو وارث و موروث دونوں بنے گا

س بچے کا اقل یا اکثر حیات کا پتہ کیسے چلے گا؟
ج اگر بچہ سیدھا پیدا ہو تو اکثر کا اعتبار سینے تک ہے۔
یعنی:- ماں کے پیٹ سے نکلتے وقت سینے تک نکل گیا۔ اگر سینے تک باہر آنے سے پہلے مر گیا تو اکثر نہیں ہوگا:-
اور اگر الٹا پیدا ہوا تو اکثر کا اعتبار ناف تک ہے۔ اگر اس سے پہلے مر گیا۔ تو اقل شمار ہوگا:-
نوٹ:-
اگر عورت ولادت کے قریب ہو تو تقسیم ترکہ نہ کرنا بہتر، جب ولادت ہو جائے تو پھر تقسیم ترکہ کیا جائے گا تاکہ پریشانی نہ ہو:-

س عورت کی ولادت قریب ہے یا دُور، یہ پتہ کیسے چلے گا؟
ج جیسا عرف ویسا حکم، جبکہ بعض فقہاء اس بات کی طرف گئے ہیں۔ کہ اگر ولادت میں مہینے سے کم ایام ہوں تو یہ ولادت قریب کہلائے گی۔
اور اگر مہینے سے زیادہ ہو تو یہ ولادت بعید کہلائے گی۔
اگر حمل کی ولادت بعید ہو تو ایسی صورت میں حمل کیلئے میراث روک لی جائے۔ اور بقیہ دیگر ورثاء میں تقسیم کر دی جائے۔

س حمل کیلئے کتنی وراثت روکیں؟
ج اس مسئلے میں اختلاف ہے:- جو مندرجہ ذیل ہیں۔
عند ابی حنیفہ:-
حمل کیلئے "4" بیٹے یا "4" بیٹوں میں سے جو زیادہ بنتا ہو۔ وہ روک لیا جائے۔ بقیہ ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے۔
عند محمد:-
حمل کیلئے "2" بیٹے یا "3" بیٹوں میں سے جو

زیادہ بنتا ہو وہ روکی جائے۔ بقیہ ورثاء میں تقسیم کر دی جائے

تنبیہ:۔

یہ روایت کتب معتبرہ میں موجود نہیں ہے۔ البتہ لیث بن سعد فرماتے ہیں۔ کہ یہ آپ ہی کی عبارت ہے۔

امام محمد علیہ الرحمہ کی روایت مشہورہ:

حمل کیلئے "2" بیٹوں یا "2" بیٹیوں میں سے جو زیادہ بنتا ہو وہ روکی جائے بقیہ تقسیم کر دی جائے۔

ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف کا بھی یہی موقف ہے:

عند ابی یوسف بروایت مشہور مفتی بہ:

حمل کیلئے "1" بیٹا یا بیٹی کے برابر حصہ روکا جائے۔ بقیہ تقسیم کر دیا جائے۔ اسطرح کہ کسی ایک شخص کو ضامن بنا لیا جائے۔

اگر مثلاً:۔ "2" بیٹیاں پیدا ہو جائیں تو ضامن واپس دلا سکے:

س حمل کا مسئلہ حل کرنے کا طریقہ ارشاد فرمائیے؟

ج مسئلہ حمل حل کرنے کا طریقہ:

حمل کا مسئلہ حل کرنے کیلئے الگ الگ "2" مسئلے بنائیں جائیں گے۔ ایک صورت میں حمل کو بیٹی فرض کریں گے اور دوسری صورت میں حمل کو بیٹا فرض کر کے پھر دونوں کے مابین نسبت دیکھی جائے۔

اگر دونوں کے اصل مسئلہ کے مابین نسبت تباین ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں اور اس کے سہام میں ضرب دیں گے۔

اور اگر دونوں کے اصل مسئلہ کے مابین توافق کی نسبت ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں اور ہر ایک کے وفق کو دوسرے کے سہام میں ضرب دیں گے

جس صورت میں دیگر ورثاء کو کم ملتا ہو وہ دے دیا جائے گا۔ بقیہ محفوظ کر لیا جائے گا:

نوٹ:۔ مثال اگلے صفحہ پر دی گئی ہے۔

مثال
زوجہ ماں باپ بیٹی دو حمل (بیٹا)
8/72 3×24
1/8 1/6 1/6 عصبہ
3/9/27 4/12/36 4/12/36 13/39 13 26/78
زوجہ ماں باپ بیٹی حمل (بیٹی)
3/24
1/8 1/6 1/6 2/3
3/24 4/32 4/32 8/64 8/64
8×24 = 216
78 39 32 32 24
اعداد محفوظ: 3 4 4 25
26-01-2020

مسئلہ وراثت معلوم کرنے کا طریقہ

محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

عالیجاہ :- امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ اور دین متین کی خدمت میں مصروف ہوں گے۔ اللہ پاک آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ اور اسے ہم سب کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین :-

حضور والا :-

ہمارے والد صاحب کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد انتقال کر گئے۔ ہمارے والد مرحوم نے ترکہ میں اشیاء منقولہ اور غیر منقولہ کی صورت میں تقریباً بانوے لاکھ چھبیس ہزار سات سو تریسٹھ روپے "9226763" کی مالیت چھوڑی :-

ہمارے والد صاحب کے کفن دفن میں پچیس ہزار پانچ سو تریسٹھ "25563" روپے خرچ ہوئے۔ اور ہمارے والد صاحب پر (1012126) روپے قرض ہے۔ اور "(112663)" روپے کی رقم مسجد میں دینے کی وصیت کی ہے۔ مرحوم نے ورثاء میں "2" زوجہ بنام راشدہ اور خالدہ :- اور "1" ماں بنام "طیبہ" :- اور "1" بیٹا بنام ارشد :- اور "1" بیٹی بنام عائشہ :- چھوڑی ہیں۔

برائے کرم قرآن وحدیث کے مطابق ہمارے والد صاحب کی جائیداد کو تقسیم فرما کر عنداللہ مشکور ہوں۔ اور عنداللہ ماجور ہوں :-

سائل :-
عبداللہ عطاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب:-

صورتِ مسئولہ میں بر تقدیرِ صدقِ سائل "اولاً" ترکہ میت سے کفن، دفن کے اخراجات "25563" منفی کیے جائیں گے:۔ ثانیاً مرحوم پر جو قرض تھا "1012126" وہ ادا کیا جائے گا۔ اور ثالثاً چونکہ وصیت ثلث مال سے کم ہے لہٰذا "112663" روپے مسجد میں دیے جائیں گے۔

بقیہ رقم قرآن وحدیث کی روشنی میں یوں تقسیم کی جائے گی:-

مسئلہ 6×24 | 56086.188 = 144 | زید 8076411

زوجہ راشدہ	زوجہ خالدہ	ماں طیبہ	بیٹا ارشد	بیٹی عائشہ
1/8		1/6	عصبہ	
3		4	17	
9 ← 18	9	24	68 ← 102	34
504775.69	504775.69	1346068.5	3813860.8	1906930.4

مرحوم کے ترکہ کے کل "144" حصے کیے جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک زوجہ کو "9" حصے (سہام) اور ماں طیبہ کو "24" حصے اور بیٹے ارشد کو "68" اور بیٹی عائشہ کو "34" حصے دیے جائیں گے۔ جبکہ بصورت رقم راشدہ اور خالدہ میں سے ہر ایک "504775.688" روپے دیے جائیں گے۔ اور ماں طیبہ کو "1346068.5" روپے دیے جائیں گے۔ اور بیٹے ارشد کو "3813860.75" روپے ملیں گے۔ جبکہ بیٹی عائشہ کو "1906930.38" روپے دیے جائیں گے۔

ھٰذا ما ظہر لی واللہ اعلم بالصواب۔

27.01.2020

10:12 pm

بروز پیر شریف

باب الاذان کیف هو ⑧ باب الجمع بین الصلوٰتین کیف هو

امام مالک ✶ اذان کے کلمات سترہ ہیں اور شہادتین میں ترجیع ہے ائمہ ثلاثہ ✶ ایک وقت میں 2 نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے

امام شافعی ✶ اذان کے کلمات 19 ہیں اللہ اکبر 4 بار شہادتین میں ترجیع ہے امام اعظم، ابو یوسف، محمد ✶ ہر نماز کو اسکے وقت میں پڑھا جائیگا

امام اعظم ✶ اذان کے کلمات 15 ہیں اللہ اکبر 4 بار شہادتین میں ترجیع نہیں ⑨ باب الصلوٰۃ الوسطی ای الصلوات

باب الاقامۃ کیف ھی زید بن ثابت، عروہ بن زبیر ✶ صلوٰۃ وسطی سے مراد ظہر کی نماز ہے

امام مالک ✶ اقامت کے کلمات ایک ایک بار امام مالک امام شافعی ✶ نماز وسطی سے مراد فجر کی نماز ہے

امام شافعی احمد ✶ ایک ایک بار صرف قد قامت الصلوٰۃ دو بار احناف ✶ صلوٰۃ وسطی سے مراد عصر کی نماز ہے

امام اعظم ✶ اقامت مثل اذان ہے تمام کلمات 2 بار ⑩ باب الوقت الذی یصلی فیہ الفجر ای وقت هو

باب قول المؤذن فی اذان الصبح الصلوٰۃ خیر من النوم امام احمد، امام شافعی، امام مالک ✶ فجر کو اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے

عطاء بن رباح، طاؤس ✶ صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا مکروہ ہے امام اعظم، ابو یوسف ✶ فجر کو روشن کر کے پڑھا جائے

جمہور کے نزدیک ✶ الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا صبح کی اذان میں مستحب ہے امام طحاوی ✶ اندھیرے میں شروع کرے اور روشنی میں ختم کرے

④ باب التاذین للفجر ای وقت هو بعد طلوع الفجر او قبل ذالک ⑪ باب الوقت الذی یستحب ان یصلی صلوٰۃ الظہر فیہ

امام شافعی احمد مالک ابو یوسف ✶ فجر کی اذان وقت سے پہلے دینے کی گنجائش ہے لیث بن سعد، امام شافعی ✶ سردیوں، گرمیوں میں جلدی پڑھنا مستحب ہے

امام اعظم، محمد ✶ فجر کی اذان وقت سے پہلے نہیں دی جاسکتی امام اعظم، ابو یوسف، محمد ✶ سردیوں میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنا

⑤ باب الرجلین یؤذن احدھما و یقیم الآخر اور گرمیوں میں ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے

ائمہ ثلاثہ ✶ ناپسندیدہ ہے کہ جو اذان دے وہی اقامت کہے ⑫ باب صلوٰۃ العصر هل تعجل او تؤخر

امام اعظم، صاحبین ✶ دوسرا شخص اقامت کہہ سکتا ہے امام شافعی، حضرت عائشہ، مالک ✶ عصر کو جلدی پڑھنا مستحب ہے

⑥ باب ما یستحب للرجل ان یقولہ اذا سمع الاذان امام اعظم، صاحبین ✶ عصر کی نماز کو مؤخر کرنا مستحب ہے

اصحاب ظواہر، امام شافعی، امام مالک ✶ جیسے مؤذن کہے بعینہ الفاظ دہرائے ⑬ باب رفع الیدین فی افتتاح الصلوٰۃ الی این یبلغ بهما

امام اعظم، امام ابو یوسف ✶ بقیہ الفاظ دہرائے صرف حی علی الصلاۃ اہل عراق، اصحاب مالکیہ، امام احمد ✶ نماز کے شروع میں ہاتھوں

اور حی علی الفلاح کی جگہ لاحول کہیگا کو خوب بلند کیا جائیگا

⑦ اذان کا جواب دینا امام شافعی ✶ ہاتھوں کو کندھے کے برابر اٹھایا جائیگا

بعض احناف، اہل ظواہر ✶ اذان کا جواب دینا واجب ہے احناف ✶ ہاتھوں کو کانوں تک اٹھایا جائیگا

شوافع، مالک، احمد، اکثر احناف ✶ اذان کا جواب دینا مستحب ہے

(14)
باب قراءۃ بسم اللہ فی الصلوٰۃ

امام شافعی * جہراً پڑھا جائے گا

احناف و مالک * جہراً نہیں پڑھا جائے گا

(15)
باب القراءۃ فی الظہر والعصر

امام مالک * بالکل قراءۃ نہیں

امام اعظم * سراً پڑھے جہراً نہیں

(16)
باب القراءۃ فی الصلوٰۃ المغرب

امام شافعی * طوال مفصل کی سورت

امام اعظم و مالک * قصار مفصل کی سورتیں

(17)
باب القراءۃ خلف الامام

ائمہ ثلاثہ * سورہ فاتحہ کی قراءۃ واجب

احناف * قراءۃ نہیں کی جائیگی

(18)
باب التخفض فی الصلوٰۃ عن فیہ تکبیر

عمر بن عبد العزیز * نیچے جاتے وقت تکبیر نہیں کہیں گے اٹھتے وقت تکبیر کہیں گے

ائمہ اربعہ * دونوں صورتوں میں تکبیر پڑھیں گے

(19)
باب التکبیر للرکوع والسجود والرفع من الرکوع

ائمہ ثلاثہ * سجدے میں جاتے وقت اور اٹھتے وقت رفع یدین کریں گے

امام اعظم و یوسف و محمد * نماز کو شروع کرتے وقت ایک دفعہ رفع یدین پھر نہیں کیا جائیگا

(20)
باب التطبیق فی الرکوع

علقمہ و ابراہیم نخعی * رکوع میں تطبیق سنت ہے

ائمہ اربعہ * رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ لگانا سنت ہے

(21)
باب مقدار الرکوع والسجود

امام احمد و اسحاق * رکوع کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ تین بار سبحان ربی العظیم پڑھا جائے اور سجدہ بھی اسی طرح ہے

ائمہ ثلاثہ * رکوع میں اطمینان حاصل ہو جائے سجدہ کا بھی یہی حکم ہے۔

(22)
باب ما ینبغی ان یقال فی الرکوع والسجود

امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق * جو چاہے پڑھ سکتا ہے

امام مالک * رکوع میں صرف سبحان ربی العظیم پڑھا جائے سجدے میں جو چاہے پڑھے

احناف * رکوع میں صرف سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں صرف سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے

(23)
باب الامام یقول سمع اللہ لمن حمدہ

امام اعظم و امام مالک * مقتدی صرف ربنا و لک الحمد کہے

امام شافعی، امام اسحاق و امام یوسف و امام محمد * امام بھی ربنا و لک الحمد کہے اور مقتدی بھی

(24)
باب القنوت فی صلوٰۃ الفجر وغیرہا

امام شافعی * فجر میں قنوت ہے

امام اعظم و امام یوسف * فجر میں قنوت نہیں ہے

(25)
باب ما یبدأ بوضعہ فی السجود الیدین او الرکبتین

امام مالک و اوزاعی * سجدے میں پہلے ہاتھ پھر گھٹنے رکھو

امام اعظم و امام شافعی * پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھے جائیں

(26)
باب وضع الیدین فی السجود این ینبغی ان یکون؟

امام شافعی و امام احمد و امام اسحاق * ہاتھ کاندھوں کے برابر رکھے جائیں

امام اعظم و امام یوسف * ہاتھ کانوں کے برابر رکھے جائیں

(27)

باب صفۃ الجلوس فی الصلوٰۃ کیف ھو

امام مالک: مرد اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرے بائیں پاؤں کو ٹیڑھا کرے اور زمین پر بیٹھ جائے تورک کہتے ہیں یہ سنت ہے۔

امام شافعی، امام احمد: آخری قعدہ میں تورک اور پہلے قعدہ میں بائیں پاؤں پر بیٹھے

احناف: دونوں قعدوں میں دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے

(28)

باب التشہد کیف ھو؟

امام مالک: حضرت عمرؓ نے جو صحابہ کو کلمات سکھائے وہی پڑھیں یعنی التحیات للہ الزاکیات للہ الخ

امام شافعی: ان کلمات کو پڑھنا افضل ہے جو ابن عباس سے منقول ہیں

(29)

باب السلام فی الصلوٰۃ کیف ھو؟

امام مالک: نماز کے آخر میں صرف ایک سلام سامنے کی طرف پھیرا جائے

ائمہ ثلاثہ: دونوں طرف سلام پھیرا جائے گا

(30)

باب السلام فی الصلوٰۃ ھل ھو من فروضھا أو من سننھا؟

امام شافعی، مالک، احمد: سلام فرض ہے سلام کے بغیر خروج نماز سے نماز فاسد ہو جائیگی

سعید بن مسیب، حسن بصری: سلام فرض نہیں بلکہ تشہد کی مقدار بیٹھنا فرض ہے

امام اسحاق، امام اعظم: سلام پھیرنا فرض نہیں التشہد قعدۂ آخیرہ بقدر تشہد فرض ہوگا

(31)

باب التشہد

امام شافعی، احمد، اسحاق: وتر صرف ایک رکعت ہے۔

امام اعظم، یوسف، محمد: وتر تین رکعتیں ہیں

امام مالک: دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا جائے اور ایک رکعت الگ پڑھی جائیگی

(32)

القراءۃ فی رکعتی الفجر

اہل ظواہر: فجر کی دو رکعتوں (سنتوں) میں قراءت نہیں

امام مالک: فجر کی سنتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھی جائیگی

ائمہ ثلاثہ: سورہ فاتحہ اور اسکے ساتھ دوسری سورۃ کا پڑھنا مسنون ہے

(33)

باب الرکعتین بعد العصر

امام شافعی: عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا سنت ہیں

امام اعظم، امام یوسف: عصر کے بعد نوافل پڑھنا جائز نہیں

(34)

باب الرجل یصلی بالرجلین این یقیمہما

امام یوسف: امام کے مقتدی اگر دو آدمی ہوں تو امام کے اردگرد دائیں بائیں کھڑے ہوں اور پیچھے بھی کھڑے ہو سکتے ہیں

امام اعظم، محمد: امام کے پیچھے کھڑے ہوں

(35)

باب صلوٰۃ الخوف

پہلا قول: نماز خوف ایک رکعت ہے

دوسرا قول: نماز خوف چار رکعت فرض میں پڑھے گے انداز میں فرق ہے

اجمالی باتیں

1۔ مصنف کے حالات

2۔ کلماتِ اذان کا بیان

3۔ کلماتِ اقامت کا بیان

4۔ مواقیت صلاۃ کا بیان

5۔ غیر مؤذن کے جواب کا بیان

6۔ جمع بین الصلاتین کا بیان

7۔ صلوۃ وسطی سے کیا مراد؟

8۔ نماز میں تسمیہ پڑھنے کا حکم

9۔ ظہر و عصر میں قراءت کا بیان

10۔ مغرب میں کونسی سورت پڑھی جائے؟

11۔ طوال مفصل سے مراد

12۔ مقتدی کی قراءت کا حکم

13۔ تطبیق سے مراد

14۔ رکوع و سجود کی مقدار کا بیان

15۔ وتر کا بیان

09-05-2020

09-05-2020

بسم اللہ الرحمن الرحیم

س 1: امام طحاوی علیہ الرحمہ کے حالاتِ زندگی تحریر کریں؟

ج: نام:-

احمد:-

کنیت:-

ابوجعفر:-

طحاوی کہلانے کی وجہ:-

طحاء، صعید مصر کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے، اور مصر میں آپ طحاء کے مقام پر رہتے تھے۔ اسی نسبت سے آپ کو طحاوی کہلاتے ہیں:-

ولادت:-

239ھ و 237ھ و 224ھ :-

علمی مقام:-

امام طحاوی کی دیانت، امانت، فضیلت کاملہ اور علم حدیث میں ید طولی اور حدیث کے ناسخ و منسوخ کی مہارت پر اجماع ہو چکا۔ امام طحاوی کے بعد کوئی ان کا مقام پر نہیں کر سکتا:-

وفات:-

آپ کی وفات بالاتفاق بدھ و جمعرات کی درمیانی رات 30 شوال 321ھ کو مصر میں ہوئی:-

س 2: کلماتِ اذان کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں:-

ج: کلماتِ اذان کے بارے میں "3" مذاہب ہیں:-

1- احناف 2- مالکیہ 3- شوافع

عند الاحناف:-

کلماتِ اذان "15" ہیں:-

پہلی تکبیر "4" بار، شہادت "4" بار، حی علی "4" بار دوسری تکبیر "2" بار، اور کلمہ توحید "1" بار ہے:-

دلیل:-

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ نے خواب میں فرشتے کو اسی طرح اذان کہتے ہوئے سُنا، صبح سرکار علیہ السلام کی

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:
"کیا ہی اچھا ہے جو تم نے دیکھا! یہ بلال کو سکھاؤ۔"

عند المالکیہ:۔
کلمات اذان "17" ہیں۔
پہلی تکبیر "2" بار، شہادت "8" بار، حی علی "4" بار، دوسری تکبیر "2" بار، اور کلمہ توحید "1" بار ہے:۔

دلیل:۔
حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،
"مجھے سرکار علیہ السلام نے اسی طرح اذان تعلیم فرمائی، جیسے تم اب اذان کہتے ہو، اللہ اکبر آخر تک:۔

عند الشوافع:۔
کلمات اذان "19" ہیں:۔
پہلی تکبیر "4" بار، شہادت "8" بار، "حی علی" "4" بار، دوسری تکبیر "2" بار، اور کلمہ توحید "1" بار ہے:۔

دلیل:۔
حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ
"بیشک سرکار علیہ السلام نے انہیں اذان سکھائی، "9" کلمات اللہ اکبر، آخر تک:۔

نظر طحاوی:۔
اذان کے کچھ کلمات دو مقامات پر ہیں:۔
مثلاً، "لا الہ الا اللہ" اور کچھ کلمات ایک ہی مقام پر ہیں:۔
مثلاً، "حی علی الصلوٰۃ":۔
جو کلمات دو مقامات پر ہیں۔
دوسرے مقام پر پہلے سے نصف ہوتے ہیں۔ بالاتفاق اذان کے آخر میں "اللہ اکبر" دو مرتبہ کہا جائے گا تو دیگر کلمات پر قیاس کا تقاضا ہے کہ اذان کے شروع میں اسے "4" مرتبہ کہا جائے:۔
بالاتفاق شہادتین کے علاوہ کلمات میں ترجیح نہیں

ہے۔ اُن پر قیاس کا تقاضا ہے کہ "شہادتین" میں ترجیع مسنون نہ ہو۔

س ۳: "ترجیع فی الشہادتین" سے کیا مراد ہے؟ مع اختلاف بیان کریں:-

ج: اس سے مراد یہ ہے کہ "اذان میں کلمہ شہادت کو ایک بار آہستہ اور دوسری بار بلند آواز سے کہا جائے یعنی: شہادتین کو دوبارہ پڑھا جائے تو اس طرح یہ "8" بار ہو جائے گا۔

اس بارے میں "2" مذاہب ہیں:- 1- احناف 2- شوافع و مالکیہ

عند الاحناف:-

کلمات اذان میں عدم ترجیع کے قائل ہیں:

دلیل:-

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سرکار علیہ السلام نے مجھے اذان "19" کلمات سکھائی ہے:-

عند الشوافع و المالکیہ:-

شہادتین میں ترجیع کے قائل ہیں:-

دلیل:-

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھے اذان اسی طرح سکھائی ہے۔

س ۴: کلماتِ اقامت کتنے ہیں؟ مع اختلاف بیان کریں:-

ج: اس بارے میں بھی "3" مذاہب ہیں:-

1- احناف 2- مالکیہ 3- شوافع و حنابلہ

عند الاحناف:-

کلمات اقامت "17" ہیں۔ اذان و اقامت کے کلمات میں کوئی فرق نہیں ہے، البتہ "قد قامت الصلوٰۃ" کے الفاظ اقامت میں ہوں گے اذان میں نہیں:-

دلیل:-

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں

فرشتے کو اسی طرح اقامت کہتے ہوئے سنا، پھر انہوں نے آپ علیہ السلام کے حکم پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی طرح سکھایا اور انہوں نے اسی طرح اقامت کہی :-

عند المالکیہ :-
ان کے نزدیک کلمات اقامت "15" ہیں۔
تمام کلمات ایک ایک مرتبہ کہے جائیں گے۔

دلیل :-
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ
"حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات "جُفت" "دودو" مرتبہ اور اقامت کے کلمات طاق" ایک ایک مرتبہ" کہیں :-"

عند الشوافع والحنابلہ :-
ان کے نزدیک کلمات اقامت "11" ہیں۔ "قد قامت الصلوٰۃ" دو مرتبہ کہا جائے گا :-

دلیل :-
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ
"حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات "جُفت" اور "اقامت" کے کلمات "طاق" عدد میں کہیں، سوائے "قد قامت الصلوٰۃ" کے اسے "دو" مرتبہ کہے :-

نظرِ طحاوی :-
جس طرح اذان کے وہ کلمات جو دو جگہوں میں آتے ہیں، دوسری بار پہلے سے نصف ہو کر آتے ہیں۔
چونکہ اقامت، اذان کے بعد ہوتی ہے، لہٰذا یہ اسی کا حصہ ہے، بنا بریں اس کے کلمات، کلمات اذان سے نصف ہو کر آنے چاہیے۔
البتہ "قد قامت الصلوٰۃ" کے الفاظ چونکہ اذان میں نہیں ہیں، لہٰذا وہ دوبارہ ہی ہوں :-

س 5: کیا فجر کی اذان میں "الصلوۃ خیر من النوم" کہنا سنت ہے؟

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں۔ وہ یہ ہیں۔
1۔ شوافع 2۔ احناف و مالکیہ و حنابلہ

عند الشوافع:۔
صبح کی اذان میں "الصلوۃ خیر من النوم" کہنا مکروہ ہے۔

دلیل:۔
حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی جب انہوں نے خواب میں اذان کو دیکھا تو سرکار علیہ السلام نے ان کو حکم دیا کہ یہ اذان بلال کو سکھا دو۔

عند ائمہ ثلاثہ:۔
صبح کی اذان میں "الصلوۃ خیر من النوم" کہنا مستحب ہے۔

دلیل:۔
حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک سرکار علیہ السلام نے ان کو اذانِ صبح سکھائی، اس میں "الصلوۃ خیر من النوم" بھی سکھایا۔

س 6: اگر فجر کی اذان وقت سے پہلے دی گئی، تو کیا اذان ہو جائے گی یا نہیں؟

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں۔ وہ یہ ہیں:
1۔ احناف 2۔ شوافع و مالکیہ و حنابلہ

عند الاحناف:۔
وقت سے پہلے جائز نہیں ہے۔

دلیل:۔
حضرت سفیان کو ایک شخص نے بتایا کہ میں اذان دیتا ہوں فجر طلوع ہونے سے پہلے تاکہ میں سب سے پہلے

لوگوں کے دروازوں کو کھٹکھٹا نے والا ہوں، تو حضرت سفیان نے فرمایا :- اذان نہ دو یہاں تک کہ فجر پھوٹ جائے

عند آئمہ ثلاثہ :-
فجر کیلئے اذان دی جائے گی اس کے وقت داخل ہونے سے پہلے :-

دلیل :-
عن سالم عن ابیہ :-
کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ بلال اذان دیتا ہے رات کو تم کھاؤ پیو یعنی سحری کرو :- یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں :-

نظر طحاوی :-
تمام نمازوں کیلئے بالاتفاق ان کے اوقات داخل ہونے کے بعد اذان دی جاتی ہے تو
قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دوسری نمازوں میں چونکہ وقت داخل ہونے کے بعد اذان ہوتی ہے،
لہذا فجر کی اذان بھی دخول وقت کے بعد ہو :-

س ۲ کیا اقامت وہی شخص کہے جس نے اذان کہی یا کوئی دوسرا شخص بھی کہہ سکتا ہے ؟
ج اس بارے میں "2" مذہب ہیں۔ وہ یہ ہیں :-
۱- شوافع وحنابلہ 2- احناف ومالکیہ

عند الشوافع والحنابلہ :-
جس شخص نے اذان کہی وہی اقامت کہے دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہے :-

دلیل :-
حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت

کہنے کیلئے آئے تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہارا بھائی صداء نے اذان دی ہے وہی اقامت کہیں :۔

عند الاحناف المالکیہ :۔
غیر مؤذن بھی اقامت کہہ سکتا ہے :۔

دلیل :۔
حضرت عبداللہ بن زید سے سرکار علیہ السلام نے فرمایا،
حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی آواز بلند ہے، لہذا انہیں کلمات اذان سکھاؤ، تاکہ وہ اذان کہیں پھر عبداللہ نے فرمایا تم اقامت کہو :۔

نظر طحاوی :۔
نظر و فکر کا تقاضا یہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ نماز کی طرف بلانے والے اسباب "مثلاً" اذان و اقامت نماز سے پہلے ہیں۔ اور تمام نمازوں میں ہیں۔ "جمعۃ المبارک" میں نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا لازمی ہے گویا وہ بھی نماز کا ایک حصہ ہے۔ اور وہی شخص خطبہ پڑھتا ہے جو نماز پڑھاتا ہے۔ دونوں کیلئے الگ الگ آدمی ہونا ضروری نہیں ہے لیکن اقامت نماز کا ایک سبب ہونے کے باوجود ضروری نہیں کہ جو شخص نماز پڑھاتا ہے وہی اقامت بھی کہے تو جب اقامت اذان کی نسبت نماز کے زیادہ قریب ہے اور نماز و اقامت کیلئے الگ الگ آدمی ہو سکتے ہیں۔ تو اذان اس دور ہے تو اسکیلئے بھی الگ آدمی ہو سکتا ہے :۔

س 4: مؤذن کی اذان سن کر سننے والا اذان کا جواب کس طرح اور کن الفاظ کے ساتھ دے؟ اختلاف ائمہ کرام بیان کریں :۔

ج: اس بارے میں "2" مذہب ہیں :۔
1- احناف و ائمہ ثلاثہ 2- شوافع و مالکیہ و حنابلہ

عند الاحناف و الائمہ الثلاثہ :۔
جب مؤذن "حی علی الصلوۃ" اور

"حی علی الفلاح" کہے تو اذان سننے والا جواب میں "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کہے۔

دلیل:۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح اذان کا جواب دیا اور فرمایا "ھکذا سمعنا نبیکم یقول"۔

عند الشوافع والحنابلہ والمالکیہ:۔

جواب دینے والا تمام کلمات کے اندر مؤذن کی طرح کہے گا:۔

دلیل:۔

"عن ابی سعید الخدری یقول سمعت رسول اللہ علیہ السلام" جب تم مؤذن کو سنو تو تم کہو اسکی مثل جو وہ کہتا ہے۔

س 9: اذان کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟

ج: عند الاحناف:۔

اذان کا جواب دینا واجب ہے۔

دلیل:۔

سرکار علیہ السلام کا فرمان ہے، جب تم مؤذن کو سنو پس تم اسکی مثل کہو جو مؤذن کہتا ہے۔

عند الشوافع والحنابلہ والمالکیہ:۔

اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔

دلیل:۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ آپ علیہ السلام نے "اللہ اکبر" کے جواب "علی الفطرۃ" کے الفاظ کہے۔ اور کلمات شہادۃ کے جواب میں فرمایا "جھنم سے بچ گیا"۔

س 10: فجر کی نماز کا وقت بیان کریں؟

ج: نماز فجر کے وقت کی ابتداء صبح صادق سے ہوتی ہے۔ اور اس کے آخری وقت کے بارے میں اختلاف ہے۔

وہ یہ ہیں:

1۔ شوافع و مالکیہ 2۔ احناف و حنابلہ

عندالشوافع والمالکیہ :-
فجر کی نماز کا آخری وقت اسفرار شمس تک ہے :-
عندالاحناف والحنابلہ :-
نماز فجر کا آخری وقت طلوع شمس ہے :

س[11] ظہر کا وقت تحریر کریں؟ (مع وضاحت)
ج عند الشوافع والمالکیہ والحنابلہ :-
جب چیزوں کا سایہ ایک مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے :-
دلیل :-
دوسرے دن جب ہر چیز کا سایہ اسکی مثل ہو گیا تو آپ نے نماز ظہر ادا فرمائی :-

عندالاحناف :-
جب چیزوں کا سایہ دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے :
دلیل :-
قولہ علیہ السلام " أبردوا بالظهر، فان شدة الحر من فيح جهنم :-

س[12] عصر " کا آخری وقت بیان کریں :-
ج عندالشوافع :-
جب چیزوں کا سایہ دو مثل ہو جائے تو عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے :-
دلیل :-
آپ علیہ السلام اور جبرائیل امین نے دوسرے دن اسی وقت میں امامت کروائی :-

عندالحنابلہ :-
جب سورج زرد ہونا شروع ہو جائے تو عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے :-
دلیل :-
سرکار علیہ السلام نے سورج زرد ہونے کے وقت نماز سے منع کیا :-

عندالاحناف :-
غروب شمس آخری وقت ہے :-

س 17 نمازِ مغرب کا وقت بیان کریں :-
ج ابتدائی وقت :-
ائمہ اربعہ کے نزدیک سورج غروب ہوتے ہی مغرب کا وقت شروع ہوجاتا ہے :-
دلیل :-
صحابہ کرام علیہم الرضوان سورج غروب ہوتے ہی نمازِ مغرب ادا فرماتے :-

انتہاءِ وقتِ مغرب :-
اس میں اختلاف ہے :-
عندالشوافع والحنابلہ والمالکیہ :-
غروب شمس کے بعد افق پر ظاہر ہونے والی شفق احمر چھپتے ہی نمازِ مغرب کا وقت ختم :-
دلیل :-
آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے دوسرے دن نمازِ مغرب "شفق" غائب ہونے سے پہلے ادا فرمائی :-

عندالاحناف :-
افق پر سرخی کے بعد ظاہر ہونے والی سفیدی کی غائب ہونے اور تاریکی چھا جانے سے وقتِ مغرب ختم :-
دلیل :-
آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے نمازِ عشاء ادا فرمائی جب کہ افق سیاہ ہو چکا تھا :-

نظرِ طحاوی :-
فجر کے وقت پہلے سرخی اور پھر سفیدی ہوتی ہے اور یہ ایک ہی نماز کا وقت ہے ۔ اور وہ فجر کی نماز ہے جب دونوں ختم ہوجائیں تو
فجر کا وقت ختم ہوجاتا ہے ۔ تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ مغرب کے وقت میں بھی یہ دونوں سرخی، سفیدی جمع ہوں ۔

س 14: وقت عشاء بیان کریں؟

ج: اول وقت:۔
عشاء کا اول وقت یہ ہے کہ جب شفق غائب ہو جائے:۔

دلیل:۔
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت یہ ہے کہ سرکار علیہ السلام نے شفق غائب ہونے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھی:۔

انتہاء وقت:۔
اس میں "3" اقوال ہیں:۔
1۔ رات کے تہائی حصہ تک عشاء کا آخری وقت ہے:۔
2۔ آدھی رات تک عشاء کا آخری وقت ہے:۔
3۔ آدھی رات کے بعد تک عشاء کا آخری وقت ہے:۔

س 15: کیا دو وقت کی نمازیں ایک وقت میں جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اختلاف ائمہ لکھیں:۔

ج: جمع بین الصلاتین:۔
مزدلفہ اور عرفات میں بالاتفاق جائز ہے:۔
ان کے علاوہ میں اختلاف ہے:۔ اور وہ اختلاف یہ ہے:۔
عند الشوافع والحنابلہ والمالکیہ:۔
سفر یا بیماری کی صورت میں ظہر اور عصر، اسی طرح مغرب وعشاء میں سے ایک نماز کو دوسری کے وقت میں ادا کرنا صحیح ہے:۔

دلیل:۔
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک سرکار علیہ السلام نے دو نمازوں کو سفر میں جمع کیا کرتے تھے:۔

عند الاحناف:۔
جمع بین الصلاتین جائز نہیں ہے:۔

دلیل:۔
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا نماز کو ضائع کیا ہے، فرمایا نماز کو مؤخر کرے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے:۔

نظر طحاوی:۔
فجر کی نماز کے بارے میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ فجر کی نماز کو وقت سے مقدم کرنا یا مؤخر کرنا جائز نہیں ہے اسلئے کہ اس کا وقت اسلئے خاص ہے۔ اسی وقت کے اندر ادا کرنا لازم ہے۔ تو نظر کا تقاضا یہ ہے کہ تمام نمازوں کا حکم یہی ہو کہ ہر نماز کو اپنے وقت ہی پر ادا کرنا لازم ہو۔ اور اپنے سے مقدم کرنا یا مؤخر کرنا جائز نہ ہو:۔

س ۱۶ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کہاں تک اٹھائیں؟ بیان کریں:۔
ج عند الشوافع والحنابلہ والمالکیہ:۔
بوقت تکبیر تحریمہ کندھوں تک رفع یدین مسنون ہے:۔
عند الاحناف:۔
بوقت تکبیر تحریمہ اذنین تک رفع یدین مسنون ہے:۔

س ۱۷ "صلوٰت وسطی" سے کونسی نماز مراد ہے؟
ج عند الاحناف:۔
ایک قول کے مطابق "نماز ظہر" مراد ہے:۔
دلیل:۔
زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "صلوۃ وسطی" سے "نماز ظہر" مراد ہے:۔

عند الشوافع والمالکیہ:۔
"نماز فجر" مراد ہے:۔
دلیل:۔
حضرت ابو رجاء فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ آپ نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی اور نماز کے بعد فرمایا
"یہی صلوۃ وسطی" ہے۔
استدلال کا خلاصہ:۔
اللہ تعالیٰ نے صلوۃ وسطی میں "قنوت" کا حکم فرمایا دعائے قنوت نماز فجر میں ہے، لہذا صلاۃ وسطی نماز فجر ہے:۔

عند الاحناف والحنابلہ :-
"نمازِ عصر" مراد ہے :-
دلیل :-
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے کہ اس سے "نمازِ عصر" مراد ہے :-

س 10: فجر کی نماز کا افضل وقت کون سا ہے؟
ج: عند الشوافع والحنابلہ والمالکیہ :-
اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔
دلیل :-
حضرت قیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نمازِ فجر "غلس" میں ادا فرماتے :-

عند الاحناف :-
روشنی میں پڑھنا افضل ہے :-
دلیل :-
حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز پڑھتے۔ وہ نمازِ فجر کو روشنی میں ادا کرتے تھے :-

نظرِ طحاوی :-
"سرکار علیہ السلام نے فرمایا، تم فجر کو روشن کر کے پڑھو"
"اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ فجر کو روشنی میں پڑھنا افضل ہے"
امت کی آسانی کے لیے افضل وقت وہ ہے جو "رافع" والی حدیث بیان کر دی۔ کیونکہ اسکو مراد لینے میں آثار میں تضاد لازم نہیں آئے گا۔

س 11: ظہر کا افضل وقت کونسا ہے؟ بیان کریں :-
ج: عند الشوافع :-
سال بھر میں نمازِ ظہر جلدی پڑھنا مستحب ہے :-
دلیل :-
اسامہ بن زید سے روایت ہے
"حضور علیہ الصلاۃ والسلام" ظہر کی نماز پڑھتے تھے ٹھیک دوپہر کے وقت

عند الاحناف والحنابلہ والمالکیہ:۔
سردیوں میں نماز ظہر جلدی پڑھی جائے،
اور گرمیوں میں تاخیر کی جائے تاکہ وقت ٹھنڈا ہو جائے:۔
دلیل:۔
"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی"
بیشک رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:۔ جب گرمیوں کے دن ہوں تو نماز کو ٹھنڈا کرو، کیونکہ شدید گرمی جہنم کی سانس سے ہے:۔

س20 عصر کا مستحب کونسا ہے؟
ج عند الشوافع والمالکیہ والحنابلہ:۔
نمازِ عصر اول وقت میں پڑھنا افضل ہے:۔
دلیل:۔
"عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ"
سرکار علیہ السلام عصر کی نماز پڑھتے تھے۔ اس حال میں کہ سورج بلند اور سفید ہوتا تھا، پس جانے والا "عوالی" کی طرف جاتا اور سورج بلند ہی ہوتا:۔

عند الاحناف:۔
نمازِ عصر تاخیر سے پڑھنا افضل ہے:۔
دلیل:۔
"عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ"
حضور علیہ الصلاۃ والسلام عصر کی نماز پڑھتے تھے اس حال میں کہ سورج سفید ہلکا ہوتا تھا:۔

س21 تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھا جائے؟
ج عند ابی حنیفہ و احمد بن حنبل:۔
تکبیر تحریمہ کے بعد "ثناء" مکمل پڑھی جائے:۔ "جو ابھی ہم پڑھتے ہیں:۔
دلیل:۔
"عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا"
سرکار علیہ السلام جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک

اٹھانے اور تکبیر تحریمہ پڑھتے پھر "ثناء" کہتے :۔

عند ابی یوسف :۔
ثناء کے ساتھ ساتھ جو دعائیں آئی ہیں وہ بھی پڑھیں گے :۔

دلیل :۔
"عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ"
"سرکار علیہ السلام نماز شروع فرمانے کے بعد یہ کلمات بھی پڑھتے تھے"
"وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" :۔

س[22] نماز میں "تسمیہ" پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟
ج عند الشوافع :۔
"تسمیہ" سورہ فاتحہ وقرآن کا جزء ہے۔ لہذا فاتحہ کے ساتھ "بالجہر" پڑھا جائے گا :۔

دلیل :۔
حضرت نعیم بن مجمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "بسم اللہ" سے قراءت کا آغاز کیا۔ اور سورۂ فاتحہ کے اختتام پر "آمین" کہی تو مقتدیوں نے بھی "آمین" کہی :۔

عند المالک :۔
"تسمیہ" فاتحہ وقرآن کا جزء نہیں ہے۔ لہذا اسے نماز میں نہیں پڑھا جائے گا :۔

دلیل :۔
روایات میں ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام قراءت کا آغاز سورۂ فاتحہ سے کرتے تھے :۔

عند الاحناف والحنابلہ :۔
"تسمیہ" فاتحہ کا جزء نہیں ہے۔ البتہ قرآن کا جزء ہے تو "تسمیہ" تمام نمازوں میں "سری" طور پر پڑھا جائے گا :۔

دلیل:۔

"عن ابی الوائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما "تسمیہ" کو بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے، اور نہ ہی "تعوذ" اور نہ ہی "آمین" بلند آواز سے پڑھتے تھے!۔

نظر طحاوی:۔

"تسمیہ" سورۂ فاتحہ اور دوسری تمام سورتوں کے شروع میں لکھی ہوئی ہوتی ہے، اور سورت فاتحہ کے علاوہ کسی اور سورت کا جزء نہیں:۔

جس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں ہونا چاہیئے، اور جب سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں تو اسے "جہرًا" پڑھنا نہیں ہوگا۔ بلکہ "سرًا" پڑھنا چاہیے:۔

س۲۲ نمازِ ظہر و عصر میں قراءت سری کی جائے گی یا جہری؟ مع اختلافِ ائمہ بیان کریں:۔

ج عند المالک:۔

نمازِ ظہر و عصر میں قراءت نہیں:۔

دلیل:۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے نفی فرمائی:۔

آئمہ ثلاثہ اور ایک روایت کے مطابق مالک کے نزدیک:۔

"ظہر و عصر" کی نمازوں میں قراءت ہے۔ اور تینوں حنفی ائمہ کا بھی یہی موقف ہے:۔

دلیل:۔

"عن عبد اللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ"

ان کے والد نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ علیہ السلام والصلاۃ "ظہر و عصر" میں قراءت کیا کرتے تھے، اور کبھی کبھی، ہم آیت کو سنتے بھی تھے:۔

نظرِ طحاوی "برائے قائلین فرضیتِ قراءت" :-

کسی امر کی فرضیت یا عدمِ فرضیت میں تمام نمازوں کا حکم یکساں ہوتا ہے۔
جب مغرب، عشاء و فجر میں قراءت فرض ہے تو نظر کا تقاضا ہے کہ "مختلف فیہ" کو "متفق علیہ" پر محمول کیا جائے، اور "ظہر و عصر" میں بھی قراءت فرض ہو:-

نظرِ طحاوی "برائے قائلین عدمِ فرضیتِ قراءت" :-

بالاتفاق مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعات میں قراءت "جہراً" کی جاتی ہے۔ اور آخری دو رکعات میں "سراً":-
معلوم ہوا کہ ان نمازوں میں جہر ساقط ہونے سے قراءت کا حکم ساقط نہیں ہوتا۔ نظر کا تقاضا ہے کہ "مختلف فیہ" کو "متفق علیہ" پر محمول کیا جائے۔ اور "ظہر و عصر" میں بھی جہر ساقط ہونے سے قراءت کا حکم ساقط نہ ہو:-

س[24] نمازِ مغرب میں کونسی سورتیں پڑھنی چاہیے؟

ج عند الشوافع:-

مغرب میں "طوالِ مفصل" پڑھنا مستحب ہے:

دلیل:-

ابن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں "انہوں نے فرمایا کہ میں نے سرکار علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ علیہ السلام مغرب میں "سورۂ طور" کی قراءت کرتے تھے:-

عند الاحناف والحنابلہ:-

مغرب میں "قصارِ مفصل" پڑھنا مستحب ہے:

دلیل:-

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" سرکار علیہ الصلاۃ والسلام مغرب میں "قصارِ مفصل" کی قراءت کرتے تھے:-

س 25: طوال و اوساط و قصار مفصل کی مقدار کیا ہے؟ بیان کریں:۔

ج: عند الاحناف:۔
طوال مفصل:۔ "سورت حجرات" سے لے کر "سورت بروج" تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے:۔

اوساط مفصل:۔ "سورت نباء" سے لیکر "سورت والضحی" تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے:۔

قصار مفصل:۔ "سورت بینہ" سے لیکر آخر تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے:۔

س 26: کیا امام کے پیچھے قراءت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مع اختلاف ائمہ بیان کریں:۔

ج: عند الشوافع والحنابلہ والمالکیہ:۔
مقتدی قراءت کرے گا:۔

دلیل:۔
عن عبادۃ بن الصامت۔ قال:
سرکار علیہ السلام پر قراءت بھاری ہو گئی تو سلام پھیرنے کے بعد فرمایا کیا تم میرے پیچھے قراءت کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں!
آپ نے فرمایا سورہ فاتحہ کے علاوہ ایسا نہ کرو کیونکہ جس نے اسے نہ پڑھا اس کی نماز نہیں ہوئی:۔

عند الاحناف:۔
مقتدی پر قراءت نہیں ہے:۔

دلیل:۔
"عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"
سرکار علیہ السلام والصلاۃ نے فرمایا۔
جس کیلئے امام ہو، پس امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے:۔

نوٹ:۔ نظر طحاوی اگلے صفحہ پر ہے:۔

نظر الطحاوی:-
اگر ایک شخص اُس وقت جماعت میں شرکت کیلئے پہنچا، جب امام رکوع میں تھا تو ضرورت اور رکعت فوت ہونے کے خوف کے باوجود بالاتفاق اُسے کوئی رُکن ترک کرنے کی اجازت نہیں۔
اگر وہ تکبیر تحریمہ نہ کہے یا قیام نہ کرے اور رکوع میں چلا جائے تو نماز ادا نہیں ہوگی۔
اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ مذکورہ صورت میں وہ شخص قراءت کیے بغیر رکوع میں شامل ہوگا۔
اگر مقتدی پر قراءت لازم ہوتی تو اُس کے بغیر رکوع میں شامل ہونا اور رکعت کو شمار کرنا درست نہ ہوتا۔
حالانکہ رکعت شمار کی جاتی ہے۔

س 27: کیا رکوع میں جانے کیلئے تکبیر کہی جائے گی؟
ج: بالاتفاق:-
تمام انتقالات میں جھکتے وقت تکبیر کہی جائے گی۔
دلیل:-
"عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"
میں نے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ اٹھتے اور جھکتے وقت تکبیر کہتے تھے۔

س 28: کیا رکوع و سجدہ سے اٹھتے وقت رفع یدین ہے؟ مع اختلاف ائمہ بیان کریں۔
ج: عند الشوافع والحنابلہ:-
تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد بھی ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔
دلیل:-
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ
"سرکار علیہ السلام والصلاۃ: تکبیر تحریمہ، رکوع میں جاتے اور اُس سے اُٹھتے وقت نیز قعدے سے قیام کیطرف

منتقل ہوتے وقت تکبیر کے ساتھ ہاتھ بھی اٹھاتے تھے:۔

عند الاحناف المالکیہ:۔
تکبیر تحریمہ کے علاوہ باقی نہیں بھی رفع یدین جائز نہیں ہے۔

دلیل:۔
"عن براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ"
سرکار علیہ السلام جب نماز شروع کرنے کیلئے تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ اپنے دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب کر لیتے پھر اس کا اعادہ نہیں کرتے"۔

نظر طحاوی:۔
بالاتفاق تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین سنت ہے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان تکبیر کے وقت سنت نہیں۔
رکوع و سجدہ کی تکبیر کے وقت رفع یدین میں اختلاف ہے۔ تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے۔ اور دیگر تکبیرات نماز کے ارکان سے نہیں تو نظر کا تقاضا ہے کہ رکوع و سجدہ کی تکبیرات کو دونوں سجدوں کے درمیان والی تکبیر کے ساتھ لاحق کیا جائے۔
نہ کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ:۔

س 29: تطبیق کسے کہتے ہیں؟ کیا تطبیق رکوع میں مسنون ہے یا؟

ج: تطبیق سے مراد:۔
نماز میں رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو ملا کر گھٹنوں کے درمیان میں رکھنے کو تطبیق کہتے ہیں:۔

عند الائمہ الاربعہ:۔
رکوع میں تطبیق نہیں کی جائے گی۔ بلکہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جائیں:۔

دلیل:۔
عن وائل بن حجر قال "رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَكَعَ، وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ:۔

نظر طحاوی:-
تطبیق میں ہاتھوں کو ملایا جاتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ رکوع و سجدے میں اعضاء کو ایک دوسرے سے دور رکھنے کا حکم ہے
اسی طرح حالت قیام میں بھی پاؤں کے درمیان فاصلہ ہونا چاہیے تو معلوم ہوا کہ رکوع میں گھٹنوں پر انگلیوں کو کشادہ کر کے رکھا جائے:-

س۲۰ رکوع اور سجدے کی کم از کم مقدار کیا ہے؟
ج: عند الحنابلہ:-
رکوع کی کم سے کم درجہ یہ ہے کہ تین بار "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" اور سجدے میں کم سے کم تین بار "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پڑھا جا سکے:-
دلیل:-
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ سرکار علیہ السلام والصلاۃ نے فرمایا:
جب تم میں سے کوئی رکوع میں تین بار "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" کہہ دے تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ کم از کم ہے:-
اور جب سجدہ میں تین بار "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہہ دے تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا۔
اور یہ بھی کم از کم مقدار ہے:-

عند الاحناف والشوافع والمالکیہ:-
کم از کم مقدار ایک تسبیح کا وقت ہے۔ تین بار تسبیح کہنا سنت ہے، اس سے زیادہ کہنا اور طاق عدد پر ختم کرنا افضل ہے:-
دلیل:-
ایک شخص کو نماز لوٹانے کا حکم دیتے ہوئے سرکار علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا۔
آپ نے فرمایا "پھر رکوع کرو یہاں تک کہ مطمئن ہو جاؤ اس کے بعد کھڑے ہو جاؤ، یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو کر پھر سجدہ کرو حتی کہ سجدے میں اطمینان

حاصل ہو جائے، پھر بیٹھو حتی کہ مطمئن ہو جاؤ، جب ایسا کرو گے تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی :-

س۱۷ رکوع اور سجدے میں کیا کیا جائے؟ یعنی کیا پڑھا جائے :-

ج عند الشوافع والحنابلہ :-
نمازی کیلئے رکوع و سجود میں کوئی کلمات معین نہیں۔ وہ جو چاہے ذکر و دعا کر سکتا ہے :-

دلیل :-
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ علیہ السلام سے رکوع و سجود میں مختلف کلمات نقل کیے ہیں :-

عند المالکیہ :-
نمازی کیلئے رکوع میں تسبیح کہنا سنت ہے۔ البتہ سجدہ میں جو چاہے ذکر و دعا کر سکتا ہے :-

دلیل :-
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:
مجھے منع کیا گیا کہ میں قراءت کروں اس حال میں کہ میں رکوع میں ہوں یا سجدے میں ہوں۔ تو رکوع میں رب کی تعظیم بیان کرو اور سجدے میں جو چاہو دعا مانگو :-

عند الاحناف :-
رکوع و سجود میں ان کی تسبیحات پڑھی جائیں گی۔ اسکے علاوہ کچھ نہیں پڑھیں گے :-

دلیل :-
عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی "فسبح باسم ربك العظيم" تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا اسکو اپنے رکوع میں بنا لو اور جب "فسبح باسم ربك الاعلى" والی آیت نازل ہوئی تو سرکار علیہ السلام والصلاۃ نے ارشاد فرمایا: اس کو اپنے سجدے میں بنا لو :-

س 32 "تحمید" و "تسمیع" میں امام و مقتدی کا طریقہ کیا ہے؟ بیان کریں:۔

ج عند الاحناف المالکیہ:۔

امام صرف "تسمیع" اور مقتدی "تحمید" کہے گا۔

دلیل:۔

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے ہمیں نماز سکھائی تو فرمایا، جب امام تکبیر کہے تو تم بھی کہو وہ رکوع کرے تو تم بھی کرو وہ سجدہ کرے تو تم بھی کرو۔ وہ جب "تسمیع" کہے تو تم "تحمید" کہو:۔

عند الشوافع:۔

امام "تسمیع و تحمید" دونوں کہے گا:۔

دلیل:۔

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ"

جب سرکار علیہ السلام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے تو "ربنا لک الحمد" بھی کہتے:۔

س 33 فجر کی نماز میں دعائے قنوت ہے یا نہیں؟

ج عند الشوافع:۔

فجر کی نماز میں دعائے قنوت ہے۔ رکوع کے بعد:۔

دلیل:۔

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ"

سرکار علیہ السلام جب کسی کیلئے دعا یا خلاف دعا کرنے کا ارادہ فرماتے تو رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھتے:۔

عند المالکیہ:۔

نماز فجر میں رکوع سے پہلے "قنوت" ہے:۔

دلیل:۔

"حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا" کہ میں نے پوچھا: قنوت کے بارے میں: ارشاد فرمایا: کہ رکوع سے پہلے:۔

عند الاحناف :-

نمازِ فجر میں "دعائے قنوت" نہیں ہے :-

دلیل :-

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "فرماتے ہیں کہ

"سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک مہینے تک قنوت پڑھی اس سے پہلے اور اس کے بعد قنوت نہیں پڑھی "

نظرِ طحاوی :-

بالاتفاق "نمازِ ظہر و عصر" میں قنوت مطلقاً مشروع نہیں، خواہ عام حالات ہوں یا جنگ کے،

اور بالاتفاق وتر میں تمام حالات میں قنوت پڑھی جائے گی، اس میں بھی حالات کا کوئی اثر نہیں،

"مختلف فیہ" کو "متفق علیہ" پر قیاس کرتے ہوئے نظر کا تقاضا ہے کہ فجر میں بھی قنوت مطلقاً ممنوع ہو اور اس میں حالات کا کوئی اثر نہ ہو!-

س ۴ تشہد میں کون سے کلمات پڑھے جائیں؟ اختلاف ائمہ بیان کریں :-

ج اس بارے میں 3 مذاہب ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

۱- مالک 2- شوافع 3- احناف و حنابلہ

عند المالکیہ :-

جو کلمات عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں - وہ پڑھنا سنت ہے :

دلیل :-

عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر تشہد کی ان کلمات کی تعلیم دی!-

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

الصّالحین ، أَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ :۔

عند الشوافع :۔

تشہد پڑھنا فرض ہے۔ اس میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نقل کردہ کلمات پڑھنا افضل ہے :۔

دلیل :۔

عبداللہ بن عباس سے نقل کردہ "کلمات" یہ ہیں :۔
اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ ، اَلصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّالحین ، أَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ :۔

عند الاحناف :۔

ہر قعدہ میں پورا تشہد پڑھنا واجب ہے
"اس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کے نقل کردہ کلمات پڑھنا مستحب ہے :۔

دلیل :۔

عبداللہ بن مسعود سے نقل کردہ کلمات یہ ہیں
"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ . اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّالحین أَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ :۔

س 32: نماز میں سلام پھیرنا کیا ہے؟ "فرض یا واجب یا سنت" (بیان کریں)

ج: اس بارے میں "2" مذاہب ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔
1۔ احناف 2۔ شوافع و مالکیہ و حنابلہ

عند الاحناف :۔

سلام پھیرنا فرض نہیں ،
(البتہ قعدہ آخرہ بقدر تشہد فرض ہے)

دلیل:۔
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔
"تشہد کی مقدار
بیٹھنا نماز کی تمامیت ہے اور سلام نماز کی تمامیت کا اعلان ہے"

عند ائمہ ثلاثہ:۔
سلام نماز کے فرائض میں سے ہے:۔
دلیل:۔
"عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ"
سرکار علیہ السلام والصلاۃ نے فرمایا نماز کی چابی، طہارت ہے
اس کا احرام تکبیر اور اس کا حلال سلام پھیرنا ہے:۔

س 25 وتر کی تعداد بیان کریں:۔
ج اس بارے میں "3" مذاہب ہیں۔ وہ یہ ہیں۔
1۔ شوافع وحنابلہ 2۔ احناف 3۔ مالکیہ

عند الشوافع والحنابلہ:۔
وتر کی صرف ایک رکعت ہے:۔
دلیل:۔
"عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم"
وتر رات کے آخر میں ایک رکعت ہے:۔

عند الاحناف:۔
وتر کی تین رکعتیں ہیں:۔

دلیل:۔
"عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما"
وتر کی تین رکعتیں ہیں:۔

عند المالکیہ:۔
وتر سنت مؤکدہ ہے،
اسکی ایک ہی رکعت ہے،
جیسے ماقبل رکعات کے ساتھ

ملانا مکروہ ہے۔ البتہ اس سے پہلے کچھ نوافل پڑھنے چاہئیں:۔

تمت بالخیر

10-05-2020

"استقامت کامیابی کی کنجی ہے
کامیاب لوگ کوشش ترک نہیں کرتے"

"کامیابی کی شدید خواہش اور تڑپ
کے بغیر کوئی بھی قابلِ ذکر کامیابی حاصل
نہیں کی جا سکتی"

"مثبت رویہ ذہنی کامیابی کی
بنیاد ہے
ہم اپنے ذہنی رویے کو بدل کر
اپنی زندگی بدل سکتے ہیں"

10/5
2020

Date 12-05-2020

اجمالی باتیں

1 - مصنف کے حالات :-

2 - چاند زوال سے قبل دیکھنے کا بیان :-

3 - اکیلے چاند دیکھنے کا حکم :-

4 - روزوں کیلئے نیت کا حکم :-

5 - سفر میں روزہ رکھنے کا حکم :-

6 - بحالت روزہ سعوط کھانے کا حکم :-

7 - لکڑی سے بنے ہوئے شکار کا حکم :-

8 - مردار کھانے کا حکم :-

9 - رضاعت کی مدت کا بیان :-

10 - شفعہ کی اقسام کا بیان :-

Date 12-05-2020

س: امام مالک علیہ الرحمہ کے حالات زندگی بیان کریں؟

ج: نام :-

مالک :-

کنیت :-

ابوعبداللہ :-

لقب :-

امام دار الہجرہ :-

ابو کا نام :-

انس :-

تاریخ ولادت :-

صحیح روایات کے مطابق "93" ھ میں آپ پیدا ہوئے۔ جبکہ بعض نے "90" ھ، اور بعض نے "95" ھ اور بعض نے "94" ھ لکھا ہے:-

حالات :-

امام مالک علیہ الرحمہ نے جب آنکھ کھولی مدینہ باغ و بہار تھا۔ آپ کا گھرانہ خود علوم کا مرجع تھا۔

آپ نے قرآن پاک کی قراءت وسند مدینہ کے امام القراء سے حاصل کی۔ جن کی قراءت پر آج تمام دنیا اسلام کی بنیاد ہے۔ دیگر علوم کی خواہش کے جذبات غیر معمولی طور پر ودیعت تھے۔

تحصیل علم :-

زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس ظاہری سرمایہ تھوڑا تھا۔ مکان کی چھت توڑ کر اس کی لکڑیوں کو فروخت کر کے کتب میں رقم کو خرچ کرتے تھے۔

حلیہ مبارک :-

آپ دراز قد، فربہ جسم، سفید رنگ مائل بہ زردی، کشادہ چشم، بلند و خوبصورت ناک والے تھے۔ پیشانی کی طرف سر کے بال کم تھے۔ جسے عربی میں "اصلع" کہتے ہیں۔ آپ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔

مونچھیں کترواتے تھے۔ منڈوانے کو آپ مکروہ خیال کرتے تھے۔ آپ کی مونچھیں دونوں طرف دراز تھیں۔

آپ خوش طبعی کے مالک تھے۔ قیمتی کپڑے

Date 12-05-2020

پہنتے، عطر لگاتے، سفید لباس اکثر زیبِ تن فرماتے۔

آپ کے شیوخ:-

آپ کے شیوخ کی تعداد "900" تھی۔
"300" تابعین اور "600" تبع تابعین تھے:-
ان میں سے کچھ
کے اسماءِ گرامی درج ذیل ہیں:-

1۔ زید بن اسلم:-
2۔ زھری:-
3۔ ابوالزناد
وغیرہ وغیرہ

آپ کے تلامذہ:-

آپ کے تلامذہ کے کچھ نام یہ ہیں:-

1۔ امام شافعی:-
2۔ سفیان ثوری:-
3۔ ابن جریج:-
4۔ ابن عیینہ:-
وغیرہ وغیرہ

آپ کی تصانیف:-

کچھ تصانیف کے نام یہ ہیں:-

1۔ کتاب الموطا:-
2۔ کتاب فی النجوم:-
3۔ کتاب فی المسائل:-
وغیرہ وغیرہ

موطا امام مالک کی شروحات:-

1۔ الاسماء:-
2۔ الاستیفاء:-
3۔ الاستذکار:-
4۔ القبس:-
وغیرہ وغیرہ:-

تاریخِ وفات:-

11 "یا" 14 ربیع الاول 179ھ
میں وصال فرما گئے۔
انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

کتاب الصیام

Date 12-05-2020

س: جب چاند زوال سے پہلے دیکھا گیا تو کیا حکم ہے؟

ج: عند الشوافع والاحناف والمالکیہ:

زوال سے پہلے چاند دیکھا گیا تو یہ آنے والی رات کا ہوگا۔

دلیل:

"عن ابی وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط آیا کہ بعض چاند بعض سے بڑے ہوتے ہیں۔ تو جب تم دن میں چاند دیکھو تو روزہ افطار نہ کرو۔ یہاں کہ دو شخص گواہی دیں کہ انہوں نے کل چاند دیکھا تھا۔

عند ابی یوسف:

یہ گزشتہ رات کا چاند ہوگا۔

دلیل:

"عن نخعی عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

جب تم زوال سے پہلے چاند دیکھو تو روزہ افطار کر دو اور جب زوال کے بعد چاند دیکھو تو روزہ افطار نہ کرو۔

س: اگر کوئی اکیلا رمضان کا چاند دیکھے تو افطار و افطار نہ کرنے میں کیا حکم ہے؟ اختلاف ائمہ بیان کریں۔

ج: عند ائمہ اربعہ:

جو شخص اکیلا رمضان کا چاند دیکھے تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے۔

دلیل:

"قولہ علیہ الصلاۃ والسلام"

تم روزہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند دیکھو لو اور روزہ نہ چھوڑو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو۔ پھر اگر تم پر بادل چھا جائیں تو "30" دن پورے کرو۔

س: جس شخص نے اکیلے رمضان کا چاند دیکھا پھر روزہ نہ رکھا تو کیا حکم ہے؟

س: اس بارے میں ۱۰ احناف ۰ و ۰ مالکیہ ۰ کا اختلاف ہے۔

Date 12-05-2020

عند المالکیہ :-

جس نے اکیلا چاند دیکھا۔ پھر روزہ نہیں رکھا تو اس پر قضاء اور کفارہ لازم ہوگا۔

دلیل :-

اس شخص کو چاند دیکھ کر رمضان کے ہونے کا یقین ہو گیا ہے اس کے باوجود اس کا روزہ نہ رکھنا جان بوجھ کر روزہ کو ترک کرنا ہوا۔ اسلئے اس پر "قضاء و کفارہ" لازم ہے :-

عند الاحناف :-

اس پر صرف قضاء ہوگی کفارہ نہیں ہوگا :-

دلیل :-

دوسروں کے چاند نہ دیکھنے کی وجہ سے اسکے دیکھنے میں شبہ پیدا ہو گیا۔

اور کفارہ "عقوبت" ہے۔ اور اسکا قاعدہ یہ ہے کہ "عقوبت کسی ایسے فعل کے سبب واجب نہیں ہوتی کہ جس میں اختلاف ہو۔ "حد" شبہات کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح کفارہ بھی شبہ کی وجہ سے ساقط ہوگا۔

س: تنہا شوال کا چاند دیکھا تو اب کیا حکم ہے؟

ج: عند الاحناف و المالکیہ و الحنابلہ :-

اکیلے چاند عید دیکھا تو وہ روزہ رکھے گا :-

دلیل :-

روزہ نہ رکھنے کی صورت میں وہ لوگوں کی تہمتوں سے محفوظ نہ رہے گا۔ اسلئے روزہ رکھے گا :-

عند الشوافع :-

روزہ نہیں رکھے گا۔ جب تہمت کا خوف نہ ہو۔

دلیل :-

اسلئے کہ اسکو چاند نظر آنے کا یقین حاصل ہو گیا۔ اس وجہ سے روزہ نہیں رکھے گا :-

س: کیا روزوں کیلئے صبح صادق سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے؟

Date 12-05-2020

عند المالکیہ :-

فرض روزے ہو یا نفل سب کیلئے نیت صبح صادق سے پہلے کرنا ضروری ہے۔ اگر بعد میں نیت کی تو روزہ نہ ہوگا۔

دلیل :-

"ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔"
روزہ اسی کا ہوتا ہے جو فجر یعنی صبح صادق سے پہلے روزہ کی نیت کرے :

عند الشوافع :-

فرض روزوں کیلئے صبح صادق سے پہلے نیت کرے، اور نفل روزوں کیلئے زوال سے پہلے تک کرسکتا ہے۔

دلیل :-

"عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا"
فرماتی ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے کھانے کیلئے کوئی چیز مانگی تو میں نے عرض کی، کھانے کیلئے کچھ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا "فانی صائم"

عند الاحناف :-

وہ روزے جن کا وجوب وقت معین کے ساتھ متعلق ہے۔ ان کی نیت صبح صادق کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔
ہاں وہ روزے جو معین نہیں ہیں۔ تو ان کی نیت صبح صادق سے پہلے کرنا ضروری ہے :

دلیل :-

جن روزوں کی تعیین شریعت نے کردی ہے۔ اب ان کی تعیین بندوں کیلئے کرنا ضروری نہیں۔
اور وہ روزے جنکی شریعت نے تعیین نہ کی اب بندوں کیلئے ضروری ہے کہ تعیین کریں :

س : بحالت روزہ بوسہ لینے کا کیا حکم ہے؟

ج : عند المالکیہ :-

مطلق مکروہ ہے :

دلیل :-

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما، روزہ دار کو بوسہ لینے اور مباشرت سے منع کرتے تھے :

Date 12-05-2020

عند الحنابلہ :-

مطلقاً جائز ہے :-

دلیل :-

"عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا"

سرکار علیہ الصلاۃ والسلام بحالت روزہ اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے پھر آپ ہنسنے لگتے :-

عند الاحناف والشوافع :-

جوان کیلئے بحالت روزہ بوسہ لینا مکروہ ہے۔ جبکہ بوڑھے کیلئے مکروہ نہیں ہے :-

دلیل :-

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روزہ دار کے بوسہ لینے کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے بوڑھے کو رخصت دی اور جوان کیلئے اسے مکروہ بتایا :-

س۲: سفر میں روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟ بیان کریں :-

ج: عند الشوافع والحنابلہ :-

سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے :-

دلیل :-

"عن ابی بکر بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

سرکار علیہ السلام نے فتح مکہ کے سال اپنے سفر میں لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

اور فرمایا اپنے دشمنوں کے مقابلے کیلئے قوت حاصل کرو۔ جبکہ خود آقا علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا :-

عند الاحناف :-

سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے :-

دلیل :-

قولہ تعالیٰ :- وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ :- اور تمہارے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے اگر تم جانتے :-

س۳: بحالت روزہ قصداً جماع کیا، تو کیا حکم ہے؟ اختلاف آئمہ بیان کریں :-

Date 12-05-2020

ج: عند الشوافع والحنابلہ :-
کفارہ جماع کے ساتھ خاص ہے۔
اگر قصداً کھا، پی لیا تو قضاء لازم ہے۔ کفارہ نہیں ہوگا:-
دلیل :-
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے جماع سے متعلق ہی کفارہ کو بیان کیا ہے، لہذا کفارہ جماع کے ساتھ خاص ہوگا:-

عند الاحناف والمالکیہ :-
قصداً کھا، پی لیا یا جماع کر لیا تو
قضاء بھی ہوگی اور کفارہ بھی ہوگا:-
دلیل :-
قولہ علیہ السلام والصلاۃ " جو رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو اس پر وہی کفارہ ہے، جو ظہار کرنے والے پر ہوتا ہے۔

س: بحالت روزہ حجامہ کروانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟
ج: عند الحنابلہ :-
بحالت روزہ حجامہ کروانے سے روزہ ٹوٹ
جاتا ہے :-

دلیل :-
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا :- حجامہ کرنے والے اور جس کا حجامہ کیا جائے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے :-

عند الاحناف والشوافع والمالکیہ :-
روزہ فاسد نہیں ہوتا :-
البتہ اگر حجامہ کروانے سے کمزوری ہو جاتی ہو اور روزہ ٹوٹنے کا خوف ہو تو اب حجامہ کروانا مکروہ ہے۔

دلیل :-
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے بحالت روزہ حجامہ کروایا :-

Date 12-02-2020

س۱۰: کیا کوئی شخص کسی کا روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج: عند الاحناف والمالکیہ:-

روزہ نہیں رکھ سکتا:-

دلیل:-

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے یا نماز پڑھ سکتا ہے، آپ نے منع فرمایا:-

بعض شوافع کے نزدیک:-

روزوں کی نیابت درست ہے-

دلیل:-

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جو شخص مر جائے اور اس پر روزہ ہو تو اس کا ولی اسکی طرف سے روزہ رکھے گا:-

س۱۱: بحالت روزہ بھول کر کھانے، پینے، جماع سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

ج: عند الحنابلہ:-

جماع کی صورت میں قضاء و کفارہ دونوں ہیں-
البتہ کھانے، پینے کی صورت میں کچھ لازم نہیں:-

عند المالکیہ:-

قضاء ہوگی کفارہ نہیں ہوگا:-

دلیل:-

کھانا، پینا، جماع یہ روزوں کی ضد ہے-
اور کھانے، پینے، جماع سے رکنا یہ روزے کا رکن ہے
تو یہ ایسے ہو گیا کہ کوئی نماز کی ایک رکعت بھول جائے تو اسکی نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح بھول کر کھانے، پینے، جماع سے روزہ نہیں ہوگا:-

عند الشوافع والاحناف:-

نہ ہی اس پر قضاء ہے اور نہ ہی اس پر کفارہ ہے:-

Date 12-02-2020

دلیل :-

سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
جب تم میں سے کوئی بھول کر کھا یا پی لیا تو اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے کہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے :

س 12 اگر نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اس صورت میں حکم شرعی بیان کریں :

ج عندالاحناف :-
مطلقاً قضاء لازم ہوگی چاہے عذر کے سبب روزہ توڑا یا بغیر عذر کے :-

عندالمالکیہ :-
اگر عذر ہے تو نفلی روزہ توڑنا جائز ہے۔ اور قضاء بھی لازم نہیں ہوگی۔
اور عذر نہ ہو تو نفلی روزہ توڑنا جائز نہیں ہے اگر توڑا تو قضاء لازم ہوگی :-

دلیل :-
حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ زوجہ نبی علیہ السلام ہیں۔
انہوں نے نفلی روزہ کی حالت میں صبح کی ان کے پاس کھانا لایا گیا تو انہوں نے کھانا کھا کر اپنا روزہ توڑ دیا، پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے، تو حضرت حفصہ نے عرض کی، کہ میں اور عائشہ نے صبح حالت صیام میں کی، پھر کھانا لایا گیا تو ہم نے روزہ افطار کر لیا تو
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔ اسکی جگہ دوسرے دن روزہ کی قضاء کر لو :-

س 13 کیا بغیر ضرورت نفل روزہ توڑنا جائز ہے؟ بیان کریں :
ج عندالشوافع :-
توڑنا چاہے تو توڑ سکتا ہے :-

Date 12-05-2020

عند الاحناف والمالکیہ :-
بغیر ضرورت نفلی روزہ توڑنا
جائز نہیں ہے۔

دلیل :-
قولہ تعالیٰ "ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ"

س: کیا شیخ فانی کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟
ج: عند المالکیہ :-
شدید مشقت ہو تو رخصت ہے۔
لیکن اس دن اس روزے کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے
یہ مستحب ہے۔

عند الاحناف والشوافع :-
اس دن مسکین کو کھانا کھلانا واجب
ہے۔

س: یوم شک کے روزے کا حکم بیان کریں؟
مع اختلاف ائمہ :-
ج: عند الشوافع :-
کسی بھی طرح کا روزہ اس دن جائز نہیں ہے۔
نہ فرض اور نہ نفل روزہ۔ بلکہ قضاء، کفارہ، نذر کا
روزہ اور وہ نفل روزہ جو عادۃً کے موافق ہو، وہ روزہ
بھی جائز نہیں ہے۔

عند الاحناف والمالکیہ :-
رمضان کا فرض روزہ اس دن جائز
نہیں ہے۔ اسکے علاوہ دیگر روزے رکھنا جائز ہے۔

دلیل :-
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ
"یوم شک میں رمضان کا روزہ نہ رکھا جائے۔ سوائے
نفل روزہ کے"

Date 12-05-2020

س ۱۴: جمعہ کے دن روزہ رکھنا کا حکم بیان ؟
ج: عند المالکیہ و ابی حنیفہ :- بغیر کراہت کے مطلق مباح ہے :-

عند ابی یوسف :- تنہا جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اگر اس سے پہلے یا بعد ایک روزہ رکھا تو مکروہ نہیں ہے۔

س ۱۷: شوال کے چھ روزوں کا حکم تحریر کریں؟ (مع اختلاف)
ج: عند المالکیہ :- مکروہ ہیں :-

عند الائمہ الثلاثہ :- مستحب ہیں :-

تمت بالخیر

12-05-2020

* ہر غلطی ایک نصیحت ہے :-

* انسان کی گفتگو اس کا تعارف ہوا کرتی ہے،
لہذا اچھا بولیں، اچھا، سنیں، اچھا سوچیں :-

كتاب الصيد

Date 12-05-2020

س 18 لکڑی سے لگے ہوئے شکار کا حکم بیان کریں؟

ج ائمہ اربعہ کے نزدیک:-
جب کسی نے معراض سے شکار کیا
اور معراض کی دھار سے مرا تو جانور بالاتفاق حلال ہے۔

دوسری صورت:-
اگر معراض کے عرض سے مرا تو حلال نہیں:-

دلیل:-
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:-
جو معراض کی دھار سے مرا اسے کھاؤ اور جو معراض کی چوڑائی
سے مرا وہ "موقوذہ" ہے:-

س 19 کسی جانور کا تیر مار کر شکار کیا اور تیر لگنے کے بعد وہ جانور نظروں
سے غائب ہو گیا، اب اگر بعد میں مردہ مل جائے تو اس
شکار کو کھانے کا حکم کیا ہے؟

ج عند المالکیہ:-
پوری رات غائب نہ رہا، اور تیر کا نشان پایا تو
کھانے میں حرج نہیں ہے،
اور اگر رات پوری غائب رہا تو کھانا
مکروہ ہے:-

دلیل:-
سرکار علیہ السلام والصلاۃ کا فرمان ہے کہ جب تم
شکار کو تیر مارو۔ اور وہ تم سے غائب ہو جائیں پھر تم اسے
ایک یا دو دن بعد پاؤ اور اس پر صرف تمہارے تیر کا نشان
موجود ہو تو اس شکار کو کھا لو۔ اور اگر وہ پانی میں گر گیا ہو تو
نہ کھاؤ:-

عند الاحناف:-
تیر مارنے والا جب تک اس شکار کی
تلاش میں رہا اور اسے پا لیا تو وہ شکار حلال ہے
اور اگر وہ بیٹھ
گیا اور تلاش کرنا چھوڑ دیا اب اگر اس شکار کو مردہ پاتا ہے تو

Date 12-05-2020

اس کے کھانے میں حرمت ہے، یعنی اسکا کھانا حرام ہے۔

دلیل:۔
اسلئے کہ یہ احتمال ہے کہ اس صورت میں اسکی موت اسکے تیر سے نہ ہوئی ہو۔ بلکہ کسی اور سبب سے موت واقع ہوئی ہو۔

س[26] "سکھایا" ہوا کتا کسی شکار پر چھوڑا اور کتے نے اس میں سے کچھ کھا لیا تو اب شکار کے حلال و حرام ہونے میں کیا حکم ہے؟ بیان کریں:۔

ج عند الشوافع:۔
شکار حلال ہے۔

دلیل:۔
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا
جب تم شکار کتا چھوڑو اور اللہ کا نام ذکر تو اس شکار سے کھاؤ اگرچہ کتے نے اس شکار سے کھایا ہو۔

عند الاحناف:۔
اگر کتے نے خود اس شکار سے کھا لیا تو اب اس شکار کا کھانا حلال نہیں ہے۔ اسلئے کہ اس نے اپنے لیے شکار کیا ہے۔

دلیل:۔
عدی بن حاتم کی حدیث ہے کہ اگر کتا کھائے تو تم اسے نہ کھاؤ، اسلئے کہ اس نے اپنے لئے شکار کیا ہے۔

س[27] سمندر نے جس مچھلی کو باہر پھینک دیا، اسکے کھانے کا حکم بیان کریں:۔

ج عند الشوافع والمالکیہ:۔
سمندر نے مچھلی کو زندہ باہر پھینکا ہوگا یا مردہ پھینکا ہوگا۔ دونوں صورتوں میں مچھلی حلال ہے۔ چاہے سمندر نے زندہ باہر پھینکا ہو یا مردہ برابر ہے کہ کسی سبب سے مری ہو یا بغیر سبب کے، مچھلی حلال ہے۔

Date 12-05-2020

عندالاحناف :-
اگر مچھلی اپنی طبعی موت مر گئی یا سمندر اسے مردہ باہر پھینکا تو نہیں کھایا جائے گا۔ اور اگر مچھلی کسی سبب سے مری تو حلال ہے۔

س22 طافی مچھلی کا حکم بیان کریں :-
ج عندالاحناف :-
طافی مچھلی بغیر سبب کے مر کر سمندر میں الٹی تیر جائے تو حرام ہے :-

دلیل :-
حضور علیہ السلام والصلاۃ نے فرمایا :
جسے سمندر باہر ڈال دے یا پانی جس سے خشک ہو جائے اسے کھاؤ اور جو خود مر کر سمندر میں الٹی تیر جائے اسے نہ کھاؤ :-

عندالشوافع والمالکیہ :-
کھانا مباح ہے :-

دلیل :-
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا طافی مچھلی حلال ہے :-

س23 گدھی ، گھوڑی ، خچر یہ جانور حلال ہیں یا حرام :-
ج گدھے ، خچر کا حکم :-
بالاتفاق حرام ہیں :-
گھوڑی کا حکم :-
اس میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے :-
عندالاحناف والمالکیہ :-
مکروہ ہے ۔ حرام نہیں ہے ۔
دلیل :-
قولہ تعالیٰ : "والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ"
عندالشوافع الصاحبین :-
مباح ہے :-

Date 12-05-2020

دلیل:-
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے خیبر کے دن گدھے کے گوشت سے منع فرمایا، اور گھوڑے کے گوشت کی رخصت دی۔

س^ے مردار کھانا جائز ہے یا نہیں؟
ج عند المالکیہ:-
جب کوئی شخص مردار کی طرف مجبور ہو جائے تو وہ اس سے کھائے گا۔ یہاں تک کہ وہ سیر ہو جائے۔ اور توشہ بھی اس سے بنا سکتا ہے۔ پھر اگر ضرورت نہ ہے تو اسے پھینک دے گا:-

دلیل:-
یہ مردار اس کیلئے مباح ہے۔ لہذا اس سے پیٹ بھر کر کھا سکتا ہے۔ جیسے مباح طعام سے نفع اٹھانا جائز ہے۔ اسی طرح اس سے بھی نفع اٹھایا جا سکتا ہے:-

عند الاحناف:-
مردار سے اتنا کھائے گا کہ زندگی یعنی سانس باقی رہیں:-
دلیل:-
مردار کھانے کی اباحت جان کی حفاظت کیلئے ہے۔ اور جان کی حفاظت تھوڑا کھانے سے بھی ہو جائے گی لہذا زیادہ کھانا ممنوع ہے:-

تمت بالخیر

12-05-2020

// کتاب العقیقہ //

Date 12.05.2020

س۲۰: عقیقہ کی تعریف بیان کریں؟

ج: تعریف العقیقہ:-
عقیقہ وہ ذبیحہ ہے جو بچہ کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے:-

س۲۱: عقیقہ میں بچہ، بچی کیطرف سے کتنی بکریاں ذبح کی جائیں گیں؟

ج: عندالمالکیہ:-
لڑکے و لڑکی کیطرف سے ایک ایک بکری ذبح کرے۔

دلیل:-
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے امام حسن کا عقیقہ ایک بکری سے کیا:-

عندالشوافع والحنابلہ:-
بچے کیطرف سے دو بکریاں اور لڑکی کیطرف سے ایک بکری ذبح کی جائے گی:-

دلیل:-
عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا
سرکار علیہ السلام نے حکم دیا کہ لڑکے کیطرف سے دو بکریاں ذبح کی جائے جو کہ عمر اور حسن و خوبصورتی میں برابر ہوں اور لڑکی کیطرف سے ایک بکری ذبح کی جائے:-

س۲۲: کیا عقیقہ واجب ہے؟

ج: عندالشوافع والحنابلہ والمالکیہ:-
عقیقہ مستحب ہے۔

دلیل:-
سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: جسکے یہاں بچہ کی ولادت ہو اور وہ اپنے بچہ کیطرف سے قربانی کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ ایسا کرے:-

تمت بالخیر

// کتاب الرضاع //

Date 13-05-2020

س 28: رضاعت کی تعریف سپرد قلم کریں؟

ج: لغوی معنی:-

عورت کا پستان چوسنا:-

اصطلاحی معنی:-

عورت کے پستان سے مدت رضاعت میں بچہ کے پیٹ میں دودھ پہنچنا۔ خواہ بچہ منہ کے ذریعہ دودھ چوسے یا بچہ کی ناک کے ذریعہ دودھ پہنچایا جائے:-

س 29: حرمت رضاعت ثابت ہونے کیلئے کتنی چسکیوں کا ہونا ضروری ہے؟

ج: عند الشوافع والحنابلہ:-

"5" چسکیوں سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی۔ اس سے کم چسکیوں میں ثابت نہ ہوگی:-

دلیل:-

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:-
پہلے قرآن پاک میں یہ آیت نازل ہوئی تھی:
"عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ"
اسکے بعد "5" چسکیوں والی آیت نازل ہوئی۔ تو "10" چسکیوں والی آیت منسوخ ہوگئی۔ اور "5" چسکیوں والی آیت کا حکم باقی رہ گیا:-

عند الاحناف والمالکیہ:-

دودھ قلیل ہو یا کثیر، اگرچہ ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر مدت رضاعت میں پیا تو حرمت ثابت ہوگی۔

دلیل:-

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:-
دو سالوں میں دودھ پینا۔ اگرچہ ایک گھونٹ ہو حرمت کو ثابت کردے گا:-

Date 13-05-2020

س۷: مدتِ رضاعت بیان کریں؟

ج: عند الصاحبین:-

"2" سال ہے:-

دلیل:-

قولہ تعالیٰ:- وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

عند ابی حنیفہ:-

"2" سال اور "6" ماہ ہے:-

دلیل:-

قولہ تعالیٰ:- وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ؕ

تمت بالخیر

13-05-2020

کتاب الشفعہ

Date

س 1: شفعہ کی تعریف بیان کریں:۔

ج: لغوی معنی:۔

ملانا:۔

اصطلاحی معنی:۔

ایک شریک کا ثمن کے بدلے اپنے شریک کی مبیع کو لینے کا استحقاق شفعہ کہلاتا ہے:۔

س 2: کیا پڑوسی کو حقِ شفعہ حاصل ہے یا نہیں؟ مع اختلاف تحریر کریں:۔

ج: عند الشوافع والحنابلہ:۔

پڑوسی کو حقِ شفعہ حاصل نہیں ہے:۔

دلیل:۔

سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے شفعہ کا فیصلہ فرمایا۔ ان چیزوں میں جو شرکاء کے درمیان تقسیم نہ کی گئی ہو تو جب ان کے درمیان حدود مقرر ہو جائیں تو اب شفعہ نہیں ہے:۔

عند الاحناف:۔

پڑوسی کو حقِ شفعہ حاصل ہے:۔

دلیل:۔

سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:۔

پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حق دار ہے:۔

س 3: کن چیزوں میں شفعہ نہیں ہے؟

ج: عند المالکیہ:۔

کنویں میں شفعہ نہیں ہے:۔

* راستے میں شفعہ نہیں ہے:۔

س 4: شفعہ کی اقسام بیان کریں؟ وضاحت کے ساتھ:۔

Date 13.05.2020

اقسام الشفعہ :-

شفعہ کی "3" اقسام ہیں :-

1۔ شریک فی نفس المبیع 2۔ شریک فی حق المبیع

3۔ پڑوسی :-

س ن شفیع متعدد ہوں تو شفعہ ان کے مابین کس اعتبار سے تقسیم ہوگا؟

ج عندالاحناف :-

تعداد کے اعتبار سے شفعہ تقسیم ہوگا۔

دلیل :-

اسلئے کہ شفعہ کے مستحق ہونے کا جو سبب تھا۔ اُس سبب میں سب برابر ہیں۔ جب سبب میں برابر ہیں۔ تو شفعہ سب کو یکساں ملیگا۔

عندالشوافع :-

ملکیت کے اعتبار سے شفعہ تقسیم ہوگا۔

دلیل :-

شفعہ ملکیت کے منافع میں سے ہے۔ اسلئے ان کے مابین "ملکیت" کے اعتبار سے شفعہ ہوگا۔

تمت بالخیر

سبق پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

"مؤطا امام محمد"

Date 12-8-2019

س امام محمد علیہ الرحمہ کے حالات زندگی تحریر فرمائیے؟

نام:-
محمد:-

کنیت:-
ابو عبداللہ:-

لقب:-
کتاب میں امام محمد علیہ الرحمہ کا لقب فقیر کی نظر سے نہ گزرا۔

ابو کا نام:-
حسن:-

دادا کا نام:-
فرقد:-

آپ کی نسبت:-
شیبان کی طرف کی جاتی ہے:-

تاریخ پیدائش:-
آپ کی ولادت واسط میں 132ھ میں ہوئی۔ اور کوفہ میں ان کی علمی نشوونما ہوئی:-

حصول علم:-
14 سال کی عمر میں امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں علم دین حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔

علم حدیث
امام مسعر و الاوزاعی و سفیان ثوری و مالک سے استفادہ کیا۔
علم فقہ آپ نے امام اعظم علیہ الرحمہ سے استفادہ کیا۔
آپ نے امام مالک علیہ الرحمہ سے تین سال تک اسطرح علم حدیث کا علم سیکھا کہ آپ امام مالک کے دروازے سے چمٹے رہے 700 احادیث نبویہ سے بھی زیادہ آپ نے سنی۔

شوق علم دین:-
آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے والد نے تیس ہزار درہم ترکہ میں چھوڑے۔ جن میں سے "15" ہزار نحو اور شعر میں صرف کیے۔ اور "15" ہزار حدیث و فقہ پر صرف کیے۔

دنیا سے کوئی غرض نہیں:-
جب آپ "رقہ" تشریف لے گئے تو

Date 12.8.2019

ہارون رشید "قضاء" کے منصب پر فائز تھا۔ ہارون رشید نے قضاء کا منصب آپکو سونپا۔ آپ نے قبول کیا۔ چند دن کے بعد آپ نے قضاء کا منصب چھوڑ دیا۔

آپ کا مقام و مرتبہ:-

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنی زندگی میں امام محمد سے بڑھ کر کوئی شخص فصیح اللسان نہیں دیکھا۔ اور جب میں انہیں قرآن پڑھتے ہوئے دیکھتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ قرآن پاک انہی کی زبان پر اترا ہے

تاریخ وفات:-

جب خلیفہ ہارون رشید "رَتے" گیا تو آپ کو ساتھ لے گیا۔ "رَتے" کے قیام ہی میں امام محمد علیہ الرحمہ وصال فرما گئے۔

آپ کا سن وفات "189" ھ ہے:

انا للہ وانا الیہ راجعون:-

س امام یوسف علیہ الرحمہ کے حالات زندگی بیان کریں؟

ج نام:-

یعقوب:-

ابو کا نام:-

ابراھیم:-

کنیت:-

ابو یوسف:-

تاریخ پیدائش:-

113 ھ کوفہ میں پیدا ہوئے۔

حالات زندگی:-

آپ نے امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سے زانوے تلمذ ہوئے۔ اور امام اعظم کے بعد خلیفہ کے عہد میں قضاء کے محکمے پر فائز رہے۔ اور تاریخ اسلام میں پہلے ہیں جن کو قاضی القضاء کے خطاب سے نوازا گیا۔

ابن سماعہ فرماتے ہیں کہ قاضی القضاء کی ذمہ داری کے بعد آپ ہر دن 200 رکعت پڑھتے۔

تاریخ وفات:-

"182" سن ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

Date 12-8-2019

س امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے حالاتِ زندگی تحریر کریں؟
ج نام:۔
نعمان:۔
ابو کا نام:۔
ثابت:۔
کنیت:۔
ابو حنیفہ:۔
لقب:۔
امام اعظم:۔
تاریخ پیدائش:۔
کوفہ میں 80 سن ہجری میں ہوئی:۔
آپ کا مقام مرتبہ:۔
امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے مناقب وفضائل، علمی عظیم کارنامے بہت ہیں۔ کہ ان کارناموں کو انسان کی عقل ادراک کرنے سے قاصر ہے۔ اور انسان کی زبان ان کارناموں کو بیان کرنے سے عاجز ہے۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کے فضائل کے بارے میں مختلف مذھبوں کے علماءِ کرام نے کتابیں تألیف کی ہیں:۔
ابتدائی زندگی:۔
اسلامی فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا پایہ بہت بلند ہے۔ آپ نسلاً عجمی تھے۔ آپ سرکاری وظیفہ قبول نہیں کرتے تھے۔ بلکہ تجارت کرتے تھے۔ لیکن اللہ نے ان سے دین کی خدمت کا کام لینا تھا۔ لہذا تجارت کا شغل اختیار کرنے سے پہلے ہی آپ نے اپنی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے:۔
تعلیم کے مراحل:۔
ابتداءً آپ نے علم الکلام "امام شعبی" سے حاصل کرنا شروع کیا۔ اس علم میں کمال حاصل کرنے کے بعد علم فقہ "حضرت حماد" سے حاصل کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ آپ نے علمِ فقہ میں بھی مہارتِ تامہ حاصل کر لی:۔
فقہ میں آپ کا مقام:۔
حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ کہ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ لوگوں میں سب سے

Date 13.8.2019

زیادہ "فقہ" کا علم رکھنے والے تھے:

امام شافعی علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں کہ جو شخص "فقہ" حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے "خوشہ چین" ہو جائے:۔

عبادت و ریاضت:۔

امام اعظم علیہ الرحمہ عبادت و ریاضت میں قدم راسخ رکھتے تھے۔ امام یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ کی شب بیداری کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ میں

ایک بار امام صاحب کے ساتھ چل رہا تھا۔ ایک دوسرے شخص نے دیکھ کر کہا کہ یہ امام صاحب پوری رات سوتے نہیں۔ تو امام صاحب نے یہ جملہ سن کر فرمایا۔ ہمیں لوگوں کے گمان کے مطابق ہونا چاہیے اُس وقت سے آپ پوری رات جاگ کر عبادت کرتے تھے:۔

علم حدیث کیلئے سفر:۔

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے علم حدیث کے حصول کیلئے "3" مقامات کا بطورِ خاص سفر کیا:۔

پہلا مقام:۔

کوفہ:۔ کیونکہ آپ کوفہ میں پیدا ہوئے تھے۔

دوسرا مقام:۔

حرمین شریفین:۔

تیسرا مقام:۔

بصرہ:۔

آپکے تابعی ہونے کا ثبوت:۔

تابعی اُس شخص کو کہتے ہیں۔ جس نے سرکار علیہ السلام کے کسی صحابی کو دیکھا ہو۔ اور اس بات پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ امام اعظم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔

اور ان سے ملاقات بھی کی تھی۔

ابن حجر ہیثمی علیہ الرحمہ نے ثابت کیا ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ

Date 13-8-2019

نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو بھی دیکھا ہے۔ اور یہ بات بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا انتقال امام اعظم علیہ الرحمہ کی ولادت کے سات سال بعد 87ھ میں ہوا ہے۔
حافظ مزی علیہ الرحمہ نے فرمایا:۔ کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کی "72" صحابہ کرام علیھم الرضوان سے ملاقات ہوئی ہے۔
تاریخ وفات:۔
150 سن ہجری میں ہوا:۔
" اناللہ وانا الیہ راجعون "

س امام اعظم علیہ الرحمہ پر "جرح" اور اس کا جواب تحریر کریں؟

ج پہلا جرح:۔
امام اعظم علیہ الرحمہ قیاس کو حدیث پر مقدم رکھتے تھے یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ امام اعظم علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں کہ میں کسی مسئلے کے بارے میں سب سے پہلے "قرآن وحدیث" کی طرف رجوع کرتا ہوں۔
دوسرا جرح:۔
امام اعظم علیہ الرحمہ "فتویٰ" اپنی رائے سے دیتے تھے۔ حالانکہ یہ طعنہ حقیقت میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ محدثین نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ قیاس امام اعظم علیہ الرحمہ کے مذھب میں کم ہے۔
جیسے:۔ امام عبدالوھاب شعرانی نے فرمایا۔
تیسرا جرح:۔
امام اعظم علیہ الرحمہ کے پاس کم روایات ہیں۔ یہ بھی الزام بے بنیاد ہے۔ اسلئے کہ امام صاحب کا مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے کے مشابہ ہے۔ تو یہ بات صدیق اکبر پر آئے گی اسلئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کم روایات مروی ہیں دیگر صحابہ کرام علیھم الرضوان کی طرف

Date 13.8.2019

نسبت کرتے ہوئے۔

دوسری بات:۔ تمام حیات انسانی کا کوئی گوشہ امام کے بیان کردہ احکام سے خالی نہیں ہے۔ لیکن آج تک کوئی یہ ثابت نہیں کر سکا ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کا کوئی مسئلہ حکم حدیث کے خلاف تھا۔

چوتھا جرح:۔
امام اعظم علیہ الرحمہ کثیر عبادت والے تھے۔ حتیٰ کہ پوری پوری رات جاگتے تھے۔
یہ بات زمانہ قریب کے لوگ نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں یہ بات بدعتی گمراہی ہے۔
یہ بات بھی غلط ہے۔ یہ بات اُنکی غفلت کی وجہ سے ہے۔
کیونکہ ہم اپنی عقل و فراست کے میزان میں صالحینِ اُمت کے کارناموں کو تولنا شروع کر دیتے ہیں۔ جو کہ غلط ہے۔

س موطا امام محمد کو موطا امام مالک پر ترجیح حاصل ہونے کی چند وجوہات تحریر کریں؟

ج امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ موطا امام محمد کو موطا یحییٰ بن یحییٰ پر چند وجوہات کی بناء پر ترجیح حاصل ہے۔

پہلی وجہ:۔
یحییٰ اندلسی نے سارا موطا امام مالک سے نہیں سُنا۔ بلکہ اُن کے شاگردوں سے سُنا۔ جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ نے پورا موطا امام مالک علیہ الرحمہ سے سُنا ہے۔

دوسری وجہ:۔
یحییٰ اندلسی امام مالک کے پاس ان کی زندگی کے آخری سال میں پہنچے۔ اور تجہیز و تکفین میں بھی شامل ہوئے۔ جبکہ امام محمد تو امام مالک کے پاس "3" سال تک رہے۔ اور ظاہر ہے کہ "کثیر الصحبۃ شخص کو قلیل الصحبۃ" پر ترجیح ہے۔

Date 13-8-2019

تیسری وجہ:-

یحییٰ اندلسی کا مؤطا بہت سے مقامات پر امام مالک کے اجتہادات واستخراج کا ذکر کرتا ہے۔ اور تائید میں کوئی حدیث واثر پیش نہیں کرتا۔

جبکہ امام محمد میں کوئی "ترجمۃ الباب" ایسا نہیں ملے گا جس میں احادیث و آثار موجود نہ ہوں۔ باب کے عنوان کے مطابق روایت ہوگی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ

"کتاب جو نفس حدیث پر مشتمل ہے بغیر اختلاط رائے سے یہ افضل کتاب ہوگی اس کتاب سے جو مخلوط رائے پر مشتمل ہو"۔

اس بناء پر مؤطا امام محمد کو یحییٰ اندلسی کے مؤطا پر فوقیت حاصل ہے۔

چوتھی وجہ:-

مؤطا یحییٰ میں وہ احادیث ہیں جو امام مالک علیہ الرحمہ کے طریق سے مروی ہیں۔

جبکہ مؤطا امام محمد میں وہ احادیث ہیں۔ جو امام مالک و دیگر شیوخ سے مروی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ

"زیادتی" کو "کمی" پر فضیلت حاصل ہے۔

س اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب مؤطا مطلق بولا جاتا ہے تو "متبادر فی الذھن" مؤطا یحییٰ" کی طرف جاتا ہے نہ کہ "مؤطا امام محمد" کی طرف؟ پھر کیسے کہہ دیا کہ مؤطا امام محمد کی روایت راجح ہے؟

ج "مؤطا" مطلق کے وقت "متبادر فی الذھن" مؤطا یحییٰ کی طرف جاتا ہے۔ یہ "مؤطا قعنبی و تینسی" کے مقابلہ ہے۔ نہ کہ "مؤطا امام محمد" کے مقابلے میں:-

س اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ "مؤطا یحییٰ" عالم میں مشہور ہے نہ کہ "مؤطا امام محمد" تو "مؤطا امام محمد" کو راجح کیسے کہہ دیا؟

Date 13.8.19

ج یحیی اندلسی جب احادیث سنیں۔ تو ان کے مجموعے کو اندلس لے گئے۔ تو وہاں کے حاکم نے ان کی بہت مدارات کی۔ اسکی وجہ سے "مؤطا امام مالک" مشہور ہوا۔ اور اندلس کے امیر نے انہیں عہدہ قضا پیش کیا۔ جو انہوں نے قبول نہ کیا۔ اور قبول نہ کرنے کی وجہ سے "یحیی اندلسی" کا مؤطا اور مشہور ہوا۔ اور لوگ اسکے مؤطا کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور یہ سبب "مؤطا امام مالک" کے مغرب میں مشہور ہونے کا ہے:۔

س "مؤطا امام مالک" میں وہ روایات ہیں۔ جو امام مالک سے مروی ہیں۔ جبکہ "مؤطا امام محمد" میں وہ روایات ہیں جو امام مالک سے مروی ہیں اور جو امام مالک کے علاوہ سے مروی ہے۔ اور اس اعتبار سے بھی "مؤطا مالک" راجح ہوگا کیونکہ اس میں صرف امام مالک کی روایات ہیں؟

ج "مؤطا یحیی" میں وہ احادیث ہیں۔ جو امام مالک علیہ الرحمہ کے طریق سے مروی ہیں۔
جبکہ "مؤطا امام محمد"
میں وہ احادیث ہیں۔ جو امام مالک و دیگر شیوخ سے مروی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ
"زیادتی" کو "کمی" پر فضیلت ہے:۔

س "مؤطا یحیی" و دیگر مؤطات کے رواۃ محدث تھے۔ جبکہ امام محمد یہ "صاحب رائے" تھے۔ محدث نہ تھے؟

ج مذکورہ بات غلط ہے۔ کیونکہ امام محمد کی تصانیف "فقہ و حدیث" پر مشتمل تھیں۔
جیسے:۔ مؤطا امام محمد
کتاب الآثار
جبکہ "یحیی" کی مؤطا یحیی کے علاوہ اور کوئی تصنیف مشہور نہیں ہے۔

"تمت بالخیر"

Date 14.8.2019

باب وقوت الصلاۃ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
غلس	اندھیرے	الاسفار	خوب روشن کرکے
نقیۃ	صاف	بیضاء	سفیدی

تعصر:- زلے کے پڑھی جاتی ہے

س فجر کا اول وآخر وقت بیان فرمائیے؟

ج اول وقت:-

طلوع فجر سے نماز فجر کا وقت شروع ہوتا ہے

آخری وقت:-

طلوع شمس تک آخری وقت ہے۔

عند الاحناف:-

نماز فجر کو روشن کرکے پڑھنا مستحب ہے۔

دلیل:-

قولہ علیہ السلام:- أسفروا بالفجر، فانہ اعظم للأجر،

عند الشافعی:-

نماز فجر کو جلدی سے ادا کرنا مستحب ہے

دلیل:-

عن ابی مسعود أنہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصبح بغلس:-

س نماز ظہر کا ابتدائی اور انتہائی وقت بیان کریں؟
نماز عصر کا اول وقت بھی لکھئے؟

ج ظہر کا اول وقت:-

ظہر کے اول وقت میں علماء کرام کا اتفاق ہے کہ "سورج ڈھلنے کے ساتھ" شروع ہوجاتا ہے۔

ظہر کے آخری وقت:-

میں امام اعظم وصاحبینا کا اختلاف ہے

عند ابی حنیفہ:-

جب کسی چیز کا سایہ اصلی چھوڑ کر سایہ دو مثل ہوجائے تو یہ نماز ظہر کا آخری وقت اور نماز عصر کا ابتدائی وقت ہے:-

Date 21.8.19

دلیل:-

عن عبداللہ بن رافع عن ابی ہریرہ أنہ سألہ عن وقت الصلاۃ،

فقال أبو ہریرۃ:- أنا أخبرک:-

صلی الظہر إذا کان ظلک مثلک، والعصر إذا کان ظلک مثلیک:-

عند الصاحبین:-

جب کسی چیز کا اصلی سایہ چھوڑ کر ایک مثل ہو جائے تو یہ نماز ظہر کا آخری وقت اور نماز عصر کا اول وقت شروع ہوتا ہے۔

دلیل:-

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل عند البیت مرتین فصلی بی العصر حین صار ظل کل شئ مثلہ:-

عصر کا آخری وقت:-

جب سورج غروب نہ ہوا ہو۔

دلیل:-

قولہ السلام:- "من أدرک رکعۃ من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرکھا:-

س مغرب کا اول و آخری وقت تحریر فرمائیے؟

ج اول وقت:-

جب سورج غروب ہو جائے۔

دلیل:-

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل عند البیت مرتین فصلی بی المغرب حین افطر الصائم:-

آخری وقت:-

شفق کے غائب تک نماز مغرب کا آخری وقت ہے۔

Date 21-8-19

س عشاء کا ابتدائی اور انتہائی وقت تحریر کریں؟

ج عشاء کا اول وقت و آخری وقت:

نماز عشاء کا اول وقت یہ ہے کہ جب شفق غائب ہو گیا ہو۔ اور آخری وقت یہ ہے کہ جب صادق یعنی صبح صادق طلوع نہ ہوئی ہو۔

دلیل:

قولہ علیہ السلام:۔ و آخر وقت العشاء حین یطلع الفجر:۔

"باب القراءۃ فی الصلاۃ خلف الامام"

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
انصرف	فارغ ہوئے	فانتھی	رک گئے
أنازع	میرے ساتھ جھگڑا کیا گیا۔	خداج	نقصان میں ہے
"		غمز	زور سے دبایا
ذراعی	میرے بازوں کو	اتھم	وہ متہم ہوا

س کیا مقتدی امام کے پیچھے قراءت کر سکتا ہے یا نہیں؟ مع اختلاف بیان کریں؛

ج عند الاحناف:۔

امام کے پیچھے مقتدی قراءت نہیں کرے گا۔ نہ سری نماز میں نہ جہری نماز میں۔ مقتدی نہ سورۃ فاتحہ پڑھے گا اور نہ ہی قرآن پاک کی کوئی سورت پڑھے گا۔

دلیل اول:۔

من صلی خلف الامام لفتہ قراءتہ:۔

دلیل ثانی:۔

قولہ علیہ السلام:۔ من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ:۔

عند الشافعی:۔

امام کے پیچھے مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھے گا۔ تمام نمازوں میں:۔

Date 23.8-19

دلیل اول:۔
عن عبادۃ۔ کنا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلاۃ الفجر فقرأ۔ فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرءون خلف امامکم؟ قلنا نعم یا رسول اللہ: فقال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب:۔

دلیل ثانی:۔
فانہ لا صلاۃ لمن لم یقرأ بھا:۔

عند المالک و حنبل:۔
امام کے پیچھے مقتدی صرف سری نماز میں قراءت کرے گا۔ جہری نماز میں مقتدی کی قراءت کرنا ناجائز ہے:۔

دلیل:۔
قولہ تعالیٰ:۔ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون:۔

س نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے یا واجب؟ مع اختلاف؟

ج عند الاحناف:۔
سورہ فاتحہ نماز میں پڑھنا واجب ہے:۔

دلیل:۔
قولہ تعالیٰ:۔ فاقرءوا ما تیسر من القرآن:۔

عند الشافعی:۔
نماز میں سورہ فاتحہ کی قراءت کرنا فرض ہے:۔

دلیل:۔
قولہ علیہ السلام:۔
لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب

واللہ اعلم بالصواب

Date 23.8-19

"باب صلاۃ الخوف"

س نمازِ خوف کا طریقہ قلم طراز کریں اختلاف کے ساتھ بیان کریں؟:-

ج عند الاحناف:-

ایک شخص امام بنے۔ پھر مجاہدین میں سے ایک گروہ ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے۔ اور ایک گروہ دشمنوں کے مقابلے میں ہو۔ جب ایک گروہ نے ایک رکعت پڑھ لی تو بغیر سلام پھیرے یہ گروہ دشمنوں کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے۔ دوسرا گروہ آئے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ جب دو رکعت پوری ہو گئیں تو امام سلام پھیرے۔ پھر دونوں گروہ علیحدہ علیحدہ ایک ایک رکعت پڑھ کر نماز کو پورا کریں:-

پہلا گروہ جب اپنی الگ سے ایک رکعت پڑھے گا تو قراءت نہیں کرے گا۔

وجہ:- کیونکہ وہ گروہ لاحق ہے۔

جبکہ دوسرا گروہ جب اپنی الگ سے ایک رکعت پڑھے گا تو قراءت کرے گا:-

وجہ:- کیونکہ یہ گروہ مسبوق ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک:-

مجاہدین کے دو گروہ بنائے۔ ایک گروہ کو اپنے ساتھ نماز پڑھائے۔ اور دوسرے گروہ کو مقابلے کیلئے کھڑا کرے۔

جب پہلے گروہ نے ایک رکعت پڑھ لی۔ تو اسکے بعد یہ گروہ اپنی دوسری رکعت پڑھ کے پوری کرے: جب تک امام کھڑا رہے۔ پہلا گروہ اپنی نماز مکمل کرنے کے بعد دشمنوں سے مقابل کیلئے کھڑا ہو جائے۔

دوسرا گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لیں۔ امام دو رکعت کے بعد سلام پھیرلے

پھر دوسرا گروہ اپنی ایک رکعت پڑھ کر نماز کو پورا کرے:-

"واللہ اعلم"

Date 23.8-19

ابواب الجنائز

باب المرأۃ تغتسل زوجھا

عورت شوہر کو بالاجماع غسل دے سکتی ہے۔ لیکن کیا شوہر عورت کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں اس میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے۔

عند الاحناف:-
شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔

دلیل:-
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار علیہ السلام سے عورت کے متعلق غسل دینے کے بارے میں پوچھا گیا کہ جہاں صرف مرد ہی ہوں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "پاک مٹی سے اسے تیمم کرایا جائے"۔

عقلی دلیل:-
مرنے کے بعد عورت مرد کیلئے اجنبی ہو جاتی ہے۔ اور کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ جب اجنبیہ بن گئی۔ تو کوئی مرد اجنبیہ کو غسل نہیں دے سکتا۔

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک:-
مرد اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے:-

دلیل:-
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا تھا:-

س: غسال پر غسل دینے کے بعد غسل واجب ہے یا نہیں؟

ج: عند الاحناف:-
غسال پر میت کو غسل دینے کے بعد نہ

Date 23.8.19

وضو ہے اور نہ غسل ہے۔
ہاں اگر میت کو غسل دیتے
وقت پانی کے قطرے کپڑوں پر لگ جائیں تو اسے
اسے دھو لینا چاہئے:-

دلیل:-
عن عبداللہ بن أبي بكر أن أسماء بنت
عميس امرأة أبي بكر الصديق رضي اللہ تعالیٰ عنه
غسلت أبا بكر حين توفي فخرجت، فسألت من حضرها
من المهاجرين، فقالت: إني صائمة،
وإن هذا يوم شديد البرد فهل علي من غسل؟ قالوا: لا:-

عند الشافعي:-
میت کو غسل دینے کے بعد غسال پر
غسل واجب ہے:-

دلیل:-
عن أبي هريرة مرفوعا:-
من غسل ميتا فليغتسل
ومن حمله فليتوضأ:-

عند المالک و حنبل:-
میت کو غسل دینے کے بعد غسال
پر غسل مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے۔

س میت کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا جائے گا مع اختلاف
بیان کریں؟

ج عند الشوافع والحنبلہ:-
میت کو تین لفافوں میں دفن
کیا جائے گا۔ ان "تین" کپڑوں میں قمیص و عمامہ نہیں
ہوگا:-

دلیل:-
عن عائشة: قالت: كفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Date 23.8.19

فی ثلاثة أثواب سحولية ليس فيها قميص والعمامة:-

عند الاحناف والمالكيہ:-
میت کو تین کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔ ان تین کپڑوں میں "قمیص وازار" بھی داخل ہوگا:-

دلیل:-
عن جابر قال: کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثة أثواب: قمیص وازار ولفافہ:-

کفن ضرورۃ:-
ضرورت کے وقت ایک کپڑے میں بھی کفن دیا جا سکتا ہے:-

دلیل:-
حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ تو آپ نے ایک چادر کے علاوہ کچھ نہ چھوڑا۔
تو آپ کو اسی ایک کپڑے میں دفن کیا گیا:-

س: جنازے کو جلدی لے کر جانا افضل ہے یا تاخیر افضل؟

ج: عند الاحناف:-
جنازے کو جلدی لے کر جانا افضل ہے۔

وجہ:-
اگر میت اچھی ہے تو اسے اچھی جگہ جلدی لے جائے گا۔
اگر میت بری ہے تو اسے اپنے کندھوں سے اتار دو گے۔

دلیل:-
عن ابی ھریرۃ قال:
أسرعوا بجنائزکم فانما ھو

Date 23.8.19

خیر تقدمونہ اور شر تلقونہ عن رقابکم۔

س جنازے کے آگے چلنا افضل ہے یا پیچھے؟ مع اختلاف لکھیے:۔

ج عندالاحناف:۔

جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے:۔

دلیل:۔

عبداللہ ابن مسعود سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنازہ متبوع ہوتا ہے "یعنی اس کی اتباع کی جاتی ہے" اور اسکے کوئی نہیں ہوتا جو اس سے مقدم ہو۔

عندالحنابلہ:۔

پیدل چلنے والے کیلئے جنازے کے آگے چلنا افضل۔ جبکہ سوار کیلئے جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے:۔

دلیل:۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ سوار کیلئے جنازے کے پیچھے چلنا آسان جبکہ پیدل چلنے والے کیلئے آگے، دائیں اور بائیں طرف چلنا آسان ہے۔

عندالشوافع والمالکیہ:۔

جنازے کے آگے چلنا افضل ہے۔

دلیل:۔

امام زہری سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے آگے چلتے تھے۔

ان کے بعد خلفاء حتیٰ کہ ابن عمر کا بھی یہی معمول تھا۔

س جنازے کیلئے کھڑا ہونا چاہیے یا نہیں؟ مع اختلاف:۔

ج عندالحنابلہ:۔

اگر کوئی کھڑا ہو تو ہم اس پر طعنہ نہیں کریں گے۔ اور اگر وہ کھڑا نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

Date 23.8.19

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک:
جنازہ کیلئے کھڑا ہونا پہلے
مشروع تھا۔ مگر بعد میں منسوخ ہو گیا۔
دلیل:
عن عبادة: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
يقوم للجنازة، فمر به حبر من اليهود، وقال: هكذا نفعل
فقال:
اجلسوا خالفوهم:

س نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنا لازمی ہے
یا نہیں؟
ج عند الشوافع:
امام شافعی علیہ الرحمہ تکبیر اولی کے بعد
سورۂ فاتحہ پڑھنے کو ضروری قرار دیتے ہیں:
دلیل:
عن جابر: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كبر
على الميت أربعا، وقرأ بأم القرآن بعد التكبيرة
الاولى:

عند الاحناف:
تکبیر اولی کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنے کو
مکروہ قرار دیتے ہیں۔ ہاں اگر دعا کی نیت کی سے سورۃ
فاتحہ پڑھی گئی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے:

س مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟
ج عند الشوافع والمالکیہ:
نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھ سکتے ہیں۔
دلیل:
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نمازِ جنازہ مسجد میں
ادا کیا گیا تھا:

عند الاحناف:
مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا جائز نہیں:

Date 23.8-19

دلیل:-
عن أبی هریرۃ: قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من صلی علی میت فی المسجد فلا شیٔ لہ:-

"باب الصلاۃ علی المیت بعد ما یدفن"

س غائبانہ نماز جنازہ مشروع ہے یا نہیں؟
ج عند الشوافع والحنابلہ:-
غائبانہ نماز جنازہ اسلام میں مشروع ہے:-
دلیل:-
عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نعی النجاشی فی الیوم الذی مات فیہ. فخرج بھم إلی
المصلی. فصف بھم وکبر علیہ أربع تکبیرات:-

عند الاحناف والمالکیہ:-
غائبانہ نماز جنازہ مشروع نہیں ہے:-
دلیل:-
عن عمران بن حصین:-
فقاموا وصفوا خلفہ وھم
لا یظنون إلا أن جنازتہ بین یدیہ۔

"باب ما روی أن المیت یعذب ببکاء الحی"

س کیا زندہ شخص کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے؟
عند الاحناف:-
کسی بھی زندہ کے رونے کے سبب مردہ کو عذاب

Date 23-8-19

نہیں ہوتا ہے:۔

دلیل:۔

عن عمرۃ ابنۃ عبد الرحمن أنھا أخبرتہ أنھا سمعت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا زوج النبی علیہ السلام وذکر لھا أن عبد اللہ بن عمر یقول: إن المیت یعذب ببکاء الحی، فقالت عائشۃ: یغفر اللہ لابن عمر، أما إنہ لم یعذب ولکنہ قد نسی أو أخطأ، إنما مر رسول اللہ علیہ السلام علی جنازۃ یبکی علیھا، فقال: إنھم لیبکون علیھا، وإنھا لتعذب فی قبرھا:۔

عند البعض:۔

بعض حضرات نے یہ رائے پیش کی ہے کہ یہاں استعمال ہونے والا حرف "ب" حال کیلئے ہے۔ یعنی "جب میت کے اہل خانہ اُس پر رو رہے ہوتے ہیں، تو اس وقت میت کو عذاب ہو رہا ہوتا ہے۔

"باب القبر یتخذ مسجدا أو یصلی إلیہ أو یتوسد"

س کیا قبر پر بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج عند الشوافع:۔

قبر پر بیٹھنا حرام یا مکروہ ہے:۔

دلیل:۔ قولہ علیہ السلام:۔ لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا إلیھا:۔

عند الاحناف:۔

قبر پر استنجاء کرنے کیلئے بیٹھنا یہ ممنوع ہے۔

دلیل:

من جلس علی قبر یبول علیہ او یتغوط فکأنما جلس علی جمرۃ نار:۔

Date 23.8.19

باب الکنز

س: کنز کی تعریف رقم طراز کریں؟

ج: لغوی معنیٰ:-

مال جمع کرنا:

مال کو زمین میں دفن کرنا:-

اصطلاحی تعریف:- کنز اس مال کو کہتے ہیں کہ جس پر زکوۃ واجب تھی لیکن زکوۃ نہ دی گئی:-

باب زکاۃ الفطر

س: صدقہ فطر واجب ہے یا سنت؟

ج: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک:-

صدقہ فطر سنت مؤکدہ ہے۔

عند الاحناف:-

صدقہ فطر واجب ہے:-

س: صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

ج: عند الشوافع:-

جو ایک دن کی خوراک پر قادر ہو اس پر بھی صدقہ فطر لازم ہے:-

عند الاحناف والمالکیہ:-

صاحب نصاب پر صدقہ فطر لازم ہے چاہے مال نامی ہو یا غیر نامی:-

ہر مسلمان اپنے غلاموں اور بچوں کی طرف سے صدقہ فطر دے گا:-

Date 23.8.19

"باب القران بین الحج والعمرۃ"

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
صددت	بمعنی دیا گیا	صنعنا	وہی کام کرتا لگا
البیداء	مقام کا نام	ثائر	بکھرے ہوئے بالوں
عفرت	مینڈھیاں	طفت	طواف کرتے ہو
تطایر	اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو کاٹ دو		

س حج کی اقسام بیان کریں نیز کونسا حج افضل ہے؟

ج اقسام الحج :-

حج کی 3 اقسام ہیں :-

1- حج قران 2- حج افراد 3- حج تمتع

حج قران سے مراد :-

حج اور عمرہ دونوں کا ایک احرام ساتھ باندھے :-

حج افراد سے مراد :-

صرف حج کا احرام باندھے :-

حج تمتع سے مراد :-

عمرے کا احرام باندھ کر مکہ چلا جائے عمرہ کرنے کے بعد وہ احرام کھول دے اور آٹھویں ترویہ کے دن وہ حج کا احرام باندھے :-

عند الاحناف :-

حج قران افضل ہے :-

دلیل :-

خود سرکار علیہ السلام نے حج قران ادا فرمایا۔

دلیل :-

اس میں دو عبادات اکٹھی ہیں :-

1- عمرہ 2- حج :-

Date 23.8.19

عند الشوافع والمالکیہ:-

حج افراد افضل ہے:-

دلیل:-

اسلئے کہ سرکار علیہ السلام نے اولاً اسکو اختیار فرمایا۔

عند الحنابلہ:-

حج تمتع افضل ہے:-

دلیل:-

لکونہ علیہ السلام تمناہ بقولہ "لولا أنی سقت الهدی لأحللت":-

"باب النکاح بغیر الولی"

س کیا نکاح کیلئے ولی کی اجازت ضروری ہے؟

ج عند الشوافع والحنابلہ:-

ولی کی اجازت ضروری ہے۔

بغیر اجازت کے نکاح درست نہیں ہوگا۔

دلیل:-

عن عائشہ:- أیما امرأۃ نکحت نفسها بغیر إذن ولیها، فنکاحها باطل، فنکاحها باطل، فنکاحها باطل:-

عند الاحناف:-

ولی کی اجازت لازمی نہیں ہے۔

دلیل:-

بالغ ہونے کے بعد ہر کوئی اپنے نفس کا خود مالک ہوتا ہے۔ ہاں اگر عورت غیر کفو میں یا کم میں نکاح کرے تو اولیاء کو اجازت ہے کہ وہ اس کا نکاح فسخ کروا سکتے ہیں:-

"واللہ اعلم"

Date 24.8.19

باب المحرم يتزوج

س: کیا حالتِ احرام میں نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟
ج: عند الاحناف:
حالتِ احرام والے شخص کا نکاح کرنا درست ہوتا ہے۔
دلیل:-
عن عبد اللہ بن عمر:-
حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حالتِ احرام میں نکاح فرمایا۔
اور اس بات کو عبد اللہ بن عباس سے زیادہ کون جانتا ہے۔ کیونکہ آپ تو حضرت میمونہ کے بھانجے ہیں:۔

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک:-
حالتِ احرام میں نکاح کرنا درست نہیں ہے۔
دلیل:-
قولہ علیہ السلام:- لا ینکح المحرم ولا یخطب ولا ینکح:۔

"کتاب الضحایا وما یجزئ منھا"

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
فحیلا	طاقتور مینڈھا	أقرن	سینگھ والا
الجذع	آٹھ یا نو ماہ کا بچہ	العرجاء	لنگڑا
العوراء	کانی	العجفاء	لاغر
لا تنقی	گوشت نہ ہو	دف	آئے
الأسقیة	مشکیزہ	تزودوا	توشہ لو
تباھی	باہم فخر	لشذاذ	نوکدار لکڑی
بھنع	کاٹ دیا جاتا ہے	الاوداج	رگوں

Date 24.8.19

س قربانی کرنا واجب ہے یا سنت؟

ج عند الاحناف:۔
قربانی کرنا واجب ہے۔ شہر میں مقیم خوشحال لوگوں پر۔ البتہ مسافر پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے:۔

دلیل:۔
قولہ تعالیٰ:۔ فصل لربک وانحر:۔

عند المالکیہ والشوافع:۔
قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے:۔

دلیل:۔
قربانی کرنا سنت ابراہیمی ہے:۔

اونٹ کی عمر:۔
5 سال:۔

گائے و اسکی ہم جنس کی عمر:۔
2 سال:۔

بکرا و اسکی ہم مثل کی عمر:۔
1 سال:۔

بھیڑ کا بچہ:۔
6 ماہ:۔

س کیا ٹوٹے ہوئے سینگھوں کے جانور کی قربانی جائز ہے؟

ج عند الاحناف و الشوافع:۔
ایسے جانور کی قربانی جائز ہے جسکا سینگ ٹوٹا ہوا ہو:۔

دلیل:۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسطرح کا قول منقول ہے:۔

عند المالک:۔
اگر سینگ ٹوٹنے کے ساتھ خون نکل آیا تو قربانی جائز نہیں ہے۔ ورنہ جائز ہے:۔

Date 25-8-19

دلیل:-

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح کا قول منسوب ہے:-

س: پیدائشی نقص سے کیا مراد ہے؟

ج: جانور میں ایسی خرابی ہو کہ جسکی وجہ سے اسکی قیمت اور اسکے گوشت اور چربی میں کمی واقع ہو جائے:-

س: کیا قربانی بندہ نمازِ عید سے پہلے کر سکتا ہے یا نہیں؟

ج: دیہاتی لوگ:-

دیہات وغیرہ میں عید کی نماز ادا نہیں کی جاسکتی ہے۔ تو یہ نمازِ عید سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں:-

وجہ:-

قربانی کی نسبت عید الاضحیٰ کے دن کی طرف کی گئی ہے اور عید الاضحیٰ کا دن صبح صادق ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اسلئے دیہاتی لوگ عید سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں:-

شہری لوگ:-

نمازِ عید سے پہلے قربانی نہیں کر سکتے۔ اگر کی تو یہ تمام ذبح شدہ جانور کہلائے گا:-

وجہ:-

شہر میں قربانی کے جواز کیلئے نماز کی ادائیگی کو شرط قرار دیا ہے۔ تو ادائیگی سے پہلے قربانی جائز نہیں:-

س: کس آلے سے جانور ذبح کیا جائے گا؟ مع اختلاف:-

ج: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک:-

اگر دانت اور ناخن کے علاوہ ہر اس آلے سے جو خون بہا سکتا ہے۔ اس سے قربانی کی تو جائز ہے:-

دلیل:-

ابن ابی شیبہ سے مرفوعاً روایت کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:- ہر وہ آلہ جو خون بہائے مگر دانت اور ناخن

Date 25.8.19

عند الاحناف:
اگر دانت اور ناخن سے جانور ذبح کیا
تو اس طرح کرنے سے جانور ذبح ہو جائے گا۔

دلیل:
حضرت عدی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ
ہر وہ آلہ جو خون بہا دے:۔

س بکری میں کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟
ج عند الاحناف:
بکری میں صرف ایک ہی حصہ ہوگا
ایک سے زائد کی نیت کی تو کسی کی قربانی نہیں ہو
گی:۔

وجہ:۔
بکری، اونٹ اور گائے میں سے ہر ایک کے
اندر اسکا اپنا ایک ہی خون ہوتا ہے تو قیاس تو یہی ہے کہ
جب کسی جانور کا خون ایک ہو تو قربانی بھی ایک شخص
کی طرف سے ہونی چاہیے:۔
جب گائے اور اونٹ وغیرہ
میں حدیث کی صراحت آگئی تو اسکے حکم میں تبدیلی
آگئی۔ وہ یہ کہ سات کی شرکت جائز ہو گئی
جبکہ بکری کے بارے میں کوئی صراحت نہیں آئی تو یہ
قیاس کے پیش نظر ایک ہی کی طرف سے ہوگی:۔

"باب الذبائح"

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
بشظاظ	نوکی دار لکڑی	منسروعین	کاٹ دیتی ہے

س ناخن اور دانت سے ذبح کرنے کا کیا حکم ہے؟ مع اختلاف
ج عند الاحناف والمالکیہ:
اگر ناخن اور دانت جسم سے الگ
ہیں تو اس صورت میں ذبح کرنا درست ہوگا۔ ذبیحہ حلال ہوگا

Date 29.8.19

دلیل :-

قولہ علیہ السلام :- ہر وہ آلہ جو خون بہا دے :-

عند الشوافع والحنابلہ :-

دانت و ناخن سے ذبح کیا ہوا

جانور مردہ ہے :-

دلیل :-

قولہ علیہ السلام :- جس نے خون بہایا اور اللہ کا نام لیا تو تم وہ ذبیحہ کھاؤ۔ جو دانت یا ناخن سے نہ ہو :-

"کتاب البیوع فی التجارات والسلم"

باب بیع العرایا

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خرص	اندازے کے ساتھ	یطعم	ھبہ کرے
یلقط	لیتا ہے	یتجاوز	اجازت ہے
صرام	پھلوں کے توڑنے کے وقت	نخلۃ	کھجور کا درخت

س بیع عرایا کی تعریف بیان کریں اور اسکا حکم مع اختلاف رقم طراز کریں ؟

ج عرایا کا مطلب :-

کھجور کا وہ درخت ہے جسکے کچھ پھل کو ہبہ کر دیا گیا ہو :-

عرایا کی صورت :-

اس کی صورت یہ ہے کہ باغ کا مالک کچھ کھجوریں کسی کو ہبہ میں دے دے۔ بعض موھوب لہ باغ میں آنا شروع کر دے۔ واھب کو موھوب لہ کا باغ میں آنا جانا گراں گزرے تو اسکیلئے جائز ہے کہ وہ کھجوریں موھوب لہ سے اندازے کے ساتھ خریدے اور اس کے بدلے میں واھب موھوب لہ کو کھجوریں کاٹنے وقت خشک کھجوریں دے دے :-

بیع عرایا کا حکم :-

بیع عرایا جائز ہے :-

Date 14.9.2019

دلیل:-
حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ سرکار علیہ السلام نے صاحب عرایہ کو اندازے کے ذریعے بیع کرنے کی اجازت عطا فرمائی:-

عند المالک:-
بیع عرایا صرف ھبہ کی ایک قسم ہے۔ اس بیع محض صورت کے اعتبار سے کہا جائے گا۔ اور بیع عرایا "پانچ اوسق" یا "پانچ سے کم اوسق" میں جائز ہے:-

عند الشوافع والحنابلہ:-
ان کے نزدیک حقیقۃً بیع ہے۔
اور بیع عرایا "پانچ اوسق سے کم" میں جائز ہوگی۔ "پانچ اوسق" میں جائز نہیں ہوگی:-

عند الاحناف:-
اگر بیع عرایا سے "بیع" مراد لی جائے تو یہ جائز نہیں ہے اگر اس سے "ھبہ" مراد لیا جائے تو یہ بالکل جائز ہے:-

"باب ما یکرہ من بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحھا"

الفاظ	معنیٰ	الفاظ	معنیٰ
ینجو	محفوظ ہو	العاھۃ	آفات
لا ینبغی	مناسب نہیں ہے	یحمر	سُرخ
یصفر	پیلا	کفری	ابھی پیدا ہوا

س پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان پھلوں کی بیع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیان کریں مع اختلاف:-

ج پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان پھلوں کی بیع کرنے کی "3" صورتیں ہیں:- جو کہ درج ذیل ہیں:-

پہلی صورت:-
مشتری ان پھلوں کو اس شرط پر خریدے کہ پھل درخت پر ہی رہیں گے پکنے کی مدت تک:-
تو اس صورت میں ائمہ اربعہ میں اختلاف ہے۔

Date 15.9.2019

عندالأئمہ ثلاثہ:۔

اس طرح بیع کرنا باطل ہے:۔

دلیل:۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ:۔ کہ سرکار علیہ السلام نے بائع اور مشتری کو پھلوں کی بیع ان کی صلاحیت ظاہر کرنے سے پہلے منع فرمایا:۔

عندالاحناف:۔

اس طرح بیع کرنا باطل ہے۔

دلیل:۔

اس سے غیر کی ملکیت میں تصرف پایا جاتا ہے جو کہ درست نہیں ہے:۔

دوسری صورت:۔

مشتری پھلوں کو خریدے اس شرط پر کہ وہ پھلوں کو فوراً توڑے گا:۔

اس طرح بیع کرنے کا حکم؟

حکم:۔

مذکورہ صورت میں بیع کرنا باتفاق جائز ہے:۔

دلیل:۔

اس صورت میں پھلوں کے ضائع ہونے کا خطرہ لاحق نہیں ہوتا:۔ اس لیے جائز ہے:۔

تیسری صورت:۔

مشتری مطلقاً پھلوں کی بیع کرے اور اس میں کسی طرح کی شرط نہ لگائے:۔

اس صورت میں اختلاف ہے۔

عندالأئمہ ثلاثہ:۔

اس طرح بیع کرنا جائز نہیں ہے:۔

دلیل:۔

عن ابن عمر أن رسول اللہ علیہ السلام نھی عن بیع الثمار حتی یبدو صلاحھا، نھی البائع والمشتری:۔

عندالاحناف:۔

مذکورہ صورت کے مطابق بیع کرنا جائز ہے:۔

Date 15-9-19

دلیل:-
مشتری مسلمان ہے۔ اور اسے دیتے ہے کہ پھل درختوں پر لگے رہنے دے۔ غیر کی ملکیت میں تصرف ہوگا۔ جو کہ جائز نہیں ہے تو اسکی نیت یہی ہوگی کہ فوراً پھلوں کو توڑ دے۔ تو اسکی نیت پر محمول کرتے ہوئے بیع کو جائز قرار دے دیا جائے گا۔

س پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہو جائے "ظہور صلاحیت" سے کیا مراد ہے بیان کریں مع اختلاف:-

ج عند الائمہ ثلاثہ:-
اگر پھل میں مٹھاس آجائے تو یہ پھلوں کے "ظہور صلاحیت" ہونے کی علامت ہے:-

عند الاحناف:-
اگر پھل آفات سے محفوظ رہے اور پک کر سرخ یا زرد ہو گیا تو یہ پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے کی علامت ہے:-

باب الرجل یبیع بعض الثمر ویستثنی بعضہ

س کیا پھلوں میں کچھ پھل مستثنیٰ کر سکتے ہیں بیع کے اندر؟

ج عند الشوافع والحنابلہ:-
اگر مستثنیٰ پھل درخت پر لگے ہیں تو جائز نہیں ہے:-

دلیل:-
اسلئے کہ مستثنیٰ منہ مجہول ہے۔ اور جہاں مستثنیٰ مجہول ہو وہاں "مفضی الی المنازعہ" کی صورت ہوگی۔ اسلئے اسطرح کی بیع کرنا جائز نہیں ہے:-

عند الاحناف:-
اگر مستثنیٰ پھل درخت پر لگے ہوئے ہیں تو یہ بیع جائز ہے اور درست ہے:-

دلیل:-
جب مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ مجہول ہوں تو بیع کرنا جائز

Date 15-9-19

ہوتی ہے۔ مگر یہاں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہاں مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ
دونوں معلوم ہیں تو بیع کرنا جائز ہوئی۔
بخلاف حمل اور اطراف حیوان
کے کہ کیونکہ ان کی بیع کرنا جائز ہے:۔

"باب ما یکون من بیع التمر بالرطب"

س کیا تر کھجور کو خشک کھجور کے عوض میں بیچ سکتے ہیں یا
نہیں؟ بیان فرمائے:۔

ج عند الائمہ ثلاثہ:۔
ان کے نزدیک تر کھجوروں کی بیع خشک
کھجوروں کے بدلے میں کرنا جائز نہیں ہے۔ نہ ہی تفاضل
کے طور پر اور نہ ہی مماثل کے طور پر اور نہ ہی ادھار کے
طور پر:۔

دلیل:۔
حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ
جو شخص دو مختلف قسم کی گندم میں سے ایک کو دوسرے
کے عوض میں خریدتا ہے تو اس پر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اس سے دریافت کیا کہ ان دونوں میں سے کون سی
زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ
سفید والی:۔ تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
انہیں اس سے منع کر دیا۔ اور میں نے سرکار علیہ السلام کو
یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ سے تازہ کھجور کے عوض
میں خشک کھجور کے بارے میں بیچنے کے بارے میں دریافت
کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ کیا تازہ کھجور خشک ہو کر کم
ہو جاتی ہے۔ تو لوگوں نے جواب دیا۔ جی ہاں:۔ تو
آپ نے اس بیع سے منع فرمایا:۔

عند الاحناف:۔
ان کے نزدیک تر کھجوروں کی بیع خشک
کھجوروں کے بدلے میں کرنا جائز ہے جب "مماثل اور
ہاتھوں ہاتھ
ہو رہی ہو:۔

Date 15-9-19

دلیل:-

امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خشک کھجور "بذاتہ" کھجور ہے۔ اور کھجور کی بیع کرنا کھجور کے عوض "یہ جائز ہے۔

قولہ السلام:-

التمر بالتمر مثلا بمثل:-

یا خشک کھجور کھجور نہیں ہے۔ وہ دوسری قسم ہوگی تو اس صورت میں دو مختلف قسموں کی بیع ہوگی جو کہ جائز ہے۔

قولہ السلام:-

اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم:-

باب ما لم یقبض من الطعام وغیرہ

س قبل از قبضہ بیع کرنا کا کیا حکم ہے مع اختلاف لکھیئے؟

ج عند المالک:-

ان کے نزدیک غلہ کے علاوہ تمام تصرفات میں قبل از قبضہ بیع کرنا جائز ہے:-

دلیل:-

احادیث میں جو ممانعت آئی ہے کہ قبل از قبضہ بیع کرنا جائز نہیں یہ مخصوص "غلہ" کے ساتھ ہیں:-

عند الحنابلہ:-

اگر مبیع مکیلی یا موزونی شئے ہے تو اسکی بیع "قبل از قبضہ" کرنا ناجائز ہے۔ اور اسکے علاوہ تمام اشیاء میں "قبل از قبضہ" بیع کرنا جائز ہے:-

عند الشوافع:-

ان کے نزدیک طعام اور غیر طعام اور تمام اشیاء میں "قبل از قبضہ" بیع کرنا جائز ہی نہیں ہے:-

دلیل:-

احادیث مبارکہ میں "قبل از قبضہ" سے منع کرنا یہ ممانعت تمام اشیاء کو شامل ہے:-

Date 15-9-19

عند الاحناف :-
اگر مبیع غیر منقولہ شیئ ہے تو اسکی بیع "قبل از قبضہ جائز ہے۔ اور اگر مبیع منقولہ ہے تو اسکی بیع " قبل از قبضہ " جائز نہیں ہے :-

دلیل :-
بیع " قبل از قبضہ " اسکی ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ " مبیع کے ہلاک ہونے کی وجہ سے بیع فسخ " نہ ہو جائے ۔ اور یہ علت " اشیاء غیر منقولی " میں کم پایا جاتا ہے ۔ جسکی وجہ سے ان اشیاء میں بیع " قبل از قبضہ " جائز ہے :

باب الرجل یبیع المتاع أو غیرہ نسیئۃ ثم یقول انقدنی وأضع عنک

س کوئی شخص اپنی چیز اُدھار پہ بیچتا ہے پھر مشتری کو کہتا ہے کہ تم اگر نقد دو گے تو میں قیمت کم کروں گا :- ایسا کرنا کیسا ؟

ج عند الشوافع :-
اگر بائع یا مدیون یہ کہتا ہے کہ نقد رقم تم مجھے دو تو میں رقم کم کرونگا ۔ اسطرح کرنا یہ جائز ہے :

دلیل :-
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ :- کہ جب بنی نضیر نے سرکار علیہ السلام سے عرض کی کہ ہمارے لوگوں پر قرض ہے ۔ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :- کہ قرض میں کمی کرو اور جلدی سے لو :-

عند الاحناف والمالکیہ :-
ان حضرات کے نزدیک بائع کا اسطرح کرنا جائز نہیں ہے :-

دلیل :-
ابو صالح بن عبید بیان کرتے ہیں :- انہوں نے نخلہ کے محلے میں رہنے والوں سے ایک کپڑا اُدھار خریدا ، پھر وہ لوگ وہاں سے منتقل ہو کر کوفہ جانے لگے تو انہوں نے

Date 15-9-19

ابو صالح سے کہا: آپ سے نقد ادائیگی کر دیں، انہوں نے اس جو اسے میں قیمت میں کمی بھی کر دی۔ تو ابو صالح نے حضرت زید بن ثابت سے یہ مسئلہ دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا:۔ میں تمہیں یہ ہدایت نہیں دوں گا، تم اسے کھاؤ یا اسے کھلاؤ (یعنی یہ درست نہیں ہے)

"باب الرجل یشتری الشعیر بالحنطہ"

س جو شخص گندم کے عوض جو خریدے اس کا کیا حکم ہے؟ مع اختلاف:۔

ج عند المالکیہ:۔
گندم کی بیع "جو" کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ کرنا یہ جائز نہیں ہے۔ اگر برابر برابر بیع کر رہا ہے تو تو جائز ہے:۔

دلیل:۔
حدیث مذکور میں ان میں کمی بیشی بیع کے وقت جائز نہیں ہے۔ لہذا اتحاد جنس کے بجائے اتحاد منفعت وجہ رکھی جائے۔ دونوں اشیاء میں ایک منفعت ہو۔ لہذا ان میں کمی بیشی اور ادھار کے ساتھ بیع جائز نہیں۔ مگر برابر برابر جائز ہے۔

عند الاحناف:۔
گندم کو "جو" کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیع کرنا جائز ہے:۔

دلیل:۔
عن عبادۃ بن صامت:۔ قال سرکار علیہ السلام:۔ سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک برابر اور نقد یعنی ہاتھوں ہاتھ ہو۔ ہو جب ان اشیاء کی جنس مختلف ہو جائے تو تم جیسے چاہو لین دین کرو جبکہ وہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔

Date 15-9.19

س: سود کی علت بیان کریں مع اختلاف؟

ج: عند المالکیہ:-

ادخار "و" اقتیات "و" طعم:-

عند الشوافع:-

طعم "و" ثمنیہ:-

عند الاحناف:-

قدر "و" جنس:-

"باب الرجل یبیع الطعام نسیئۃ ثم یشتری بذلک الثمن شیئا آخر"

س: جب کوئی شخص گندم کو بطور ادھار کے بیچتا ہے پھر اسکی قیمت کے بدلے کوئی دوسری چیز لے سکتا ہے یا نہیں؟ بیان کریں:-

ج: عند المالکیہ:-

جب کوئی شخص کسی کو ادھار پر غلہ بیچتا ہے پھر ثمن کے بدلے کوئی اور شئ لے لے تو یہ مکروہ ہے:-

دلیل:-

عن ابی الزناد:- کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی بندہ طے شدہ مدت کے بعد ادائیگی کی شرط پر سونے کے عوض میں غلہ فروخت کر دے اور پھر اس سونے کو قبضہ میں لینے سے پہلے اسکے عوض میں کھجوریں لے لے:-

عند الاحناف:-

مذکورہ صورت میں بائع ثمن کے بدلے کوئی اور چیز لے سکتا ہے۔ اسطرح کرنا جائز ہے:-

دلیل:-

یہاں پر ثمن کے بدلے بیع ہو رہی ہے۔ اور ثمن میں ہلاک ہونے کا خوف نہیں ہوتا۔ لہذا ایسا کرنا جائز ہے۔ اور درست ہے۔

Date 15-9-2019

باب ما یکرہ من النجش و تلقی السلع

س: بیع نجش اور تلقی سلع کی تعریف بیان کریں مع حکم بھی تحریر کریں؟

ج: بیع نجش سے مراد:- سوداگروں کے قافلے کو منڈی تک پہنچنے سے پہلے پہلے ان سے سامان خرید لینا۔ پھر منڈی میں لا کر زیادہ قیمت میں بیچنا:-

تلقی سلع سے مراد:- مصنوعی بولی لگائے تاکہ دوسرا شخص اس بات کو سن لے اور اسکے بھاؤ کے مطابق اس چیز کو خریدے۔

ان کے حکم میں اختلاف ہے:

عند المالکیہ و الحنابلہ:- نجش و تلقی سلع مطلقاً ناجائز ہے۔ مگر نجش والی بیع ہو جانے کے بعد "یہ بیع فاسد" ہوگی:

عند الشوافع و الاحناف:- ان حضرات کے نزدیک بیع ہو جائے گی مگر نجش کرنے والا گناہ گار ہوگا:-

دلیل:- عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ علیہ السلام نھی عن تلقی السلع حتی تھبط الأسواق و نھی عن النجش:-

باب الرجل یسلم فیما یکال

س: بیع سلم کی تعریف بیان کریں اور مکیلی و موزونی اشیاء میں سلم کرنے کا حکم بیان کریں؟

Date 15.9.19

ج: بیع سلم کی تعریف :-
ایسی بیع جس میں ثمن نقد دیا جاتا ہے اور مبیع بعد میں دی جاتی ہے :-

بیع سلم کا حکم :-

عندالشوافع :-
بیع سلم "حاضر اور غیر حاضر" اشیاء اور حالی اور مقررہ مدت سب میں جائز ہے۔ اگرچہ میعاد ذکر نہ کیا ہو :-

دلیل :-
مبیع کو سپرد کرنا ممکن ہے اور اس پر قادر ہے۔ کیونکہ اس نے ثمن وصول کر لیا ہے :-

عندالاحناف والحنابلہ :-
بیع سلم "حاضر اشیاء" میں جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں میعاد مقررہ کی شرط لگانا واجب ہے۔ اگر میعاد مقررہ نہ کیا تو "بیع سلم" جائز نہیں :-

دلیل :-
حضور علیہ السلام نے فرمایا :-
جو بیع سلم کرنا چاہے وہ معلوم پیمانہ یا معلوم وزن میں معلوم مدت تک کرے :-

باب بیع البراءۃ

س: بیع براءت کی تعریف اور اس کا حکم بیان کریں؟ مع اختلاف :-

ج: بیع براءت کی تعریف :-
بائع اس شرط کے ساتھ بیع کرے کہ وہ ہر عیب سے بری ہے :-

بیع براءت کا حکم :-

عندالشوافع :-
اگر بائع نے اسطرح براءت کا اظہار کیا کہ مبیع

Date 15-9-19

میں عیب کو بیان کر دیا گیا" اسکو عیب کی خبر نہ تھی تو ان دونوں صورتوں میں وہ بری الذمہ ہو جائے گا اور اگر اسے عیب کی خبر تھی مگر اس نے مشتری کو نہ بتایا اور بری الذمہ ہونے کی شرط لگا لی تو وہ بری الذمہ نہ ہو گا:-

دلیل:-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بری الذمہ ہونے کی شرط کے ساتھ غلام بیچا۔ حالانکہ اس میں عیب تھا جسے انہوں نے بیان نہ فرمایا۔ جب مشتری نے یہ مقدمہ حضرت عثمان غنی کے سامنے پیش کیا تو آپ نے عبداللہ بن عمر کو قسم اٹھانے کیلئے کہا۔ جب وہ نہ مانے تو عثمان نے مبیعہ کی واپسی کا فیصلہ فرما دیا:-

عندالاحناف:-

اگر بائع نے یہ کہا کہ مبیع تمہارے سامنے ہے اس میں اچھی طرح دیکھ بھال کر لو بعد میں کسی عیب کے نکلنے کا میں ذمہ دار نہ ہوں گا تو اب میں بری الذمہ ہو جائے گا

دلیل:-

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہر عیب سے بری الذمہ ہونے کی شرط کے ساتھ بیع کو جائز قرار دیتے تھے:-

باب بیع الغرر

س: بیع غرر کی تعریف لکھیئے اور اسکا حکم بھی بیان کریں مع اختلاف:-

ج: لغوی معنی:-

دھوکا دینا ہے۔

اصطلاحی تعریف:-

جس میں کسی بھی حوالے سے فریقین میں سے کوئی بھی ایک شخص دوسرے کو دھوکا دے رہا ہو:

Date 15-9.19

عند المالکیہ:۔
اگر بیع معلوم مدت تک ہو اور اسکی صفات بھی مختلف ہوں تو ایسی بیع جائز ہے۔ ورنہ ناجائز ہے۔

عند الشوافع:۔
حیوان کی بیع کو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں:۔

دلیل:۔
حضور علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب کو حکم دیا کہ وہ ایک اونٹ کے بدلے دو اونٹ خریدیں معلوم مدت تک:۔

عند الاحناف:۔
زیادتی کو مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں:۔

دلیل:۔
قولہ تعالیٰ:۔ وحرم الربوٰ:۔

"باب بیع المزابنہ"

س بیع مزابنہ اور محاقلہ کی تعریف اور اسکا حکم لکھیے؟ مع تفصیل:۔

ج مزابنہ کی تعریف:۔
درخت پر لگی کھجوروں کو خشک کھجوروں کے عوض بیع کرنا:۔
اسی طرح انگوروں کو خشک انگوروں کے بدلے میں بیع کرنا:۔

محاقلہ کی تعریف:۔
خوشوں میں موجود دانے کو گندم کے عوض کسی پیمانے کے ساتھ بیع کرنا:۔

حکم:۔
جمہور فقہاء کے نزدیک دونوں بیع ناجائز ہیں:۔

Date 15-9-19

دلیل:-
سرکار علیہ السلام نے بیع مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا:-

باب شراء الحیوان باللحم

س حیوان کی بیع گوشت کے عوض ہو تو کیا حکم ہے؟ مع اختلاف؟

عند المحمد:-
حیوان کی بیع گوشت کے عوض کرنا یہ جائز نہیں ہے:-

دلیل:-
سرکار علیہ السلام نے حیوان کی گوشت کے ساتھ بیع کو ممنوع فرمایا:-

عند الامام الاعظم:-
اسکو جائز قرار دیتے ہیں:-

وجہ:-
یہ دین میں اگرچہ جنس موجود ہے لیکن قدر موجود نہیں لہذا تفاضل جائز ہے۔ لیکن ادھار جائز نہیں:-

عند الائمہ ثلاثہ:-
حیوان کی بیع اسی کی جنس کے گوشت کے عوض کرنا یہ جائز نہیں ہے:-

دلیل:-
عن ابی صدیق:- بیشک سرکار علیہ السلام نے گوشت کی بیع حیوان کے عوض کرنے سے منع فرمایا:-

(واللہ اعلم)

Date 19.9.19

"کتاب الصرف"

"ابواب الربا"

س: بیع صرف کی تعریف اور اسکے صحیح کیلئے کیا شرط ہے؟ وہ تحریر کریں:-

ج: تعریف الصرف:-
ثمن کی ثمن کے بدلہ بیع کرنا:-
صحیح ہونے کیلئے شرط:-
بیع صرف صحیح ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ بیع ہاتھوں ہاتھ ہو اور زیادتی نہ ہو:-

س: ربا، یعنی "سود" کی تعریف قلم بند فرمائیے؟

ج: تعریف الربوٰ:-
لغوی معنی:- کسی چیز کا بڑھ جانا:-
اصطلاحی تعریف:-
"ربا، اس زیادتی کا نام ہے جو عقد معاوضہ میں عاقدین میں سے کسی ایک کیلئے اصل عقد میں مقرر کی جائے:-

"باب الربا فیما یکال أو یوزن"

س: مکیلی اور موزونی اشیاء میں سود کس طرح ہوگا؟ بیان فرمائیے بالتفصیل:-

ج: سرکار علیہ السلام کے زمانے میں لین دین کرتے ہوئے "2" پیمانوں کا اعتبار ہوتا تھا:-
1- کیل:- جیسے:- گندم یا چاول وغیرہ
2- وزن:- جیسے:- سونا یا چاندی وغیرہ
اب اگر کوئی شخص ایک ہی جنس سے تعلق رکھنے والی اشیاء کا لین دین کرے تو اضافی ادائیگی ممنوع ہے۔ خواہ ایک

Date 19.9.19

طرف اسکی چیز کی عمدہ قسم موجود ہو اور دوسری طرف کم عمدہ قسم موجود ہو:-

اصول:-

عمدۃ الاحناف اصول یہ ہے کہ مکیلی یا موزونی ہونے کا معیار یہ ہے کہ جن اشیاء کے مکیلی یا موزونی ہونے کا ذکر بطور نص ہو۔ وہ اسی قبیل سے شمار ہونگی۔ خواہ کسی دور میں ان کا کسی اور طریقہ سے لین دین ہوتا ہو:-

"باب الرجل یکون علیہ الدین فیقضی أفضل مما أخذہ"

س مقروض کا قرضے میں زیادہ چیز دینے کا کیا حکم ہے؟ تحریر کریں:-

ج کوئی شخص کسی کو قرض دیتا ہے تو مدیون دائن کو واپس اتنی ہی رقم دے گا۔
اگر دائن، مدیون سے زیادہ رقم لینے کا مطالبہ کرے یا زیادہ رقم لینے کی شرط لگائے۔ تو زیادتی "یہ "ربو" کہلائے گی۔
اگر مقروض، دائن کو بطور شکریہ کے فوائد رقم دیتا ہے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہاں مقروض نے اپنی خوشی سے زیادہ رقم دی ہے:-

"باب ما یکرہ من قطع الدراھم والدنانیر"

س دراھم اور دینار میں سے کاٹنے کا کیا مطلب ہے اور ایسا کرنا کیسا؟

ج کاٹنے کا مفہوم یوں ہے کہ کھرے سکہ میں کچھ کھوٹ ملا دینا۔ اور کھوٹ کے برابر اس میں سے اصل "سونا" یا "چاندی نکال

Date 19.9.19

لینا یہ بھی دھوکا کی صورت ہے۔ تو یہ "فساد فی الارض" کا سبب بنے گا۔ اسلئے اس سے منع کیا گیا:۔

امام محمد علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں کہ دراھم یا دینار میں سے کچھ کاٹ لینے سے منع کیا لیکن اگر اس کا ٹنے میں کوئی منفعت یا مصلحت ہو تو پھر وہ اسکے جواز کے قائل ہیں:۔

"باب المعاملۃ والمزارعۃ فی النخل والأرض"

س بیع مزارعت کی تعریف اور اسکا حکم بیان کریں؟ بالتفصیل:۔

ج تعریف المزارعۃ:۔

زمین ایک شخص کی ملکیت ہو۔ اور اس زمین پر کام دوسرے بندے کا ہو:۔

مزارعت کی "3" صورتیں ہیں:۔ جو کہ درج ذیل ہیں:۔

پہلی صورت:۔

زمین کا مالک، مزارع سے شرط لگائے کہ اس زمین میں اتنی پیداوار میری ہو گی۔

یہ صورت "بالاجماع" باطل ہے:۔

وجہ:۔ ممکن ہے کہ اتنی پیداوار بھی نہ ہو۔

دوسری صورت:۔

زمین کا مالک، مزارع سے کہے کہ زمین کے فلاں حصے کی پیداوار میری ہو گی۔ اور بقیہ حصے کی پیداوار تمہاری ہو گی:۔

یہ صورت بھی "بالاجماع" باطل ہے:۔

تیسری صورت:۔

زمین کا مالک، مزارع سے کہے کہ زمین سے جو پیداوار ہو گی۔ اس کا ایک مخصوص حصہ میرا ہو گا۔ اور بقیہ

Date 19.9.19 صورت میں

تمہارا ہوگا۔ اس اختلاف ہیں:
عند الصاحبین:۔
اسطرح کرنا جائز ہے:
دلیل:۔
سرکار علیہ السلام نے اہل خیبر سے نصف پیداوار پر معاملہ فرمایا:۔

عند الامام اعظم:۔
اسطرح کرنا جائز نہیں ہے:
دلیل:۔
سرکار علیہ السلام نے "مخابرہ" سے منع فرمایا۔ اور "مخابرہ" "مزارعت" کا نام ہے:

"باب احیاء الارض باذن الامام
أو بغیر اذنہ"

س بنجر زمین کو آباد کرنے کا کیا حکم ہے؟ بالتفصیل بیان فرمائیے:۔
ج بنجر زمین کو آباد کرنے کی 3 صورتیں ہیں:۔
پہلی صورت:۔
ایسی زمین ہو جہاں تک پانی نہ پہنچتا ہو۔
دوسری صورت:۔
ایسی زمین ہو جو پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے بنجر ہو گئی:۔
تیسری صورت:۔
وہ زمین جو قدیم زمانے سے بنجر ہو۔ اور "زیر کاشت" نہ رہی ہو:۔

س کیا بنجر زمین کو آباد کرنے والے اس زمین کا مالک ہوگا یا نہیں؟ بیان کریں:۔
ج بنجر زمین کو آباد کرنے والا اس زمین کا مالک ہوگا یا نہیں اس

Date 19. 9. 19

میں اختلاف ہے :۔ اختلاف درج ذیل ہے :۔
عند الصاحبین :۔
بنجر زمین کو آباد کرنے والا اُس زمین کا مالک ہوگا۔
چاہے حاکم کی اجازت ہو یا اجازت نہ ہو :۔
دلیل :۔
قوله السلام " من احیی ارضا میتة فھی له "
صاحبین اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا :۔

عند الامام صاحب :۔
اگر حاکم کی اجازت ہے تو مالک ہوگا۔ اگر
اجازت نہیں ہے تو مالک نہیں ہوگا :۔
دلیل :۔
قوله السلام " من احیی ارضا میتة فھی له "
امام صاحب فرماتے ہیں کہ
اس حدیث میں امام
یعنی حاکم کی اجازت ہونا سمجھ آرہا ہے :۔

"تمت بالخیر"

راہِ علم کا سفر آسان نہیں مگر شوق کی سواری پاس ہو تو
دشواریاں منزل تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بنتیں

نوٹ :۔
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ اس تحریر
کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ اور اسکی غلطیوں کو
معاف فرمائیے :۔ (امین بجاہ النبی الامین علیہ السلام)

(19.09.2019)
(بروز بدھ)